المشاہیر

جسمین مشہور و معروف مشائخ طریقت علماء شریعت امرا شعرا حکما کے
حالات زندگی نہایت دلچسپ طریقہ سے موجودہ و آیندہ
نسلون کی آگہی و بصیرت کے
واسطے لکھے گئے
ہین

مرتبہ و مولفہ

خاکسار فیض احمد ساکن (مارہرہ) ضلع ایٹہ مقیم میرٹھ

نامی پریس شہر میرٹھ مین طبع ہوئی

سنہ ۱۹۰۰ء

یا فتاح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یارب زنگین بکن ریاض مارا
دلہا ز بہار رحمتش بکشاید

وز بسط بدل کن انقباض مارا
رنگے ز قبول دہ بیاض مارا

صاحبو دیباچہ کتاب کی آرایش حمد و نعت ہے۔ اور عنوان صحیفہ کی زیبایش خدا و رسول کی ثنا و صفات۔ پر کوئی بتا تو دے جب سے لوح و قلم کا ظہور ہوا حرف و صوت کا شور ہوا بمنطوق [1] وَالسَّمَاءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ؕ آسمانوں کا سائبان بنا۔ و بمصداق [2] وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ؕ زمین کا فرش بچھا۔ بمضمون [3] جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا ملائکہ کی سواری آئی [4] اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً کا ڈنکا بجا آدم کی باری آئی زبانیں سوکھ گئیں۔ قلم گھس گئے۔ ہاتھ تھک گئے۔ حمد باری کا حق کون ادا کر سکا ہے

آدم کہ سلیقہ معلیٰ ست
احمد کہ خلاصہ وجود ست

سرگشتہ ربنا ظلمنا ست
لا احصی گوے در سجود ست

[1] ترجمہ اور اسمان کو بنایا ہمنے ہاتھ کے بل سے اور ہمکو سب مقدور ہے ۱۲ پارہ ۲۷ سورہ ذاریات رکوع ۳۔
[2] ترجمہ اور زمین کو بچھایا ہمنے سو کیا اچھا بچھانا ہے ۱۲ پارہ ۲۷ [3] ترجمہ بنایا فرشتوں کو پیغام لانیوالا ۱۲ پارہ ۲۲ شروع سورہ فاطر [4] ترجمہ مجکو بنانا ہے زمین میں ایک نائب ۱۲ سیپارہ اول رکوع ۴۔

باقی رہی سرور انبیا تاج الاصفیا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کی نعت اوس کا خیال اپنے عجز کا اعتراف وقصور کا اقبال ہے ع

احمد کہ گرشتہ سر بر لولاک آمد	جائیست کز آلایش تن پاک آمد
یک حرف ز مجموعہ عز و شرفش	لولاک لما خلقت الافلاک آمد

مرزا مظہر جان جاناں سچ کہہ گئے ہین **مثنوی**

خدا در انتظار حمد ما نیست	محمد چشم بر راہ ثنا نیست	خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس	محمد حامد حمد خدا بس
مرا جائے اگر باید بیان کرد	بہ بیتے ہم قناعت می توان کرد	محمد از تو میخواہم خدا را	الٰہی از تو عشق مصطفیٰ را
	دگر لب وا مکن مظہر فضولیست	سخن از حاجت افزون تر فضولیست	

بس اس مضمون مین معترف بعجز ہو کر خاموش ہو جانا ہی گویائی ہے۔ اور اس معرکہ مین سکوت
ہی سبیل عہدہ برآئی ہے ع

نہ ہر جائے مرکب توان تاختن	کہ جاہا سپر باید انداختن

معہذا مجکو جو کہنا ہے عرض کرتا ہون **بھائیو**؟ علم تاریخ کی خوبیان سب جانتے ہین اہل خرد
تاریخ و سیر کو فن لطیف مانتے ہین۔ یہی فن ہے جس کے ذریعہ سے ہمنے قدر سلف جانی۔ خبر اور
اثر ہی سے آنیوالی نسلون نے بزرگان پیشین کی حقیقت پہچانی۔ ایک زمانہ تہا کہ مسلمان اس
فن کی تدوین مین درجہ کمال کو پہنچ گئے تھے تفتیش حالات وتحقیق مقالات مین مسلمانون
کی موشگافیان دقت نظر کو دنیا کی دانشور قومین حیرت کی نگاہون سے دیکھتی تھین۔ اہل عرب
قدیم سے علم الانساب کے شیفتہ تھے اپنی اپنی قوم وقبیلون کے حالات اور سلاسل نسب یاد رکھنی
کی اون کو جان ودل سے زیادہ حفاظت تھی۔ حضرت عمر فاروق رضہ بھی ماوراے دیگر بے نظیر
قابلیتون کے اس فن مین نہایت مشہور تھے۔ عربون مین علم انساب کا ایسا چرچا اور فخر تہا کہ
اخوت اسلامی بھی اوس پر متصرف نہو سکی جسطرح چند قسم کے دانون کو ایک کہیت مین بو کر
یا ایک ڈبیہ مین رکھکر وقت ضرورت علیحدہ کر سکتے ہین اسی طرح عرب اپنی قومیت علیحدہ دکھانے

کو ہمہ وقت مستعد رہتے تھے زمانہ کو ایسا موقع نہ دیتے تھے کہ مختلف خاندانوں کو یکجا پیس کر آٹا کردے اور پھر تفریق قومی نہ ہو سکی غرض حفاظت نسب میں کوئی اُن کا نظیر نہ تھا اسلام نے بھی بحکم[۱] تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِکُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهٖ اَرْحَامَکُمْ۱۲ اپنے اپنے نسب سے آگاہ رہنے کی تاکید کی ہے مگر رفتہ رفتہ زوال دولت ضعف قوت وانحطاط سرمایہ علمی نے سارے مذاق خاک میں ملا دیئے مسلمانوں کی انمول کتابیں بے بہا کتب خانے ایسے معدوم ہوگئے کہ گویا کبھی اُن کا وجود ہی نہ تھا۔ اُن گنجینہ ہائے دیرینہ نے مثل تقویم پارینہ حکم هَبَآءً مَّنْثُوْرًا (ہوا ان اورنیکی بر حو لی ۱۲) پیدا کرلیا تجاہل وتغافل نے ایسا نکما و بے خبر بنا دیا کہ اور تو اور اپنے باپ دادوں کے نام تک حرف غلط کی طرح صفحات خاطر سے مٹا دیئے شعر

چو من ناسب خلف نبود ہم زروی دانش ہمین سلف را
ز دست من شد کتب پریشان ز جہل من شد ذخائر

مسلمانوں کے قدیمی خاندانوں اور مشاہیر نامآوروں کے حالات زمانہ کی دستبرد سے روز بروز ناپدید ہوگئے ہزاروں نامی گرامی علما۔ حکما۔ شعرا۔ مشائخ۔ سیّاح۔ بہادر سپاہی اور مدبّران سلطنت جنپر دنیا کو ایک وقت ناز تھا آج اُنکا کوئی نام بھی نہیں جانتا نظم

جن کے نقش پا کو کہتے تھی زمین سر پر تخت
نام اُنکا کوئی سب بھولے ہیں دنیا میں
تھا فلک کا بیٹھنا بھی تن پہ جن کو ناگوار
خاک میں مر کر ملے افسوس وہ عالی دماغ
تربتوں میں خاک آلودہ ہیں وہ عالی گہر
جنکے دروازہ پہ ڈنکا بجتا تھا شام و سحر
فرق پر جن کے ہلایا کرتے تھے نادم چتر
اب نشان قبر بھی اُن کے نہیں آتے نظر

اُن کی نسلیں موجود ہیں پر افسوس انہیں ذرا خبر نہیں کہ ہم کس گل کے ورق رنگ پر ہیں کس جھرنے ہرے گلزار کے بہار خزان رسیدہ اور کون سے بے برگ و بار شجر کے شاخ بریدہ ہیں

[۱] یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے پورے الفاظ یہ ہیں تعلموا من انسابکم ما تصلون بہ ارحامکم فان صلة الرحم محبة فی الاهل مثراة فی المال منساة فی الاثر ترجمہ سیکھو نسبوں کو تاکہ ملاؤ تم سبکے اپنے رشتے حقوق صلہ رحم یعنی سلوک کرنا اپنے اقربا سے محبت پیدا کرتا ہے کنبہ میں اور اس دنیا میں ہوتی ہے برکت مال میں اور درازی ہوتی ہے عمر میں ۱۲

وہ مطلق احساس نہین کرتے مصرعہ کہ ہم کون تھے اور کیا ہو گئے۔ اون کے بعینہ اوس شیر بچہ کیسی حالت ہے جس نے بھیڑون مین پرورش پائی تھی اور ہرگز نہ سمجھ سکتا تھا کہ مین بچہ شیر ہون میرا باپ چست وچالاک تھا مین بھی فطرتاً دلیر ہون۔ جب شیر آیا اور لب دریا کھڑا کر کے عکس دکھایا تب وہ بھیڑ سے شیر بنا۔

بھائیو یہ نقلین محض بے اصل اور بنائی ہوئی باتین نہین انسان پر ایسی مثالین بہت ہو گذری ہین ارباب خبر و اصحاب نظر کو یاد ہو گا کہ شاہزادہ محمد اکبر جب اپنے باپ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی سے باغی ہو کر ایران چلا گیا عالمگیر نے اُس کے بیٹے (نیکوسیر) کو قلعہ (آگرہ) مین قید رکھنے کا حکم دیا۔ یہہ شاہزادہ ابھی چوتھے سال مین تھا۔ باغ دُنیا کی کوئی بہار نہ دیکھ پائی تھی مصرعہ اوڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہو گئے۔ چالیس برس کامل اُسی بندی خانہ کے اندر عورتون مین پرورش پائی نام کے لئے بھی مرد کی صورت دیکھنے مین نہ آئی (فرخ سیر) کے زمانہ مین اوباشون کی ایک جماعت متفق ہو کر قلعہ پر غالب آ گئے (نیکوسیر) کو باہر نکالا اور بادشاہ قرار دیا۔ شاہزادہ نے اتنی مدت محبس کی چار دیواری سے قدم باہر نہ نکالا تھا۔ اب نئی دنیا مین آیا اور نئی نئی چیزین دیکھین گھوڑے گائے وغیرہ معمولی جانورون اور معمولی درختون کو دیکھ کر حیران ہوتا اور تعجب سے پوچھتا کہ یہہ ہے کیا چیز۔ جب امیرالامرا حسین علیخان نے قلعہ پر فتح پائی اور قلعہ کے اندر گیا شاہزادہ نے امیرالامرا کو سلام کیا۔ امیر نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور سلام سے منع کیا۔ شاہزادہ اُسی مطلق نسوانی مین جو اُس کا محاورہ سا ہی تھا معذرت کرنے لگا۔ امیر نے تبسم کیا اور پھر اُسی زنانہ محلسرا مین بٹھا دیا

اب ذرا غور کیجئے کہ اُس شیر بچہ اور اس شاہزادہ مین کیا فرق تھا۔ اس مین تیمور یہ خاندان کی رستمانہ شجاعت۔ بہادری ملک گیری۔ جہانداری کا کونسا اثر باقی رہا تھا (عالمگیر) اسی کا تو شہر دل دادا تھا جس نے شباب سے پہلے فیل مست کا مقابلہ کیا سه

بہ سنے کہ تکلیف بر دی نبود		بہ تکلیف فطرت دلیری نمود

سلہ منتخب اللباب صفحہ ۲۷۲ - ۱۲

درین سن اگر بودے افراسیاب	ہی گشتے از دیدن فیل آب

اور ایام طفلی مین ستیرنی سے اُس کے بچے کو جبکہ وہ دودھ پلا رہی تھی ہمین لایا تھا۔

برخلاف اس کے اب اہل یورپ جو ہر قسم کے علوم و فنون مین آسمان کمال کو صعود کر گئے ہین اپنے بزرگون کے حالات زندگی ہزارون لاکھون روپیہ صرف کرکے بہم پہونچاتے اور عزت و افتخار کے ساتھ حرزجان بناکر بطور یادگار رکھتے ہین - نہ صرف اپنی بلکہ ہمارے بزرگون کی یادگارون کی بھی قدر کرتے ہین -

ڈاکٹر جی - ڈبلیو لیٹنر صاحب پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور مولف کتاب سنین الاسلام مطبوعہ ۱۸۷۱ء کا یہ فقرہ (جو اونھون نے بعد بیان علمی عظمت مسلمانون کی دلسوزی اور افسوس سے لکھا ہے) کیسا دردانگیز و عبرت خیز ہے - مسلمان تو بہت ہین مگر وہ کیا جانتے ہین اگر آج عربی کا ایک عمدہ دیوان چاہو یا کوئی نادر تاریخ درکار ہو تو یورپ سے لینی پڑیگی - ابن خلدون - ابوراشد - حاجی خلیفہ - ابن بطوطہ - ابن العاثر - مقریزی وغیرہ جو اسلامی دنیا مین آسمان علم کے آفتاب تھے یہان انھین کوئی جانتا بھی نہین تابط شرا امرؤ القیس عنترہ حاتم بحتری ابوتمام کا دیوان کے آدمیون نے پڑھا ہے انگلینڈ - جرمن - فرانس مین صدہا آدمی پڑھتے ہین - ایک جرمنی عالم نے شعراء عرب کا تذکرہ نہایت جامع لکھا ہے معلم بطرس نے محیط المحیط لغت مین ایسی جامع لکھی ہے کہ عقل حیران ہے - لین صاحب انگلشی اپنے کنبے سمیت تیس برس بنظر تکمیل و تحقیق زبان عرب مین رہے اور ایک نہایت مبسوط کتاب لغت مین لکھی مگر افسوس کہ چھاپہ خانہ مین آگ لگجانے سے اُس کے سارے مسودات جل گئے اور اوس کی تیس سالہ محنت خاک مین ملگئی - غرض یورپ مین صدہا مصنف عربی ہین کہ اپنے ذوق دلی سے اس کام مین لگے ہوئے ہین - یہان مدار تحقیق صرف قاموس پر ہے جو پانسو برس کی تصنیف ہے ہزارون لغت جو اوس کے بعد داخل زبان ہو گئے - اب اونھین کہان دیکھین)۔

سر گور اوسلی صاحب جبکہ ۱۸۱۱ء مین جارج سیوم بادشاہ انگلستان کی طرف سے بعہدہ سفارت

فتح علیشاہ قاچار بادشاہ ایران کے پاس گئے تھے کئی مہینے شیراز مین مقیم رہے وہ لکھتے ہین
شیخ سعدی کی قبر بوسیدہ ہوگئی ہے تعمیر کی عمارت گرتی جاتی ہے میری حسن عقیدت نے جو
سعدی اور اون کے کلام کے ساتھ ہے مجھے آمادہ کیا کہ اپنے روپیہ سے مقبرہ کی مرمت کرا دون
مگر حسین علی مرزا گورنر فارس نے جو شاہ ایران کا پانچوان بیٹا ہے مجھکو روکا اور سرگرمی سے کہا کہ
مین بخوشی اسلوبی اس کی مرمت کرا دونگا لیکن افسوس ہے کہ شہزادہ نے اپنا وعدہ پورا نکیا
اور سرگور اوسلی کو بھی اوس کے ارادہ سے باز رکھا۔

یورپ کی قدرشناسی اس درجہ بڑھی ہوئی ہے کہ جن چیزون کو ہم نہایت ناچیز وحقیر سمجھتے ہین وہ اُس کی نہایت حفاظت وتوقیر کرتے ہین (فریڈرک جوائلی کے شمالی حصہ مین ایک بستی ہے وہان کے مشہور مصنف (رایرسیٹو) کے آٹھ آٹھ جگہہ کاٹے ہوئے مسودے ابتک موجود ہین (لارڈ مکالی) جو انگلستان کا نہایت مشہور ومقبول مصنف ہے اُس کے دس دس جگہہ کاٹ وچھانٹ وترمیم واصلاح کیے ہوئے مسودات لندن میوزیم (عجائب خانہ) مین رکھے ہوئے ہین اور قوم اوس کو قدر ومنزلت کی نگاہون سے دیکھتی ہے جب سیل جہل بڑہتے بڑہتے طوفان کی صورت مین نظر آنے لگا اور سر سے پانی گذرنے کے قریب ہوگیا مدبران قوم متنبہ ہوئے اونہون نے ترقی وتنزل قوم کے اسباب دریافت کرنے اور قوم کے سنبھلنے کی تدابیر سوچنے کے لئے انجمن قائم کی لکچر دیئے اسپیچ کیے پمفلٹ ومضامین لکھے ۱۸۸۶ع مین ایجوکیشنل کانفرنس مقرر ہوئی منجملہ اس کے دیگر مقاصد واغراض کے یہ بھی قرار دیا گیا کہ نامور مسلمانون کے حالات زندگی وسوانح عمریان لکھی جائین تاکہ موجودہ وآیندہ نسلون کو اون کے واقعات وکارنامجات کے پڑہنے کے بصیرت ہو اور اپنی بگڑی ہوئی حالت کو سنبھالیں۔ چنانچہ بعض ممبران قوم نے خاص خاص مشہور ومعروف اشخاص کے حالات تاریخی کتابون سے انتخاب کرکے المامون سیرۃ النعمان [illegible] ابو ریحان بیرونی وغیرہ [illegible] کتابین [illegible] کرکے ملک اور قوم کے سامنے [illegible]

پھر آنریبل سید محمود نے مسلمانان ہندوستان کے اُن تمام خاندانون کے حالات مین ایک
کتاب لکھنے کا ارادہ کیا جن کے اسلاف عرب سے آکر ہند مین آباد ہوے اور اون کی نسلین
ہنوز یہان موجود ہین۔ ایک اور اولوالعزم بہی خواہ قوم (آنریبل حاجی محمد اسمعیل خان رئیس
دتاولی ضلع علیگڈھ) نے کل ہندوستان کے قابل و مشہور اشخاص کے حالات قلمبند کرنے
پر کمر ہمت باندہی اخبارات مین اشتہارات شایع کئے قوم کو بالعموم توجہ دلائی ہر شخص سے حالات
بہیجنے کی درخواست کی۔ پر یہہ مجموعی ابہی مرتب نہین ہوئی اور ہے بہی مشکل۔ ہندوستان مین
بجز سلاطین و ارباب دین یعنی مشایخ و اہل تصوف کے دیگر اصحاب کمال و ہنرمندون کے
حالات لکھنے کا بہت کم اہتمام کیا گیا ہے۔

میرے خیال مین یہ بات گذری کہ تمام ہندوستان کے مشاہیر کا یکجائی تذکرہ لکھنا تہوڑا
کام نہین یہ سلسلہ بہت وسیع ہے اسکو مہلت دراز اور عمر طویل چاہیئے کاش قبیلہ قبیلہ اور گروہ
گروہ کے لوگ اپنے اپنے خاص فرقون اور کنبون مین سے قابل قدر لوگون کو جنہین زمانے
نے عزت و اعتبار کے نظرون سے دیکہا ہے اور جنکی رفتار و گفتار قابل تقلید ہے انتخاب کرکے
اون کے واقعات حیات قلمبند کرلین تو آسانی ہوگی اور آیندہ کے لئے معلومات کا بڑا ذخیرہ
و کافی سرمایہ قوم کے ہاتھ مین موجود ہو جائے گا۔ ماوراے اس کے ہر شخص کو اپنے اکابر و اجداد
کے واقعات و واردات کے ساتھ فطرتاً دلچسپی ہوتی ہے اون کی سرگذشتون کے پڑہنے اور
سننے سے اون کی اخلاقی و تمدنی حالت پر ایک خاص طور کا اثر پیدا ہوگا جو بیوگرفی و سوانح
عمری کی سیر و مطالعہ کی اصل غرض ہے اس کے ساتھ ہی مجھے یہ فکر ہوئی کہ کوئی خدا کا
بندہ میرے قبیلہ مین سے اپنے گروہ خاص کے مشہور و معتبر اشخاص کا تذکرہ لکھے چنانچہ ایک
عزیز خاص و مخلص باختصاص سے جسے قومی معاملات کے ساتھ ازلی دلچسپی ہے تذکرہ کیا
اور چاہا کہ اس کام کو اپنے ذمہ لین تجویز تو پسند کی لیکن اوس کے انصرام و اہتمام کا کسی
عنوان بیڑہ نہ اٹھایا کانون پر ہاتہ رکہے اور مجہی سے باصرار تمام اوس کے لکھنے کی خواہش کی

مین نے اپنی بے بضاعتی۔ کم استعدادی۔ تشتت خاطر۔ عدیم الفرصتی کی عذر سے ابراحباب کا اور سمجھایا

چوگلہائے سایہ چو مرغان دیبا | شگفتن نیارم پریدن ندانم
درین بحر پرشور چون ماہ و ماہی | بجز کاستن یا تپیدن ندانم

اور یہ بھی کہا اوس عزیز کے نقش دل کیا کہ ھ

مرغ دل من نغمۂ داؤد نداند | آزاد کنندش کہ نہ مرغ قفس آرا ین

لیکن وہ ضدّی ہٹ سے باز نہ آیا سر ہو گیا اور یہ بار میری ہی کندھے رکھا ھ

آسمان بار امانت نتوانست کشید | قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

بمصداق اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا قبول تو کر لیا پر لکھنے مین جو دقتین پیش آئین دل ہی خوب جانتا ہے۔

معذرت ! بھائیو ؟ مین سچے دل سے اعتراف کرتا ہون اور یقین دلاتا ہون کہ یہ کام میری قابلیت سے بہت زیادہ ہے اس کیواسطے علمی استعداد قلم مین زور خدا داد روشن دماغی وسعت خیال۔ وضاحت بیان صحبت عالی۔ تہیہ سامان۔ اور سب سے بڑھکر وجاہت صوری و نباہت معنوی کی ضرورت ہے۔ یہان جس مد کو دیکھو بجائے رقم صفر نظر آئیگا۔ جس خرمن کو ٹٹولو دانہ کی جگہہ خس و خاشاک اور سبوس و خاک کا ڈھیر پایا جائیگا ھ

نہ شگوفۂ نہ برگے نہ درخت سایہ دارم | ہمہ حیرتم کہ دہقان بچہ کار کشت مارا

مجکو یہ بھی اقرار ہے کہ میری محدود معلومات تمام بزرگان قوم کے حالات پر محیط نہوگی۔ بہت سے اکابر جنکا ذکر خیر قابل تذکرہ ہوگا میری لاعلمی سے انکا نام نامی و ذکر سامی زیب صحیفہ نہو سکیگا رباعی

ہیہات من از کجا و این کار کجا | در خورد من ضعیف این بار کجا
اوصاف بزرگان ز شمار افزون است | در طاقت تقریر من زار کجا

الا ماہرین کو معلوم اور واقفین کو مسلم ہے کہ کوئی فن کوئی علم۔ کوئی مضمون۔ ایک کتاب کے اوراق

ھ ترجمہ یہہ ہے برا ایسے ترس نادان ۱۲

ایک مصنف۔ ایک مؤلف کے بیان میں محصور و منحصر نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ جو صاحب میرے
اس ناچیز ہدیہ کو پسند فرمائیں براہ کرم دعاء خیر سے یاد فرمائیں اور جن صاحب کے مذاق و
مزاج کے موافق نہ ہو اَلْعُذْرُ عِنْدَ کِرَامِ النَّاسِ مَقْبُوْلٌ پر نظر فرما کر بسبب[1] اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ
مَرُّوْا کِرَامًا درگذر کریں اور بہتر ہو کہ بجائے تلخکامی اعتراضات و جدال لاطائل و بےسود
کوئی شیرین تر چاشنی واسطے مذاق کام و دہن ارباب انجمن کے پیشکش کر کے قوم کو مرہون منت فرمائیں

غلام ہمت آن عارفان باکرم		کہ یکصواب بہ بینند و صد خطا پوشند		

لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی[2] میرے دوستو میں اس مختصر میں اُن
مشاہیر مسلمانوں کا ذکر کروں گا جو بلا ریب **شیخ قریشی الاصل اور حضرت عبد اللہ**
و حضرت مصعب ابناء حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں اور
ممالک مغربی و شمالی و اودھ وغیرہ اقطاع ہند کے اکثر بڑے بڑے اور مشہور شہروں و قصبوں
میں مثل میرٹھ۔ بریلی۔ سنبھل۔ مراد آباد۔ امروہہ۔ مارہرہ۔ لکھنؤ وغیرہم نام و نمود کے ساتھ
اون کے خاندانوں کا پتہ ملتا ہے اور دہلی آگرہ[3] وغیرہ میں قدما کے آثار قدیمہ کا بخوبی سراغ چلتا ہے
اور یہاں وہ **کنبوی** کے لقب سے معروف و منسوب ہیں۔

بھائیو اس اظہار و بیان سے مجھے تفاخر حسب و نسب مقصود نہیں اسلام نے صاف بتا دیا ہے
اور میں خوب سمجھتا ہوں کہ بحکم[4] اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ اصلی بزرگی عمل کو ہے نہ نسب کو
نسب تو بالآخر ایک ہی آدم پر منتہی ہو جاتا ہے **ع**

انانکہ فخر خویش با جدادمی کنند		چون سگ باستخوان دل خود شاد می کنند		

[1] ترجمہ جب ہو نکلیں کھیل کی باتوں پر نکل جائیں بزرگی رکھکر ۱۲ [2] ترجمہ میں نہیں مانگتا تم سے اسپر کچھ نیگ مگر دوستی چاہیے
قرابت والوں میں ۱۲ پارہ ۲۵ سورہ شوری رکوع ۳ — [3] آگرہ میں ہنوز ان کے نام کا ایک محلہ (کنبوہ ٹولہ) آباد ہے
مگر اس قوم کا کوئی شخص اب وہاں باقی نہیں۔ بادشاہ شاہجہان نے جب شاہجہان آباد کیا تھا امراء و اکابر کے خانوادے سب
وہاں جا بسے تھے غالباً اوسی وقت اس قوم کے بزرگوں نے بھی اکبر آباد چھوڑ دیا ہوگا ۱۲ [4] ترجمہ مقرر بڑی عزت
خدا کے ہاں اوسکو ہے جس کو ادب زیادہ ہے ۱۲ پارہ ۲۶ سورہ حجرات —

ظاہر ہے کہ پسر نوح ع را از ایزد شناسی پدر چہ سود - و ابراہیم خلیل را از بت پرستی اصل کدام زیان [۱] تِلْكَ
أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ نظم

چو نادانان نہ در بند پدر باش	پدر بگذار و فرزند ہنر باش
چو دود از روشنی نبود نشانمند	چہ حاصل زانکہ آتش راست فرزند

لیکن اس مین شک نہین کہ شرافت ہو من نظر یا باہم بہی کوئی چیز ہے حسب و نسب کا شرف اعتبار
سے مانا گیا ہے دونون باہم حاصل ہون تو نور علیٰ نور آنحضرت صلعم نے اپنی شرافت نسب مین فرمایا ہے [۲]
إن الله اصطفى من ولد ابراهيم اسمعيل واصطفى من ولد اسمعيل بني
كنانه واصطفى قريشا من بني كنانه واصطفى من قريش بني هاشم و
اصطفاني من بني هاشم بالضرور مین سوتے ہوئے عزیزون کو جگا کر اونہین کے
بزرگون کی کہانیان اون کو سنانا چاہتا ہون تاکہ وہ ان کے واقعات کے مقابلہ مین اپنی ہست و
بود کو بنظر عبرت دیکھین اور غور کرین کہ صفوف سلف مین سے کس درجہ مین اونکی کہپت ہوسکتی ہے
سچ تو یہ ہے کہ اگر رشتہ انصاف کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے تو لا محالہ اعتراف کرنا پڑیگا کہ اس انجمن انجم
شمارین بجز صف نعال ہمارے واسطے کوئی جگہہ موضوع یا موزون نہین - شرق سے غرب تک دیکھ جاؤ
قوم مین کوئی ایسا فرد کامل اہل دل نپاؤگے جو صدر مشیخت پر قدوۃ الاکابر آفاق مخدوم شیخ اسحاق [۳]
اور امام العارفین مخدوم شیخ سماء الدین رح کے ہم پہلو بیٹھنے کی قابلیت رکھتا ہو تبحر علمی مین مفتی جمال خان
وغیرہ کے سادات کا کس نے منصب حاصل کیا ہے - فنون شعر و سخن و کمالات وہبی و کسبی مین
آج کوئی جمالی کا ہم جمال پایا جاتا ہے ہرگز نہین ہرگز نہین -

ان قصون کو جانے دو بزرگان سلف کے واقعات مین وہ بات جو سب سے نرالی معلوم ہوتی ہے

[۱] ترجمہ وہ ایک جماعت تہی کہ گذر گئی ان کا ہے جو کما گئے اور تمہارا ہے جو تم کماؤ اور تم سے پرسش نہین اون کے
کامون کی ۱۲ [۲] ترجمہ تحقیق اللہ نے چہانٹ لیا اولاد ابراہیم سے اسمعیل کو اور چہانٹ لیا اسمعیل سے بنی کنانہ کو اور چہانٹ لیا قریش کو بنی
کنانہ سے اور چہانٹا قریش سے بنی ہاشم کو اور چہانٹا مجکو بنی ہاشم سے ۱۲

یہ ہے کہ دنیاوی جاہ و مناصب اور دولت کے اُس پایہ رفیع پر پہونچکر بھی وہ سیدھے سچّے اور پکّے مسلمان نظر آتے تھے دائرہ سنت و اتباع شریعت سے اُن کا قدم باہر چھوتا تھا دولت و ملکت جو آج باعث پندار و نخوت و موجب صد ہزار عیوب و مذلت سمجھی جاتی ہے اُن میں بے اعتدالی پیدا کرتی تھی اون کی عادتیں سُتھری اخلاق پاکیزہ تھے۔ پھر اس کا کوئی سبب بھی۔ اس کا سبب تھا الکتاب فضائل و ترک رذائل وہ علم و حکمت کے شایق تھے ہمت۔ استقلال۔ عزم۔ ارادہ۔ صبر تحمل۔ حق شناشی۔ خودداری۔ اون کا فطری جوہر تھا پہلے علم پھر دیانت۔ راستبازی۔ اخلاق حسن کتاب و سنت کے موافق جزو عمل ٹھرا لی دولت و قبولیت اُس جوہر کا عرض تھی وہ کیونکر زائل ہوتی اور اون کو کیا نقصان پہونچاتی۔ دولت پاکر اون کے اخلاق اور نکھر جاتے تھے دولت اون کی خوبیاں چمکانے کے لئے ایسی تھی جیسے سونے کو سُہاگہ۔

ہم ان سب کو کھو بیٹھے ہماری سوسائیاں ہماری انجمنیں۔ ہماری صحبتیں خراب و ذلیل ہوگئیں ہماری قوم میں جو ایک خاص صفت تھی جس کو کادکا ہمارے دوسرے مذہبی اور ملکی بھائی اب بھی ناواقفیت سے ہماری طرف منسوب کرتے ہیں یعنی (اتفاق و اتحاد باہمی) اس کا ہم میں نام کو اثر باقی نہیں رہا اور ہم اپنے اُن شفیق بھائیوں سے اس نسبت سُنکر حیرت کے کانوں سے سُنتے ہیں ؎

	نہ وہ رنگ حنا باقی نہ چشم سرمہ سا باقی	تغیر آگیا نقش و نگار حسن میں یکسر	
	نہ انداز وفا باقی نہ ناز دلربا باقی	مٹی ساری ادائیں اُڑ گئے جوبن کے سب نقشے	

کبھی خیال ہوتا ہے کہ یہ سب برکتیں سلطنت اسلامی کے ساتھ تہیں اُس کے نرہنے سے وہ بھی معدوم ہوگئیں گویا سلطنت ہمارے عیوب کا ڈھکن اور ہماری خوبیوں کا لباس تہا اُس کے جاتے رہنے سے ہم برہنہ و بدنما ہوگئے لیکن بادنٰی تامل یہ ہماری خام خیالی دکہا ہتی کا ثبوت ہے بقا ذات خدا کو ہے نہ کوئی رہا ہے نہ رہے سلطنت اسلامیہ کا جاتا رہنا مسلم مگر گورنمنٹ نے کسی قوم کو فضیلت علمی حاصل کرنے سے کبھی نہیں روکا۔ نہ اُس نے اعلیٰ درجہ کے عہدہ دینے میں

کوتاہی و تنگ دلی کی بشرطیکہ ہم مین قابلیت ہو جوہر ہو تجارت و صناعت کے ذرایع ایسے وسیع ہو گئے کہ کبھی نتھے اسی گورنمنٹ کے عہدِ مبارک مین تھوڑی مدت پیشتر جیسی قابل گذر چکی ہین قوم انکو بھولی نہو گی۔ قوم مین اطبا مسیحا نفس و پزشکانِ بقراط مثال کی ایک جماعت پائی جاتی تھی۔ علماء ربانی و فضلاء حقانی کی کمی نتھی۔ فصحائے نامی و شعرائے گرامی جوق جوق نظر آتے تھے ہر جگہہ علمی و اخلاقی انجمنین ہر موقع پر مذاقی جلسے موجود تھے اب جس بزم کو دیکھو چراغ گل۔ جس انجمن مین جاؤ نہ ساقی نہ ساغر نہ ایاغ نہ گل جس چمن مین گذرو ہر پھول کملایا ہر پتہ مرجھایا اللہ اللہ شعر

کبھی یہ دل تماشاگاہ تھا عیش و مسرت کا		اب آہین حسرت و یاس و تمنا سیر کرتے ہین
تھی نکہتِ عیش سے یہ دل کو فرحت	رباعی	خندان خندان سدا تھی ہم گل کی صفت
کیا بادِ خزان چلی چمن مین کہ عطا		شبنم کی طرح اب ہے رونی صورت

میرے عزیزو! قوم مین اب بھی شریف النفس۔ ہنرور۔ خلاق مند۔ ذی جاہ و اقبال اشخاص کے وجود باجود سے انکار بحث کرنا میرا مقصود نہین۔ ع بزم کو برہم ہوئے مدت نہین گذری بہت پر اٹھ رہا ہے گل سے شمع بزم کے ابتک دھوان۔ ہان رونا یہ ہے کہ جیسے فیصدی پچانوے اوس قسم کے پائے جاتے تھے تو اب تلاش سے فیصدی پانچ مل سکین گے۔

خیر مین اس دکھڑے کو چھوڑتا ہون اور اشہب خامہ کی باگ دوسری طرف موڑتا ہون شعر

طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ		دو اشک بھی بہت ہین اگر کچھ اثر کرین

حضرات! اگرچہ زمانہ کے ترک و تاز نے قوم کو بیس ڈالا خاک مین ملا دیا اور انقلاب ادوار نے اُن کے نام و نشان مٹانے مین کوتاہی نہین کی۔ مگر ہزار خاک مین ملاؤ ٹھیکریون مین رلاؤ موتیون کے چمک ار ذرے چھپتے کب ہین بزرگانِ سلف کے مبارک نام اون کے جاہ و اقبال اور حسنات کا پتہ ڈھونڈھنے سے صفحات تاریخ مین جلی حرفون سے لکھا ہوا ملتا ہے اور کھوج لگانا چاہو تو اون کے نقشِ قدم قریش عرب کے گھرون تک جا پہونچتے ہین ع

کہنہ نخلِ تازہ از صرصر زپا افتادہ ام		خاکم ار کاوے ہنوزم ریشہ در گلزار ہست

اُن کے پرانے کھنڈرون سے ؎

ازنقش ونگار درو دیوار شکستہ	آثار پدید است صنا دید عجم را

کی سُریلی آواز چلی آتی ہے اُن کے فرسودہ مقابر بزبان حال پکار پکار کر کہہ رہے ہین ؎

گو مٹ گئے نقش در و دیوار ہمارے	باقی ہین زمانے مین ابھی نام تمہارے

اصحاب خبرت خوب جانتے ہین کہ کسی قوم وقبیلہ کے ہر فرد کا من اولہ آخرہ مسلسل وتفصیلوار حال نہین لکھا گیا بہت سے نامی گرامی اشخاص سبیل گمنامی مین رہ گئے ہین ؎
بس نامور کہ زیر زمین دفن کردہ اند ؛ کز ہستیش بروئے زمین یک نشان نماند۔ جن نامور بزرگون کے مبنونامون سے صفحات تاریخ روشن ہین جنپر موجودہ نسلون کو اون کی اولاد مین شمار ہونے کا فخر حاصل ہے اون کے اجداد مین بھی ہر فرد کا فرداً فرداً تفصیلی حال نہین بتایا گیا بجز اس کے کہ اسماء رجال سلسلۂ انساب کو ایک حد معین اور ایک معزز ومعروف شخص تک محفوظ و یاد رکھنے کے لئے مکتوباً وملفوظاً اہتمام کیا گیا ہے اور اُنکو سلسلہ بسلسلہ بطنون عقبون مین جگہہ دی گئی ہے -
علیٰ ہذا القیاس جس قبیلہ کے لوگون کا مین ذکر کرنا چاہتا ہون اُس کے اکابر باتقدم کا حال بہ حکم ہَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْئًا مَّذْكُوْرًا[۱] معرض خفا مین رہجانا کوئی اچنبے کی بات نہین -
میری قاصر نگاہ سے تفصیلاً یہ بات نہین گذری کہ اس نسل کے بزرگون مین سب سے پہلے سرزمین ہندوستان پر کس نے قدم رکھا اور اون کی حالتون مین کیا کیا انقلاب ہوا البتہ سات آٹھ سو برس کا زمانہ تھوڑا نہین ہوتا اُس وقت سے اب تک کے حالات جستہ جستہ ملتے ہین جیسا کہ آیندہ ظاہر ہوگا اور یہ کا سلسلہ نہ ہمارا بنایا ہوا بلکہ تاریخ کا بتایا ہوا اپنی اصل تک پہونچتا ہے دوسری معزز وخاندانی جماعتون مین بھی اس سے عمدہ نظیر نہین مل سکتی ذیل مین اُن کتابون کے نام درج کئے جاتے ہین جنسے اس مختصر کی ترتیب مین استنباط مطالب کیا گیا ہے -

[۱] ترجمہ بلاشبہہ (نوع) انسان پر (اتنے وسیع) زمانے مین سے ایسا ایک وقت بھی آچکا ہی کہ وہ کوئی چیز قابل تذکرہ نہتا
پارہ ۲۹ شروع سورۂ دہر -

فہرست کتب

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف و مؤلف	سنہ تالیف
۱	روضۃ الصفا جلد سوم	محمد خاوند شاہ ہروی	سنہ ۹۵[illegible]ھ بعہد میر علی شیر
۲	سیر العارفین	مولانا شیخ جمالی دہلوی	بعہد ہمایون بادشاہ
۳	اخبار الاخیار	شیخ عبد الحق محدث دہلوی	سنہ ۱۰۰۰ھ
۴	طبقات اکبری	مولانا نظام الدین احمد ہروی	سنہ ۱۰۰۱ھ
۵	منتخب التواریخ	ملا عبد القادر بدایونی —	سنہ ۹۹۹ھ آغاز و سنہ ۱۰۰۴ھ ختم
۶	ترجمہ اردو منتخب التواریخ	مولوی احتشام الدین مرادآبادی	
۷	اکبر نامہ	علامہ ابو الفضل	بعہد اکبر بادشاہ
۸	آئین اکبری	ایضاً	"
۹	رقعات ابو الفضل	ایضاً	سنہ [illegible]ھ
۱۰	گلشن ابراہیمی معروف تاریخ فرشتہ	محمد قاسم ہندو شاہ استرآبادی معروف بہ فرشتہ	سنہ ۱۰۱۵ھ
۱۱	اقبال نامہ جہانگیری	محمد معتمد خان بخشی	
۱۲	مآثر عالمگیری		
۱۳	رقعات عالمگیری	حضرت عالمگیر بادشاہ	
۱۴	جنگ نامہ اعظم شاہ و بہادر شاہ	نعمت خان عالی	
۱۵	اشرف الصحایف	محمد صالح کنبو	سنہ ۱۰۷۰ھ
۱۶	منتخب اللباب	محمد ہاشم خان مخاطب خافی خان نظام الملکی	سنہ ۱۱۳۰ھ

۱۷	خزانۂ عامرہ	علامۂ نامی میر غلام علی آزاد بلگرامی	سنہ ۱۱۷۶ھ
۱۸	مآثر الامرا	میر عبدالرزاق صمصام الدولہ شاہنواز	سنہ ۱۱۷۲ھ
		خان خافی اورنگ آبادی	
۱۹	محبوب الابرار فی اسرار الاحرار	شاہ محبوب العالم جعفری	بعہد شاہ جہان بادشاہ
۲۰	تاریخ الخلفاء	مولوی مسیح الدین کاکوری	
۲۱	سلسلۂ عالیہ	عنایت حسین طبیب مارہروی	
۲۲	آثار احمدی	ایضاً	
۲۳	کاشف الاخبار	ایضاً	
۲۴	دیوان فارسی	بہادر شاہ مارہروی	
۲۵	ایضاً	عالم شاہ والا۔ مارہروی	
۲۶	ملفوظات مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی		سنہ ۱۲۳۳ھ
۲۷	آثار الصنادید	سر سید احمد خان دہلوی بانی مدرسۃ العلوم	سنہ ۱۲۶۳ھ
۲۸	رسالہ مبارک	نواب مبارک علیخان میرٹھی	یکم رجب سنہ ۱۲۶۵ھ
۲۹	انتخاب التواریخ	نواب احمد اللہ خان میرٹھی	
۳۰	تاریخ نو الملقب بہ مختصر سیر ہندوستان	حکیم محمد وحید اللہ بدایونی	سنہ ۱۲۶۷ھ
۳۱	خلاصہ تواریخ مکہ معظمہ	حاجی فخر الدین حسین خان دہلوی	سنہ ۱۲۶۸ھ
۳۲	شمع انجمن	نواب صدیق حسن خان بھوپالی	سنہ ۱۲۹۲ھ
۳۳	صولت افغانی	حاجی محمد زرداد خان رئیس کرائولی	جون سنہ ۱۸۷۶ء
۳۴	تذکرۃ الخواتین ترجمہ فارسی مشاہیر النسا	محمد ذہنی آفندی	
۳۵	تاریخ اصغری	سید اصغر حسین نقوی مارہروی	سنہ ۱۲۹۱ھ
۳۶	نخبۃ التواریخ	مولوی سید آل حسن مارہروی	سنہ ۱۲۹۶ھ

۳۷	خلاصہ شمس التواریخ	حکیم نواب علیخان امروہوی	مطبوعہ مطبع گلزار ابراہیم مراد آباد
۳۸	تلخیص التواریخ	شیخ سلطنبی امروہوی	
۳۹	دربار اکبری	شمس العلماء مولوی محمد حسین آزاد دہلوی	مطبوعہ سنہ ۱۸۹۸ع
۴۰	تذکرۂ افغانی	عادل محمد خان رئیس بھوپال	مطبوعہ سنہ ۱۳۰۱ھ
۴۱	حیات سعدی	مولوی الطاف حسین حالی پانی پتی	سنہ ۱۳۰۳ھ

ماورائے کتب مندرجہ فہرست شجرات انساب ونسب نامجات اور مختلف مضامین ومتفرق صحائف و روایات ثقات وذاتی واقفیت سے جہانتک معلوم ہوسکا اپنی ناچیز سمجھہ ومحدود معلومات کے موافق صداقت وسچائی سے تحریر ہے اور نام اس مختصر کا **المشاہیر** ہے۔ ایک مقدمہ پانچ ذکر اور ایک خاتمہ پر کتاب مبنی ہوگی۔ پہلے مشایخ طریقت۔ پھر علمائے شریعت۔ پھر امراء۔ اسکے بعد شعراء۔ اس کے پیچھے اطباء کا ذکر کیا جاوے گا۔

حضرات اعرض مطالب وگذارشِ مقاصد مین بات بڑھ گئی۔ کلام طول ہوگیا اب دیباچہ کا اختصار ہے سرگذشت قوم کا اظہار ہے جس کا دیر سے انتظار ہے

نظم

بادہ در جوش است و رندان منتظر — ساقیا خذ ما صفا دع ما کدر
در خرابات مغان بگذر کہ ہست — ہر صراحی چشمہ ہر ساقی خضر
بندۂ ساقی شوم کز یک قدح — منکران عشق را سازد مقر
اے رفیق از من مشو غافل کہ نیست — عشق در فرہاد و مجنون منحصر

العبد

الراجی الی رحمۃ الصمد عاصی فیض احمد ابن حکیم دلدار احمد ساکن (مارہرہ) ضلع ایٹہ کمشنری آگرہ ممالک مغربی وشمالی ہند

سنہ ۱۳۱۵ھ وسنہ ۱۸۹۸ع

مقدمہ لفظ کنبو کی تحقیق مین گردش روزگار و تقلیب لیل و نہار کے جاننے والے جانتے ہین کہ زمانہ کی اُلٹ پھیر سے انسانی کیفیتون مکانی حالتون اور اون کے نام و نشانات مین کیسا کچھہ انقلاب و اختلاف پیدا ہوجاتا ہے دیکھو یہی (دہلی) جو ہندوستان کا قدیم تخت گاہ اور دُنیا کے مشہور شہرون مین ہی اُس کے نامون نے کتنے قالب بدلے ہین اُسکی آبادی و بربادی نے کیسے کیسے پلٹے کھائے ہین اسی دہلی مین مابین شاہجہان آباد و قطب صاحب سلطان فیروزشاہ کی بنائی ہوئی ایک عمدہ و عالیشان عمارت ہے جس کا نام (بدیع منزل) تھا شاید ۷۵۵ھ ہجری مین اُس کی تعمیر ہوئی ہے اہل ہند کے کثرت تلفظ ہی آج اُس کو (بیجے منڈل) بولتے ہین ترکیبی صورت بدلنے سے کوئی انجان یہ بھی نہین جانسکتا کہ کسی مسلمان بادشاہ کی بنائی ہوئی یہ عمارت ہوگی الغرض

	زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا		بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے	

نظر بران لفظ کنبو کی تحقیق آسان نہین لیکن جہانتک ہمکو معلوم ہوا ہے وہ عرض کیا جاتا ہی سجلات قدیم و بزرگان پیشین و معتبر اشخاص کی کتابت و پُرانے کتابون مین یہ لفظ (کنبو) و (کنبوہ) و (کنبوی) ان صورتون مین لکھا پایا جاتا ہے بعض کم استعداد شاذاً کمبوہ لکھدیتے ہین اور اس کے اصل مین اقوال مختلف غیرمستند بیان کئے گئے ہین کسی نے (کم انبوہ) کہا ہے کوئی (کمگو) کہتا ہے کسی نے کیا انہون مین جا ملایا ہے اور (کے انبوہ) بتایا ہے مگر یہ سب طبعی باتین ہین حقیقتاً جیسے ثقات کا اتفاق اور معروف بصواب ہی یہ ہے کہ لقب بکانی ہے ذاتی صفاتی یا نسبی خطاب نہین مولانا شیخ زین العابدین[۱] عرف شیخ اذہن جد

[۱] شیخ بڑے عابد زاہد ذاکر شاغل متقی پرہیزگار ثقہ دانشمند کامل عارف منکسر مودب باوقار بزرگ تھے جمال صوری و کمال معنوی پایا تھا اکثر صایم رہتے اور اشتباہی لقمہ نکھاتے تھے خاصیہ کہ بڑے محتاط تھے سلطان ابراہیم بن سکندر لودی نے اپنی حجابت کا معزز عہدہ دینا چاہا الا احتیاط و تقوی کے سبب ہرگز قبول نکیا مولانا شیخ سماء الدین کے مرید اور میان عبداللہ طلنبی کے شاگرد تھے ۹۳۲ھ مین دارالبقا کو رحلت فرمائی مزار پرانوار اُنکا دہلی مین جانب جنوب حوض شمسی قطب صاحب کے قریب ہے ۱۲ از اخبار الاخیار۔

نادری شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب (مصباح العارفین) مین لکھا ہے کہ لفظ (کنبو) مین واؤ نسبت کا ہے جیسا کہ ہندو مین یعنی منسوب بکنب اور (کنب) ایک شہر ہے قریب غزنین جس طرح سادات بنی فاطمہ دہلوی یا شیوخ امصرب اور جو لوگ باشندگان قدیم کشمیر مین سے مسلمان ہوگئے یا جو ابتک اپنے قدیم مذہب پر قایم ہین وہ سب بلحاظ سکونت کشمیر (کشمیری) کہلاتے ہین علی ہذا سا کنان کنب[۱]۔

شمس العلماء مولوی محمد حسین آزاد دہلوی (دربار اکبری) مین بضمن حالات شیخ گدائی لکھتے ہین کہ اون کے والد شیخ جمالی سکندر لودی کے عہد مین شعرا با کمال مین شمار ہوتے تھے اور شیخ جمالی (دہلوی) (کنبوی[۲]) کہلاتے تھے۔

ایک مورخ کا قول ہے کہ کنباہ[۳] ایک دریا ہے اُس کے کنارے کی آبادی کو بھی باسم محل (کنباہ) کہتے ہین (جس طرح ضلع جہلم دریاے جہلم کے نام سے مشہور ہے) قدما عرب و بغداد سے وہان آکر آباد ہوئے پھر ہندوستان آئے اور یہ لقب ساتھ لائے۔

یہ بات ظاہر ہے کہ کسی مناسبت سے کسی افراد انسانی کا نام رکھدیا جاتا ہے کبھی اُس کو ایسی قبولیت و عام شہرت ہوجاتی ہے کہ تمام قبیلہ اور گروہ اسی نام سے شہرت پذیر ہوکر ایک قوم بنجاتی ہے کوئی قوم اپنے بزرگ کے نام سے کوئی باسم محل اور کوئی باسم صفت موسوم ہوگئی ہے لہذا اس

[۱] خلاصۃ التواریخ صفحہ ۱۲ و تلخیص التواریخ صفحہ ۲ [۲] جس طرح سکنائے دہلی۔ لکھنو۔ کول۔ امروہہ کو دہلوی لکھنوی کولوی امروہوی کہتے ہین و قس علی ہذا ۱۲

[۳] بعض اہل شکوک بوجہ ناواقفیت وجود کنباہ مین متردد ہو جاتے تھے بنا برہ ناچیز جامع مختصر ہذا کو ایک سیاح معقول و معتبر بغدادی الاصل اولاد امجاد حضرت غوث پاک رحمۃ سے ملنے کا اتفاق ہوا بابا شاہ و مہربانی اپنی سیاحت کے تذکرہ مین بیان کیا کہ سمرقند سے شمال کی طرف ۶۔۷ منزل کے فاصلہ پر کنباہ بضم کاف ایک دریا ہے اوس کا پانی نہایت سرد شیرین خوشگوار ہے اوس کے کنارے پر ایک قصبہ اُسی نام سے مشہور آباد ہے پہاڑی ملک ہے آب و ہوا نہایت صحت بخش میوے بکثرت پیدا ہوتے ہین باشندے وہان کے شجیع خلیق انتہا درجہ کے مہمان نواز ہین اُنکا جی ہرگز نہین چاہتا کہ مہمان سے اُنکا مکان خالی رہے مین چند روز بکمال آسایش اُس قصبہ مین مقیم رہا ہون ۱۲

فریق کا بھی باسم محل موسوم ہوجانا نئی بات نہین[۵۱]۔

یہ بھی مشہور ہے کہ اکثر لوگ اسی گروہ کے قریب زمانہ محمود غزنوی[۵۲] ہندوستان مین آئے۔
شیخ صدرالدین و شیخ عبداللطیف و خواجہ اویس و خواجہ متّا قدما۔ عابدین و مجاہدین مین
تھے لیکن جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین اور انقلاب زمانہ پر نظر ڈالنے والے خود سمجھ سکتے ہین
اُن کے تفصیلی حالات معرض خفا مین رہے ہان اتنا معلوم ہے کہ شیخ عبداللطیف کی اولاد کا
سلسلہ قصبہ (مارہرہ) مین ابتک نام و نمود کے ساتھ موجود ہے اور شیر شاہ کے زمانے سے عہد
چودہر و قانونگوئی و ریاست زمینداری و تعلقہ داری اُن کی نسل مین بلا فصل چلی آتی ہے
خواجہ اویس و خواجہ متّا نواب مبارک علیخان رئیس میرٹھ کے بزرگون مین تھے جو بعد فتح میرٹھ باقی رہے
دیگر بزرگان قوم کہ جدال و قتال مین کام آئے گنج شہیدان اُنکا میرٹھ مین عقب جامع مسجد[۵۳]
موجود ہے آثار سلف سے میرٹھ مین قلعہ خام اور دو ایوان موسوم برنگین محل و سنگین محل تھے
رنگین محل مین کوٹھی کچہری پوسٹ سابق اندر آبادی شہر تعمیر تھی سنگین محل کے دالان و تہ خانہ تھو[ڑا]

[۵۱] صاحب تذکرہ افغانی وجہ تسمیہ پٹھان مین لکھتے ہین کہ جب اول مرتبہ یہ لوگ ہند مین آئے تو بلدہ پٹنہ مین آباد ہوئے اس سبب سے اہل ہند افغانون کو پٹھان کہتے ہین افغانون کے ایک فرقہ کو روہیلہ اسی سبب سے کہتے ہین کہ یہ لوگ ملک روہ کے رہنے والے ہین یعنے ملک روہ والہ کثرت استعمال سے روہیلہ مشہور ہو گیا وجہ تسمیہ افغان نوحانی یہ ہے کہ انکا مورث اعلےٰ نوح تھا اوس کی نسل نوحانی مشہور ہوئی اب نون کی جگہ لام مستعمل ہو کر لوحانی کہلاتے ہین قوم قزلباش کے لوگ سرخ کلاہ رکھتے تھے ترکی مین سر کو قز اور باش سر کو کہتے ہین یعنی سُرخ سر والی قوم اسی نام سے مشہور ہو گئے ۱۲۔

[۵۲] سنہ ۴۰۹ ہجری مین محمود نے قلعہ میرٹھ فتح کیا ۱۲ تاریخ فرشتہ

[۵۳] مسجد جامع میرٹھ سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین تعمیر ہوئی یہ بادشاہ سنہ ۶۰۷ھ مین تخت نشین و ۲۰ شعبان سنہ ۶۳۳ھ مین فوت ہوا اب زمانہ حال مین مسلمانان میرٹھ نے مجدداً عام چندہ سے تمام مسجد کو نہایت نفیس اور وسیع تعمیر کیا ہے ۱۲

زمانہ گذرا جب تک موجود تھے۔ اِن اسباب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکابر بالتقدم نے عرب بغداد وغیرہ چھوڑنے کے بعد ایک مدت (کنباہ) و (کنب) مین توطن کیا اور شل دیگر باشندگان وہان کے اُس مقام سے اپنے ساتھ یہ لقب لائے یہی سبب ہے کہ بعض دیار پنجاب وغیرہ مین ہندو مسلمان ہر جنس و ملت کے اشخاص اس لقب سے ملقب پائے جاتے ہین اور کبھی سرسری نگاہ ڈالنے والون کو جن کی نظر غائر نہین مسلمانان قریشی الاصل کنبوی کے ہندی نژاد ہونیکا دہوکہ ہو جاتا ہے وہ غور نہین کرتے کہ لقب مکانی مین ہر قوم قبیلہ و ملت و مذہب کے لوگ شریک و متحد ہوتے ہین کشمیر و پنجاب کا رہنے والا ایک سید و ایک برہمن باعتبار توطن دونون کشمیری و پنجابی کہے جاتے ہین الا اونکی دیگر صفات مین مغائرت کلی پائی جاتی ہے نسبی علاقہ اور قومی رشتہ اون مین اصلا نہین ہوتا ہان یہ ممکن ہے کہ ہندو نژاد کنبویون کے کچھ قبیلہ و گروہ مسلمان ہو گئے ہون یا آیندہ ہو جائین یہ امر ہمارا تاریخ مقصود نہین ہمیشہ ہر ملک و ملت کے لوگ اسلام قبول کرتے رہے ہین اور کرتے رہین گے اُن کے تبدیل مذہب سے کسی دوسرے کی اصل و نسل مین فرق نہین آتا اور وہ کسی قبیلہ غیر کے نسب مین شامل نہین ہو سکتے

ذکر مشایخ طریقت و اصحاب حقیقت چونکہ یہ مختصر شیوخ قریشی اولاد ابنا زبیر رضی کے ذکر پر مبنی ہے اور اسلامی دنیا مین مان لیا گیا ہے کہ کوئی ولی صحابہ رسول مقبول صلعم کے رتبہ کو نہین پہونچ سکتا صحابی بھی کیسے زبیر اور عبد اللہ جیسے لہذا تیمنا و تبرکا انھین حضرات کے ذکر خیر سے اس باب کا آغاز کیا جاتا ہے ۔

سیدنا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ابن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی

بن قصی قصی سے دوسری شاخ اس طرح پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہے قصی کے بیٹے عبد مناف اون کے بیٹے ہاشم اون کے عبد المطلب اون کے عبد اللہ انکے ابو القاسم حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم۔ بالجملہ زبیر کے مناقب و فضایل محتاج بیان نہین صفیہ دختر عبد المطلب حقیقی پھوپی رسول خدا صلعم کی بیٹے اور ام المومنین بی بی خدیجہ رض

کی حقیقی بھتیجے ہین پندرہ برس کی عمر مین معہ اپنی والدہ ماجدہ کے مشرف باسلام ہوئے رسول خدا صلعم کے اجلہ اصحاب مین شمار ہین اور اس سے بڑھکر کیا فضیلت ہوسکتی ہے کہ داخل عشرۂ مبشرہ ہین نقل ہے کہ شیطان لعین نے ایک مرتبہ دست کفار مین آن حضرتؐ کے گرفتار ہوجانے کی خبر مشہور کردی اُس وقت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے تلوار میان سے کھینچ لی جناب رسولؐ نے بلندی مکہ سے دیکھکر پوچھا اے زبیر کیا ہے زبیرؓ نے واقعہ بیان کیا آپ نے اُن کے حق مین دعا کی اور فرمایا زبیر میرا ابن عم اور میرا حواری ہے میری اُمت مین جمیع غزوات مین آنحضرتؐ کے شریک رہے اُن کی چند خصوصیتین ہین جو دوسرون کو نصیب نہین ہوئین غزوۂ بدر کے دن اُن کے سر پر زرد عمامہ تھا جو ملایکہ اُس غزوہ مین شامل ہوئے اُن کے سرون پر بھی زرد عمامہ تھے ایک خصوصیت یہ ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ ایک غزوۂ اُحد دوسرے غزوۂ بنی قریظہ مین ان سے فرمایا اِرْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ یعنی تیر پھینک فدا تجھپر باپ اور ماں میرے۔ اُن کے ہزار غلام تھے جو خراج دیتے سب راہ خدا مین تصدق کردیتے ایکدرم بھی اپنے گھر مین نہ رکھتے جنگ جمل مین حضرت معاویہؓ کے ساتھ تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یاد دلایا۔ ایک روز ہم تم ہنس رہے تھے تب رسول خدا صلعم نے فرمایا تھا کیا تم ہوگے مخالف علیؓ کے اور اس وقت تم ہوگے ظلم کرنے والے علیؓ پر یہ سنتے ہی جنگ سے علیحدہ ہوکر مدینہ کی طرف مراجعت کی عمرو بن جرموز نے واپسی مین پیچھا کرکے نماز پڑھتے ہوئے شہید کردیا اور سر کاٹ کر خوش خوش حضرت علیؓ کے پاس لایا آپ نے پاس نہ آنے دیا اور اذن چاہنے والے سے فرمایا کہ قاتل ابن صفیہ کو دوزخ کی خبر دیدے نبی کہدے کہ قاتل زبیرؓ جہنمی ہے پنجشنبہ دسوین جمادی الثانی ۳۶ھ مین بروز جنگ جمل آپ شہید ہوئے چھیاسٹھ برس کی عمر پائی۔

سیدنا حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما اون کی کُنیت ابوبکر ہے اسماء ذات النطاقین[1]

[1] نطاق بروزن کتاب ایک قسم کا کپڑا ہے کہ عرب کی عورتین طرز خاص سے اسکو اوڑھتی یا کمر سے باندھتی ہین رسول خدا کی ہجرت کی اثنا مین اسماء نے اپنی نطاق کے دو حصے کئے ایک کا آنحضرتؐ کیواسطے دسترخوان بنایا دوسرا حصہ مشک کے باندھنے کو دیا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اسماء اس نطاق کی عوض مین خدا تعالیٰ بہشت مین دو نطاق عطا فرمائے گا جب سے اسماء کو ذات النطاقین کہنے لگے ۱۲۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کی بڑے بیٹی اُن کی مان اور اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خالہ اُم سلمہ دختر سیدالشہداء امیر حمزہ رضؓ عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن کی بیوی تہین۔ اسلام کے مشہور نامور اور مہاجرین مدینہ کے سب سے پہلے فرزند ہین سال اول ہجرت مین پیدا ہوئے اُن کے پیدا ہونے سے صحابیون مین بڑی دہوم مچی تہی خوشی مین سبنے تکبیر کے نعرے مارے تھے رسول مقبول صلعم نے اپنے دہن مبارک مین خرما چبا کر اُن کے تالو مین لگایا۔ خود آنحضرت صلعم نے عبداللہ اُن کا نام رکہا اُن کے مناقب مین قریب تیس حدیثون کے وارد ہوئی ہین بڑے عابد زاہد صوام و قوام یعنی کثرت سے روزہ رکھنے والے اور کثرت سے نماز پڑھنے والے تھے یہانتک کہ اون کے سجدہ کرنے کی حالت مین گرم پتہر منجنیق کا اون کے لباس مین آکر لگتا تھا اور وہ سر نہ اوٹھاتے تھے سفر مدینہ سے مکہ تک جو دس بارہ دن کا راستہ ہے ایک مرتبہ کہانا کہاتے تھے ظاہر اروزہ پر روزہ رکھتے اس بدعت کے دفعیہ کے لئے شام کو تہوڑا سا پانی پی لیتے تھے۔ فصاحت بلاغت وشجاعت مین بے نظیر تھے باوصف نہایت ڈرانے وطمع دلانے کے یزید کی بیعت سے انکار کیا مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ چلے آئے جبکہ حصین بن نمیر کندی نے لشکر مرسلہ یزید کے ساتھ اُنکا محاصرہ کیا اونہون نے مسجدالحرام مین پناہ لی اوس نے منجنیق سے پتہر پہینکے جس سے خانہ کعبہ کی کچھ دیوارین گر گئین اور بعض کڑیان جل گئین لباس کعبہ دریدہ ہوگیا۔ اسی اثنا مین یزید کے مرنے کی خبر سُنکر حصین اپنے لشکر کے ساتھ بہاگ گیا یزید کے مرنے کے بعد تمام حجاز یمن عراق عرب۔ عراق عجم خراسان تک اُن کے تصرف مین آگیا۔ اور بعد مرگ معاویہ بن یزید اہل شام و مصر نے بہی اُن کے ہاتھ پر بیعت کی یزید بن معاویہ کے بعد نو برس مکہ معظمہ مین اونہون نے خلافت کی خانہ کعبہ کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی بنیاد پر (جیسا کہ رسول اللہ کو اپنے ایام حیات مین مرکوز خاطر انور تہا) بکمال استحکام تعمیر فرمایا سترہوین رجب سنہ ۶۴ھ مین اس کار خیر سے فراغت پائی جب عبدالملک مروان اموی کا بیٹا بادشاہ ہوا اُس نے ابن زبیر کے مقابلہ کو ایک بڑا لشکر بہ سرداری حجاج بن یوسف روانہ کیا اوس نے کوہ ابوقبیس پر منجنیق لگائی اور مکہ پر آگ برسائی

یہانتک کہ خانہ کعبہ کا پردہ جل گیا عبد اللہ محصور ہوگئے جب محاصرہ کو سات مہینے کا عرصہ گذر گیا تو
ساتھیون نے بیوفائی کی اونہین تنہا چھوڑ دیا اسما عبد اللہ کے مان اسوقت زندہ تہین وہ اُن
کے پاس مشورہ کو گئے اور کہا ہمراہیون نے تنگ آکر رفاقت چھوڑ دی دشمن اس شرط پر امان
دیتے ہین کہ عبد الملک کے راسے پر اپنے تئین حوالہ کردون اونہون نے جواب دیا اے بیٹا اگر تو نے
یہ جدال و قتال دُنیا کیواسطے کیا ہے تو تو دنیا و آخرت مین خراب ہوا اور اگر خدا کیواسطے لڑتے ہو
تو بنی اُمیہ سے نہ دبو اُن کی اطاعت نکرو ہمراہیون کے جدا ہوجانے کا غم نہ کہاؤ شان کرام یہ ہے
کہ جطرح عزت سے جئے ویسے ہی آبرو سے مرے اور دعائین دیکر رخصت کیا عبد اللہ باہر آئے
دیکہا کہ فوج اعدا بلندی کہ پر چڑہ آئے اونہون نے دلیرانہ حملہ کرکے کہا اگر ایک بہی مجہہ جیسا جری اَور
ہوتا تو مین اس فوج کو کافی تہا۔ ایک شخص نے فوج اعدا مین سے کہا سچ کہتے ہو اس مین شبہہ
نہین عبد اللہ نہایت دلاوری و شجاعت سے برابر لڑتے رہے یہانتک کہ ایک تیر سر پر لگا اور
سر توڑ دیا زبیر کی اولاد کا ایک غلام قریب تہا اُس نے رو کر کہا وا امیراہ یعنی ہائے میرے امیر
اعدا اُس کا شور سُنکر دوڑے عبد اللہ حالت جراحت مین لباس جنگ پہنے کہڑے تہے کسی کو پاس
آنے کی جرأت نہوئی یہہ غلام کی زاری سنکر چارون طرف سے سب نے حملہ کیا وہ شہید ہوگئے حجاج
پہونچا اوس کے ساتہ ایک امیر تہا اوس نے کہا کہ آدم کی اولاد مین آجتک ایسا جوانمرد بہادر کوئی
مان نہین جنی حجاج بولا تم ایسے شخص کی نسبت جو مخالف امیر ہے ایسا کلام کرتے ہو اوس نے
کہا ہمارا یہی کلام عذر ہوگا امیر کے پاس اس امر کا کہ مہینون تک اونکا محاصرہ رہا اور ہم اونپر غالب
نہ آسکے بعد قتل کے حجاج نے اون کو مقام مقابر مین سُولی پر چڑہایا یہ واقعہ منگل کے دن تیرہ
جمادی الاوّل ۷۳ ہجری مین پیش آیا بعد شہادت عبد اللہ کے حجاج نے اُن کی والدہ پاس اپنے
آدمیون کو بہیجا کہ انکو لے آوین اونہون نے جانے سے انکار کیا اور کہا چاہو کہینچ کر لیجاؤ مین خود
نجاؤنگی حجاج آپ آیا اور کہا تمنے دیکہا مین نے تمہارے فرزند کے ساتہ کیا کیا اونہون نے نہایت
صبر و استقلال سے جواب دیا کہ اوسکی تو نے کیا کیا اون کی دُنیا خراب کی اور اونہون نے تیرا

دین خراب کردیا رسول اللہ نے مجکو خبر دی ہے کہ ثقیف مین ایک کذاب اور ایک مبیر پیدا ہوگا
کذاب کو ہم دیکھ چکے مبیر تو ہے مبیر کے معنی ہلاک کرنے والا ہین علماء کا اتفاق ہے کہ اس حدیث
مین کذاب سے ابن علبید اور مبیر سے حجاج مراد ہے۔

سیدنا مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما اپنے بہائی عبداللہ بن زبیر کی طرف سے
بصرہ کے حاکم تھے بعد مرگ معاویہ بن یزید مختار بن ابی عبیدہ نے خروج کرکے کوفے عراق
خراسان پر تسلّط کرلیا او شمیط کے ساتھ تیس ہزار فوج جرار مصعب کے مقابلہ کو روانہ کی
مصعب نے نہایت بہادری سے خنجر بہ خنجر و شمشیر بہ شمشیر جنگ کی یہانتک کہ شمیط مارا گیا اور اُس کی
ساری فوج کام آئی معدودے چند جان بچاکر مختار پاس پہونچی اُس نے ماجرا سنکر آہ سرد کہینچی
اور خود آمادہ پیکار ہوا بعد مقابلہ و مقاتلہ ہزیمت پاکر دار الامارۃ کوفہ مین محصور ہوگیا اور بالآخر مع اپنے
سب ہمراہیون کے مارا گیا جب عبدالملک بن مروان نے مختار کے مرگ اور مصعب کے کوفہ پر مسلط
ہوجانے کی خبر سُنی اُس نے اپنے سردارون امیرون اور عظماء خاندان سے شوریٰ کیا سب جنگ
پر متفق ہوئے مصعب کی دلاوری اور بہادری مشہور تھی عبدالملک نے کہا کہ مصعب کے مقابلہ پر ایسے
شخص کو جانا چاہیئے جو خداوند تدبیر اور صاحب شمشیر ہو یہ دونون صفتین کسی میرے مین پائی نہین جاتین
مجھے خود جانا چاہیئے لہذا وہ زبردست لشکر اور بے شمار فوجین لیکر روانہ ہوا اور جاتے جاتے یہ کارروائی
کی کہ نامہ و پیغام کے ذریعہ سے سرداران لشکر مصعب کو بہاری بہاری انعام و عطاء مال
و منال کی طمع دیکر توڑ لیا وہ بیوفا بندۂ زر بنکر موقع موقع کہسکنے شروع ہوگئے خود مصعب کے عزیز
و اقارب کی معرفت بوعدۂ ملک و مال مصعب سے درخواست کی گئی کہ جنگ سے باز رہو عبدالملک
کو امیر مانو انہون نے کچھ پروا نکی اور صاف کہدیا کہ امیر مکّہ مین ہے یعنی عبداللہ بن زبیر مصعب بڑے
نبرد آزما و مرد میدان تھے تین دن تک اس شجاعت و بہادری سے لڑے کہ بنی اُمیّہ کے چہکے چہوٹ
گئے لیکن عمر کا پیمانہ لبریز ہوچکا تہا چوتھے دن میدان جنگ مین لڑتے ہوئے مارے گئے اون کے
مرتے ہی اس عظیم الشان جنگ کا جو عرب کی تاریخ مین نہایت سخت اور قسمت پلٹ دینے والے

دالی شمار کیجاتی ہے خاتمہ ہوگیا اسی معرکہ مین عیسیٰ بن مصعب دلاورانہ داد شجاعت دیکر راہی
ملک بقا ہوئے جب زخمون سے انکا بدن داغدار ہوگیا تو شامیون مین سے ایک نے اُن کا سر
کاٹ لیا مصعب نے حملہ کرکے اُس شامی کو ہلاک کیا فرقت پسر سے ملول ہوکر اور اپنے ہمراہیان کی …
کرکے مثل شیر غرّان سخت حملے کئے عبدالملک کو چونکہ مصعب کے ساتھ محبت تھی اوس نے یہ پیغام بھیجا
کہ اب بھی جنگ سے دست بردار ہوجاؤ میر الملک و مال تمہارے لیے ہی مصعب نے ذرا التفات نہ کیا او
فوج غنیم مین ہلچل مچادی یہانتک کہ عبدالملک کے خیمہ تک پہونچگئے اور طنابین کاٹ دین مصعب کے
ساتھ صرف سترہ کس باقی رہگئے تھے کہ زائدہ بن قدامہ مختار کے بھائی نے لڑکر … تلوار ماری مصعب
گرے عبیداللہ بن زیاد الظبیان سر تن سے جدا کرکے عبدالملک کے پاس لیگیا اس بہادر نامور کے
مرگ سے عبدالملک غمگین ہوا اور کہا میں چاہتا تھا کہ مصعب مصالحت کرلے تو نصف مال اپنا
اُسے دیدون میرا یقین ہے کہ قریش مین کوئی امثال اُس کے پیدا ہوگا بحکم عبدالملک دونون باپ بیٹے
کے جسد کو کفنا کر دفن کردیا عبدالملک نے یہی کہا میری اور مصعب کی خصوصی … دوستی تھی لیکن
ملک ایسی چیز ہی کہ بانجھ عورت کی … شرکت پسند نہیں کرتا نقل ہے … عبدالملک کو …
پہونچکا سر سے … ان مین فرد کش ہوا [illegible] مصعب کا سر اُس کے سامنے رکھا تھا حاضرین مجلس مین سے
ایک شخص نے کہا عجیب و غریب واقعہ ہے کہ اسی جگہ … امام حسین کا سر ابن زیاد کے روبرو رکھا دیکھا تھوڑے
… گذرے کہ ابن زیاد کا سر مختار کے سامنے رکھا پایا پھر … مختار کا سر مصعب کے آگے رکھا گیا
آج مصعب کا سر … دیکھتے ہیں عبدالملک اس کیفیت سے بہت خوف زدہ و متوہم ہوا اور اُس کے
… اُس قصر کو گرا کر ویران کردیا گیا اس جنگ کے چند روز بعد ہی عبداللہ بن زبیر حرم محترم
کے اندر شہید ہوگئے سکینہ (۱) دختر سید الشہدا امام حسین … مصعب کی پیاری بیوی تھین حضرت امام

---

(۱) سکینہ کی مان رباب دختر امرؤ القیس بن عدی قبیلہ بنی کلب سے تھین حضرت امام حسین سکینہ و رباب کے ساتھ بے انتہا
محبت رکھتے تھے آپ نے فرمایا ہے نظم لَعَمْرِیْ اِنَّنِیْ لَاُحِبُّ دَارًا تَحُلُّ بِهَا سُکَیْنَةُ وَالرَّبَابُ اُحِبُّهُمَا
وَاَبْذِلُ کُلَّ مَالِیْ وَلَیْسَ لِعَاتِبٍ عِنْدِیْ عِتَابُ وَلَسْتُ لَهُمْ وَاِنْ عَتَبُوْا مُطِیْعًا

زین العابدین ع نے لاکھ درہم کے مہر پر انکا عقد باندھا تھا زوجین مین بے انتہا محبت تھی اسی خوشی
مصعب نے چالیس ہزار درہم حضرت امامؑ کے نذر کئے تھے

تتمہ حاشیہ صفحہ ۲۵ حیاتی او یُغَیِّبُنِی التُّرَاب ترجمہ - اپنی جان کی قسم مین اُس زمین کو دوست رکھتا ہون جہان سکینہ اور رباب ہون - دونون سے محبت ہے اور نیز اپنا مال صرف کرتا ہون اور اگر اس پر مجکو الزام دین تو مین پروا نہین کرتا - اور اگرچہ لوگ ملامت کرتے ہین مگر مین انکی نہین سنتا - اخیر مین چاہے زندہ رہون یا خاک مین ملجاؤن - سکینہ علاوہ پارسا پاکدامن اور نیک بیوی ہونے کے جو انکا اصلی جوہر تھا نہایت حسین - ذہین - لطیفہ گو اور اس پایہ کی شاعرہ تھین کہ وہ مشہور شعراء عرب جن کا مثل آجتک پیدا نہین ہوا اپنے باہمی کلام کے نزاعون کا فیصلہ کرنے کے لئے اُن کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے سکینہ کے حالات نہایت دلچسپ ہین لیکن یہان انکا ایراد باعث طوالت و زائد از حاجت ہے تاہم اُن کے ضبط و استقلال کا قصہ **نقل کیا جاتا ہے** جس سے عربی نژاد خواتین کی دلی مضبوطی کا پورا ثبوت ملتا ہے -

ایک مرتبہ اون کے رخسار پر عین آنکھ کے نیچے ایک **مسّہ** نکل آیا جو روز بروز بڑھتا جاتا تھا اُن کے خادمون مین ایک جراح بھی تھا جسکو زمانہ کے [illegible] اپنے فن مین اچھی مشق تھی - ایک دن آپ نے اوس سے ارشاد فرمایا - تم نہین دیکھتے اس مسّہ سے میری کیا حالت ہے - اوس نے دست بستہ عرض کیا یا بنت رسول اللہ علاج کرنے کو مین حاضر ہون مگر ڈرتا ہون کہ آپکو تکلیف بہت ہوگی اس مسّہ کے لئے جیسے عمل جراحی کی ضرورت ہوگی اوس کو برداشت کرنا نہایت دشوار ہے فرمایا اس کا خیال نکرو - اُس نے آپکو لٹا کر چہرہ کی کھال دور تک چیر ڈالی پھر اُسکے نیچے سے کاٹ کاٹ کر تمام بدگوشت نکال لیا یہانتک کہ رگین صاف نظر آنے لگین لیکن اتنا ہی عمل کافی نتھا اسلئے کہ مسّہ کا کسیقدر حصہ آنکھ کے نیچے تک پھیلا ہوا تھا تب اُس نے ایک طرف سے کاٹ کر آنکھ کا ڈھیلا اوپر اوٹھا کر اولٹ دیا اور اوسکے نیچے سے بدگوشت کا ٹکڑا ڈھیلا اپنی جگہہ لٹکر پٹی باندہ دی اتنا بڑا جراحی عمل ہوا اونھون نے اُف بھی نہین کی اور پیشانی پر چین تک نہ آنے دی غرناطہ ابن قتیبہ سے معلوم ہوا کہ سکینہ کے قبر دمشق سے ایک کوس کے فاصلہ پر ایک موضع مین ہے دفن

مدفن ام کلثوم دختر فاطمہ ع دمشق ہین ۱۲

دوسری شادی مصعب کی جناب عائشہؓ سے ہوئی تھی جو نہایت نیک صفات اور فاضلہ کاملہ
تھین حضرت طلحہؓ جنکا عشرہ مبشرہ مین شمار ہے عائشہؓ کے باپ ہین عائشہ کی قابلیت علمی کا اس
سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ جب ہشام بن عبدالملک جو دسوان خلیفہ بنی امیہ مروانیہ کا تھا دمشق سے
حج کو آیا ایک جماعت کاملین علما کی اُس کے ساتھ تھے خلیفہ نے عائشہ کی قابلیت وہمہ دانی کا
شہرہ سنکر انکو حضور مین بُلایا اور ہر شخص کی معلومات علمی سے اُن کے ادراک کا موازنہ کیا سب
انکو فاضل پایا جو سامنے آیا مباحث علمی مین ان سے الزام کھایا جو لوگ تعلیم نسوان کے مخالف
ہین سمجھین کہ اسلامی دنیا مین عورتین کس پایہ کی فاضلہ وقابلہ ہوتی تھین۔

امام العارفین برہان الواصلین مخدوم مولانا شیخ سماء الدین دہلوی ابن مولانا شیخ فخرالدین ملتانی قدس سرہما

اپنے وقت کے شیخ المشایخ ولی کامل فرد اکمل صاحب کشف وکرامات وخرق عادات سرآمد اولیاء عصر
اور جامع علوم شریعت وطریقت تھے آب ورنگ لآلی جمالی مولانا شیخ جمالی تحریر فرماتے ہین **نظم**

آن کشاینده درِ مقصود
اختر نور دین از و بر اوج
بادشاه جہان بزیرِ گلیم
کرگُنہ سر درسے بہ درویشی
باطن او ز طلعتِ تکریم
درِ او سجده گاهِ اہل سلوک
بر جہان فیض اقدسش نازل
بگریزان ز سایہ اش ابلیس
ہر کہ دادِ ارادتش داده

دان نماینده رہِ معبود
چون براهِ صفا قدم بکشاد
گلیمے چار ترکِش دو ہیم
دو جہان نزد ہمت والاش
داده نور صفا بہفت اقلیم
گوہر معدن صفات خدا
او بدان فیض دہان باذل
طایر قدس را بلفظ فصیح
پا بعرش عظیم بنہاده

لجۂ معرفت از و در موج
گام بر گام مصطفیٰ بنہاد
کیست جز وے بملک جو ایشی
کمتر از نیم دانہ خشخاش
خاک درگاه او پناه ملوک
قطره از ابر گوہرش دریا
سر دماغ حدیقۂ تقدیس
قوت داده ز دانۂ تسبیح
رہبر انس وجان روی یقین

زان نظر گنج لایزالی گشت	چون دلش ناظرِ جمالی گشت	پیشوائے جہان سماءُ الدین

سلسلۂ نسب آپکا سولہ واسطون سے مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما تک پہونچتا ہے شیخ زین العابدین عرف شیخ اَدّہن جدِ مادری شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ مرید و خلیفہ مخدوم صاحب نے اپنی کتاب (مصباح العارفین) مین جو شجرۂ نسب لکھا ہے ہم اُس کو جدول ذیل مین نقل کرتے ہین۔

نسب نامہ حضرت مخدوم شیخ سماءُ الدین قدس سرہ

نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام
۱	حضرت مولانا شیخ سماءُ الدین	۱۱	محمد سلیمان
۲	مولانا شیخ فخرالدین	۱۲	داؤد
۳	جمال الدین	۱۳	یعقوب
۴	اسمٰعیل	۱۴	ایوب
۵	ابراہیم	۱۵	ہادی
۶	شیخ حسن	۱۶	عیسٰی
۷	شیخ کمال الدین	۱۷	مصعب
۸	شیخ حسن	۱۸	حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
۹	عیسٰی	۱۹	عوام
۱۰	نوح		

مولد و موطن ملتان مخدوم صاحب کا مولد و منشاء ہے کچھ اسباب ایسے پیدا ہو گئے کہ وہان سے ترک سکونت کر کے چند مدت (رنتھنبور) و (بیانہ) مین قیام فرمایا پھر سلطان بہلول لودی[1]

لہ بہلول ۸۵۵ھ مین تخت نشین ہوا ۸۹۴ھ مین وفات پائی قریب زمانہ وضع حمل ناگاہ چھت گری اور اُس کی مان دب کر مر گئی باپ پہلے مر چکا تھا ان کا پیٹ چیر کر نکالا دم سکتا تھا چچا نے پرورش کی ایک روز بہلول اپنے یارون کے ساتھ بمقام سامانہ ایک بزرگ کی خدمت مین حاضر ہوا شیدائی اُن درویش کا نام تھا اُنھون نے فرمایا تم مین کون ہے جو دہلی کی سلطنت دو ہزار تنکہ مین مول لیتا ہے بہلول کے پاس ایک ہزار چھ سو تنکے تھے وہ سامنے رکھے باقی کا عذر کیا درویش نے قبول کر کے کہا دہلی کی بادشاہی مبارک ہو خدا کی قدرت کہ جو لڑکا اس مصیبت و بیکسی کی حالت مین پیدا ہوا تھا بالآخر بادشاہ ہو کر ایسا بادشاہ ہوا فضلا و فقرا کا شفیق حال تھا ۱۲ کاشف الاخبار وغیرہ

[illegible] سلطنت مین دہلی تشریف لائے اور وہین توطن کیا تحصیل علوم ارادت۔ خلافت۔ علوم ظاہری کی تحصیل وتکمیل مولانا ثناء الدین[۵] شاگرد میر سید شریف جرجانی[۶] سے کی فقہ۔ حدیث تفسیر وغیرہ جمیع علوم مین صاحبِ کمال وسر آمد فضلاے عصر تھے فیض باطنی اپنے والد مرشد سے حاصل کیا بچپن ہی سے تعلیم باطنی مین مشغول ہوگئے تھے۔ ابھی بارہ برس کی عمر تھی کہ پدر بزرگوار براہِ کمال شفقت ہنگام نیم شب خلوتِ خاص مین اپنے پاس بلا کر پندہاے دلبند و اسرارِ دلنشین تلقین فرماتے اور جناب باری مین نہایت خشوع وخضوع سے عرض کرتے کہ (الہا بادشاہا اپنے کرمِ عمیم و لطف عظیم سے سماء الدین کو سعادت ابدی و دولتِ سرمدی عطا فرما) ظاہر ہے کہ ایسی باصدق و صفا باپ کی دعا ایسی رشید وسعید فرزند کے حق مین کسقدر موثر ہوگی چنانچہ ایامِ خوردی سے آثار بزرگی نمایان تھے ع بالاے سرش زہوشمندی ٭ می تافت ستارۂ بلندی۔ آپ کے والد ماجد سید صدر الدین محمد عرف راجو قتّال کے مرید ومحبوب تھے حضرت سید راجو قتال کو اپنے

---

[۵] سلطان العلماء والاولیاء مولانا ثناء الدین قدس سرہ برکت وصلاحیت مین مستثناء روزگار تھے شیراز مین میر سید شریف جرجانی سے علم حاصل کیا تھا مولانا قطب الدین انکے باپ کا نام تھا انکے اولاد نہوتی تھی ہر جمعہ کو روضۂ متبرکہ حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین ذکریا و صدر الدین عارف پر جاکر بہ نیت تولد فرزند ایک قرآن کے ختم کا ثواب ارواح طیبات کو پہونچاتے تھے ایک مرتبہ شب جمعہ بعد اتمام ختم کلام وہین نیند آگئی دیکھا کہ حضرت سلطان المشایخ صدر الملۃ والدین نے دو چھوارے دئے اور فرمایا ایک تم کھاؤ دوسرا اپنی بیوی کو کھلاؤ انشاء اللہ تعالیٰ پسر سعید و فرزند رشید پیدا ہوگا اسکے بعد آنکھ کھل گئی روضہ سے باہر نکلے دیکھا کہ ایک پیر نورانی دو خرما اسلیمانی لئے کھڑا ہے اوران کو دیدئے خوش خوش گھر لائے ایک آپ کھایا دوسرا بیوی کو کھلایا اوس کی برکت سے حمل رہا اور مولانا ثناء الدین پیدا ہوے ۱۲۔ [۶] سید شریف جرجانی مشہور ومعروف اکابر علماء اہل سنت سے ہین ۸۱۶ھ مین انتقال فرمایا تاریخ رحلت یہ ہے نظم

فاضلِ بے نظیر میر شریف	جسم او ہمچو روح بود لطیف	شرح و تحقیق علم منطق زوست
بیگمان شارحِ مواقف اوست	سال نقلش بگو بہشت مکان	یا تو قطب بہشت اورا دان ۱۲
	۸ ۱ ۶	۸ ۱ ۶

باپ سیدؒ[۵۱] احمد کبیر اور اپنے بہائی سید جلال الدین مخدومؒ[۵۲] جہانیان سے ارادت وخلافت تہے مخدوم جہانیان کو شیخ رکنؒ[۵۳] الملة والدین ابو الفتح سے اون کو اپنے باپ شیخ صدرؒ[۵۴] الملة والدین عارف سے انکو اپنے باپ شیخ الاسلامؒ[۵۵] مخدوم شیخ بہاء الدین ذکریا سہروردی ملتانی سے اونکو شیخ الشیوخ

---

[۵۱] سید احمد کبیر کے باپ سید جلال الدین بخاری جنکو سید جلال سرخ بہی کہتے ہین مخدوم بہاء الدین ذکریا کے شوق مین بخارا سے ملتان آئے بیعت ودولت خرقہ سے مشرف ہوکر اُچہ مین رہنے کی اجازت پائی مخدوم صاحب کی دختر نیک اختر سے ازدواج ہوا تین فرزند ارشد پیدا ہوئے سید احمد کبیر سید محمد سید بہاء الدین ۱۲

[۵۲] روز جمعہ شب برات سنہ ۷۰۷ھ مین پیدا ہوئے اور چہارشنبہ بعد ادائے دوگانہ بقرعید سنہ ۷۸۵ھ مین رحلت فرمائی بڑے سیاح تہے کچہ اوپر تین سو اولیا کمال سے ملے امام یافعی کے ساتہ مکہ معظمہ مین ہم صحبت رہے اُنہین کے اشارہ سے دہلی جاکر شیخ نصیر الدین چراغ دہلی سے خرقہ مشائخ چشت پایا روضہ رسول خدا پر حاضر ہوکر عرض کیا السلام علیکم یا جدی جواب ملا وعلیکم السلام یا ولدی سات برس کی عمر مین اپنے باپ کے ساتہ جمال خندان کی خدمت مین گئے اونہون نے خرما نیم خستہ کہالیا جمال نے سبب پوچہا عرض کیا جو چیز آپ جیسے بزرگ کے ہاتہ سے ملے اوسکا کوئی جز پہینکنا مناسب نہین آپنے فرمایا یہ وہ لڑکا ہے جو اپنے مشائخ اور بزرگون کے گہر کو روشن کریگا اُچہ مین مزار ہے ۱۲

[۵۳] شیخ رکن الدین جب ہفت ماہہ شکم مادر مین تہے آپ کے دادا مخدوم بہاء الدین اون کی تعظیم کرتے اور فرماتے کہ یہ تعظیم اوس بچے کی ہے جو تمہارے پیٹ مین ہے اور ہمارے گہر کا چراغ ہوگا آپ ابہی خوردسال تہے مولانا ظہیر الدین محمد نے اذان دینی چاہی آپنے دامن کہینچ لیا اور تین بار ایسا ہی کیا حضرت شیخ الاسلام کی نگاہ پڑی فرمایا کیا ہے مولانا نے کہا مین اذان دینا چاہتا ہون مخدوم زادہ نہین چہوڑتے آپنے سنکر فرمایا وہ کسطرح چہوڑین ہنوز موذن عرش نے اذان نہین کہی تین ماہ قبل از رحلت حجرہ خاص سے بجز ضرورت نماز قدم باہر نہین رکہا ۱۶ رجب روز پنجشنبہ سنہ ۷۳۵ھ بعد نماز عصر خادم خاص کو بلا کر فرمایا اسباب تجہیز وتکفین مہیا کرلو اور بعد ادائے نماز مغرب سجدہ مین سر رکہکر واصل بوصال حق ہوئے ۸۰ برس کی عمر پائی بعض نے شب جمعہ ۹ جمادی الاولی تاریخ ارتحال کہی ہے ۱۲

[۵۴] عارف آپکا لقب اس وجہ سے ہوا کہ جب قرآن مجید تلاوت کرتے اوس کے اسرار ومعانی جدید بطریق الہام مزید منکشف ہوتے تہے سات لاکہ تنکہ ترکہ پدری سے حصہ پاکر پہلے ہی روز سب فقراء ومساکین کو تقسیم کردیا ۳ ذی الحجہ شنبہ مابین ظہر وعصر سنہ ۶۸۶ھ بمقام ملتان رہگرای عالم قدس ہوئے ۱۲

[۵۵] آپ مشہور ترین مشائخ ہند سے ہین آپ اور شیخ فرید الدین گنج شکر مدتون یکجا رہے باہم کمال دوستی تہی ۱۲

شہاب الدین سہروردی سے خلافت ملی سید راجو صاحب ہمیشہ مستغرق رہتے تھے مخدوم جہانیان
کا قول ہے کہ حق تعالیٰ نے مجکو مخلوق کی طرف اور شیخ راجو کو اپنے ساتھ مشغول کرلیا ہے سید
راجو قتال بڑے سیف زبان تھے جو کہتے وہی ہوجاتا اور جس کی طرف بنگاہ غضب دیکھتے ورطۂ
ہلاکت مین آجاتا شاید قتال اسی وجہ سے لقب پڑگیا تھا ۸۱۳ھ آٹھ سو تیرہ ہجری سلعم مین عالم
قدس کو رحلت فرمائی مقام اُچھہ آپ کا آرامگاہ ہے اور سلطان المشائخ شیخ کبیر الدین اسمٰعیل
معروف شیخ کبیر نبیرہ سید جلال الدین بخاری سے مخدوم صاحب نے خرقہ خلافت و ارشاد
پایا شیخ کبیر الدین اسمٰعیل عالم ظاہر مین دریاے بے ساحل اور اسرار باطن مین بحر واصل حضرت
سید راجو قتال کے خلیفہ و جانشین تھے۔ آغاز حال مین حضرت صدر الملة والدین سے کتاب
عوارف پڑھا کرتے تھے ایک مجذوب صاحب کشف یحییٰ نام گاہ گاہ حضرت سید راجو قتال کی
خدمت مین آیا کرتا تھا ایک شب وہ مجذوب مخدوم جہانیان کی زیارت کو گیا مجاور حسب معمول
گنبد کو قفل کرگئے تھے مجذوب راتکو وہین رہگیا۔ شیخ کبیر الدین کا معمول تھا کہ آدہی رات کیوقت
مخدوم جہانیان کی زیارت کیلئے مقبرہ پر جایا کرتے تھے باشارۂ انگشت قفل کھل جاتا آپ تہجد
کے وقت تک قرآن مجید ختم کرکے نماز تہجد و فاتحہ پڑھکر روضہ مبارک سے نکل آتے تھے قفل اسی طرح
اشارہ سے بند ہوجاتا۔ مجذوب نے یہ ماجرا دیکھکر صبح حضرت سید راجو قتال سے عرض کیا شیخ کبیر
بنور باطن آگاہ ہوکر بوجہ انفعال سبق پڑھنے کیواسطے حاضر نہوئے سید صاحب خود اُن کے
مکان پر تشریف لیگئے اور اپنے ہمراہ لاکر بعد سبق خلوت خاص مین لیجاکر اسرارات باطن تعلیم و
تلقین فرماکر خرقہ خاص عنایت فرمایا۔

شیخ کبیر کے دو بیٹے تھے اہل کمال و صاحب حال و حافظ کلام ایزد متعال ایک کا نام تھا۔
شیخ عبد الشکور اور دوسرے کا شیخ عبد الغفور سبق معرفت ان دونون حضرات نے حضرت مخدوم
سماء الملة والدین سے حاصل کیا تھا جو دیکھتا تھا انکی صورت و سیرت پر شیدا ہوجاتا تھا نہایت
خوش جمال و نیک خصال تھے شیخ کبیر کو اُن کے ساتھ انتہا کی محبت تھی وقت وصال دونو

اپنے پاس بلاکر اپنا خرقہ پہنایا اور فرمایا تمکو جو مشکل پیش آیا کرے ہماری قبر پر آکر ظاہر کیا کرو اُس کا جواب پاؤگے چنانچہ ایسا ہی ہوتا تھا بالآخر یہ دونوں بزرگوار شہید ہو گئے بعد شہادت بر سبیل عادت لب ہائے مبارک تلاوت قرآن مجید مین جنبان تھے۔ بالجملہ مخدوم صاحب حضرت شیخ کبیر سے فیضیاب ہوئے خود مخدوم صاحب سے منقول ہے کہ مین شیخ المشائخ شیخ کبیر الدین اسمعیل کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا اگر اس ذرۂ حقیر اور بندۂ ناچیز کو براہ شفقت سعادت ارشادی سے مشرف فرمایا جاوے تو حضور کے کمالات مین کچھہ نقصان نہوگا ؎

کم نہ گردد تابش خورشید اگر	در بدخشان لعل سازد سنگ را

آپ نے ازروے تواضع ومروّت فرمایا میرے بھائی حضرت شیخ فضل اللہ بڑے صاحب کمال واہل حال ہین مین تمکو ان سے ملاؤنگا اور خرقہ دلاؤنگا مین ادب کیوجہ سے جواب ندیکا بعد چندے پھر عرض کیا آپ نے باظہار تواضع وانکسار وہی جوابدیا چونکہ مجکو آپ کے ساتھہ اعتقاد تھا اوس وقت التماس کیا کہ بناء ارادت ومعاملہ پیری ومریدی ربط قلب سے متعلق ہے مین اس رابطہ کو حضور کے ساتھہ مستحکم اور مستقیم پاتا ہون ؎

گر تلطف کنی ور نکنی در نگذارم	من در تو گرفتیم دگر جائے ندارم

یہ سنتے ہی مجکو بغل مین لے لیا اور حجرۂ خاص مین لیجاکر ذکر تلقین کیا اور اپنا خرقہ خاص بعد ادائے دوگانہ عنایت فرمایا اوسوقت میرے دل مین خیال گذرا کہ بس اب تعلیم ظاہری چھوڑنا اور تصفیۂ باطن مین مشغول ہو جانا چاہیئے۔ یہ خطرہ جو ہنوز میرے دل مین تھا فی الفور آپ پر مکشوف ہوگیا فرمایا بناء شرع واساس دین علم سے قایم ہے اسے ترک کر دینے خداوند تعالےٰ سے چاہا ہے کہ اہل ظاہر وباطن دونوں تم سے فائدہ اُٹھائین اور جس طرح ہمارے پیران طریقت نعمت صوری ودولت معنوی سے معمور ہوئے ہین مجکو امید ہے کہ تم بھی مثل اُن کے آراستہ وپیراستہ ہو چنانچہ مرشد حق بین وحق گو کی اس دعا کا اثر حضرت مخدوم صاحب کی ذات بابرکات مین بدرجۂ اتم ظاہر ہوا ازروے علوم ظاہری وباطنی شان جنیدی وآثار بایزیدی

صورت انور مین جلوہ گر تہی صوری و معنوی کمالات و خرق عادات و کشف کرامات مین آپکا نظیر
کم تہا ولایت وجود با جود سے پیدا اور ہدایت مطلع جبین سے ہویدا ہوتی تہی ماسوا اس کے
روح پُر فتوح نبوی صلعم سے ہر دم فیضیاب اور الطاف مصطفوی سے کامیاب تہی جو جو اشارات
و بشارات اوس جناب پاک سے ہوئی اور رویت حق تعالیٰ و معیت روح پاک حضرت رسالت
مآب کے معاملات بیش از مقالات و خارج از قیاسات مین ؎

باطنش از نور حق پیراست است	ظاہرش نیز از رسول آراست است
نور حق تابندہ در رخسار او	شرع احمد زنیع از کردار او

بڑے بڑے مشایخ واقطاب وقت آپکا ادب کرتے اور واجب التعظیم سمجہتے تہے **نقل**
شیخ وجیہ الدین احمد جو علم ظاہر مین ابو حنیفہ وقت اور معاملہ باطن مین بایزید عصر اور ایک سو
تیئیس برس کے معمر بزرگ وقطب زمانہ تہے مخدوم صاحب گجرات مین ادن سے ملنے گئے اُس
وقت مخدوم صاحب کی عمر پینسٹھ[۶۵] برس کی تہی شیخ احمد شاگرد کو سبق پڑہا رہے تہے اس سے
پہلے کبہی ان دونون بزرگوارون کو باہم ملاقات کا اتفاق نہوا تہا نہ اب اسوقت کوئی
مُعرف تہا حضرت شیخ بنور باطن آپ کے کمالات و استعداد دریافت کرکے دیکہتے ہی
کھڑے ہوگئے سبق موقوف کر دیا اور خود نہایت ادب سے دو زانو بیٹھ گئے اور تبرکاً مصلاے
خاص حضرت مخدوم کے سامنے رکہا **شیخ وجیہ الدین احمد حضرت بابا اسحاق**
مغربی کے مرید تہے اُن کی ہدایت پانے و مرید ہونے کا قصہ یہ ہے کہ انکا باپ **ملک**
اختیار الدین محمد (سلطان فیروز شاہ[۱]) بادشاہ دہلی کا قرابتمند ادمرا کبار مین تہا دہ خزانہ
بیشمار چہوڑ کر مر گیا شیخ احمد کی عمر اٹہارہ برس کی تہی اور اُس کے سوا کوئی دوسرا وارث نہا شیخ احمد
ایسے حسین و صاحب جمال تہے کہ دہلی کے باشندے انکو یوسف ثانی کہتے تہے دولت بے مشقت
پاکر فسق و فجور مین مبتلا ہو گئے۔ ایکدن سوار ہو کر شیخ ابو اسحٰق مغربی کی خانقاہ کی طرف گذری شیخ

[۱] فیروز شاہ ۷۵۲ھ مین تخت نشین ہوا اور ۳۸ برس ۹ مہینے سلطنت کرکے مرگیا ہندوستان کا عمدہ بادشاہ نہلین تہا ۱۲ (کاشف الاخبار)

خانقاہ کے دروازہ پر کھڑے تھے فرمایا کب تک اس حال مین رہو گے اور ایک چھوٹی سی ٹھیکری
زمین پر سے اُٹھا کر اونکی طرف پھینک دی یہ تیر جوایک قادر انداز کی شست سے نکلا تھا خالی کیونکر
جاتا دل کے پار ہوگیا سُنتے ہی بیہوش ہوکر گھوڑے سے گرے شیخ نے اوٹھایا سر اپنے زانوے
مبارک پر رکھا خانقاہ مین لائے اور اپنا پس خوردہ پانی حلق مین ڈالا ہوشیار ہوکر بیعت سے
مشرف ہوئے وہ ولولے اور اومنگین سب جاتی رہین دل مین نئی آگ لگ گئی تمام مال واسباب
زر وجواہر شیخ کے سامنے لاکر راہ خدا مین لُٹا دیا تھوڑے عرصہ مین رتبہ قطبیت حاصل کیا عمر
تجرید مین گذاری پندرہ برس روضۂ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے مجاور رہے وہان
سے گجرات آئے سلطان احمد گجراتی اور نیز اکثر سلاطین وقت آپکے مُرید ومعتقد تھے شہر احمد آباد
کے متصل قصبہ سرکھیج مین اُنکا مزار زیارتگاہ خلایق ہے اور بیشتر سلاطین گجرات پائین مزار
پُرانوار آپ کے مدفون ہین۔ دیگر سید شمس الدین جن کی ڈیڑھ سو برس کی عمر تھی شیخ نور کے
مرید اور شیخ بایزید کے خلیفہ تھے ان کو مخدوم صاحب سے ازحد اعتقاد اور بے حد اتحاد تھا۔

اخلاق۔ عادات۔ عبادات۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ نے اخبار الاخیار مین
لکھا ہے کہ شیخ سماءالدین ورع تقویٰ اور علوم رسمی وحقیقی کی جامع تھی جذب خواطر مین آپ کو
تصرف کامل تھا جس بیمار کو بنگاہ لُطف دیکھ لیتے امراض روحانی سے سینہ اسکا پاک ہو جاتا اور
اور جس طالب کی طرف مُسکرا کر نظر کرتے اُس کا دامن اسید گلہائے مراد سے بھر جاتا آپ کی ہر
ادا سے اشفاق نبوی اور اخلاق مصطفوی ہویدا تھا ؎

فی الحقیقت ہمچو خورشید سپہر	بر جہان انداختی انوار مہر

باوصف اس کے کہ آپ کثیر الاثیار تھے اور دست عطا کشادہ تھا مطامع دُنیا سے ہمیشہ محترز
رہے اپنے لئے فقر وفاقہ پسند کیا اور بجز ناچار کچھ نہ لیا امیر غریب یگانہ وبیگانہ سب پر برابر
شفقت فرماتے اور سب کو ایک نظر دیکھتے تھے فقرا، غربا، یتیمون کو ہر موسم اور ہر فصل مین ہر قسم
کا میوہ اپنے سامنے تقسیم فرماتے اور خود بھی اُن کے ساتھ کھاتے تھے ہزار ون روپیہ فتوح

کے آتے تھے پھر بھی اپنے کفاف کیواسطے قرض لینا پڑتا تھا اکثر قرض لینے کی آپ کو اس وجہ سے ضرورت پڑتی تھی کہ فتوح کی خبر پاکر فقرا جمع ہو جاتے آپ سب تقسیم کردیتے بانٹ دینے کے بعد مساکین کا اور گروہ آجاتا اُس کے لئے قرض لیتے تاکہ جویندگان خدا امید کرکے آئے ہین وہ محروم نجائین مولانا شیخ جمالی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ میرے روبرو دو ہزار ٹنکہ نذر آئے سب روپیہ مستحقوں کو بانٹ دیا اوس کے بعد ایک جماعت اور آئی حضرت نے اپنے صاحبزادہ شیخ المشائخ نصیر الملۃ والدین کو حکم دیا کہ یہ لوگ محروم نہ پھر جائین ہزار ٹنکہ قرض لیکر اونکو دیدو چنانچہ تعمیل کی گئی نذور وفتوح کی ہزارون آتے تھے لیکن اپنے ہلاک ایکدم نرکھا اور کبھی صاحب نصاب نہین ہوئے ہدایت مین رفق وملایمت ملحوظ رہتی تھی فاسق کو بلا تحدید امر معروف رشد آمیز الفاظ سے راہ راست پر لاتے مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کی شان کا پورا جلوہ نظر آتا تھا ؎

زان روز کہ از سپہر زادم ‖ بر گام نیکنامی نہادم

نقل ایکدن شیخ محمد پسر شہاب خان فرمان نویس سلطان بہلول لودی حضرت کی مجلس مین حاضر ہوا مولانا شیخ جمالی موجود تھے اُنھون نے دل مین چاہا کہ اس کو نکال دون وجہ یہ تھی کہ شیخ محمد ایک مشہور فاسق تھا جمالی کو اُس مقدس جلسہ مین ایسے بدسرشت شخص کا شریک ہونا اچھا نہ معلوم ہوا ہنوز اُنکا عزم قوت سے فعل مین نہ آنے پایا تھا حضرت نے بنور باطن اُنکے ارادہ پر مطلع ہوکر اور اونکی طرف توجہ فرماکر حافظ شیراز کا یہ شعر پڑھا ؎

ہمہ کس طالب یارند چہ ہشیار چہ مست ‖ ہمہ جا خانۂ عشق است چہ مسجد چہ کنشت

یہ سچ ہے جو بات دل سے نکلتی ہے دل ہی مین بیٹھ جاتی ہے شعر سُنتے ہی شیخ محمد پر حالت ذوق وشوق طاری ہوگئی فوراً بکمال نیازمندی مرید ہوگیا اور جب تک زندہ رہا شیوۂ صلاح اختیار کرکے داخل زمرہ قدسیان وشامل مقبولان حق ہوگیا اللہ اللہ ؎

صیدے برون نجستہ زبند کمند تو ‖ جانم اسیر حلقۂ جعد بلند تو

خلق اللہ پر آپ کی غمخواری حد سے بڑھی ہوئی تھی آپ تکلیف سہتے اور مخلوق خدا کی مصیبت نہ دیکھ سکتے تھے **نقل** ایک مرتبہ ملتان مین سخت قحط پڑا غلہ ایسا ناپدید تھا کہ دانہ جوار کو دانۂ مرواریدسے زیادہ عزیز سمجھتے تھے اس ایام مین جب آدھ سیر جو یا گیہون میسر آتے انکو اوبال کر سب گھر کے آدمیون کو برابر حصہ کرکے اپنا حصہ فقراء کو دیدیتے آپ فاقہ سے رہتے اور ہرگز کسی کو خبر نہ کرتے مزاج مین انتہا کا حلم تھا بحکم[1] الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین کسی قصور پر بھی بدمزہ نہوتے تھے **نقل** ایک روز جاڑے کے ایام مین چاشت کیوقت شیخ جمالی آستان بوس ہوئے دیکھا کہ آپ بیٹھے ہوئے کھچڑی تناول فرما رہے ہین تبسم فرماکر ساتھ کھانے کا اشارہ کیا اور فرمایا اس کے کھانے مین کچھ ریاضت درکار ہے عرض کیا بسر وچشم جب لقمہ لیا معلوم ہوا کہ کھچڑی بالکل نیم پخت ادہ کچی رکھی ہوئی ہے اور گھی نہایت تلخ و بودار ہے حضرت بشیرین کامی نوش فرما رہے ہین جمالی کو تحمل نہوا سازدار خدمتگار جو آپکا باورچی تھا اوس کو بلا کر سخت وسست کہا کہ اے شور بخت تہ تلخی دخامی تیری شرارت و بے پروائی سے ہے حضرت نے دیکھا کہ ان کی تلخی و تر روغن کی تلخی سے بھی بڑھی جاتی ہے تب بہ تبسم شیرین فرمایا مین پہلے کہہ چکا ہون اسمین ریاضت درکار ہے اور تمنے مان لیا تھا اب اس سی کچھ نہ کہو غایت ترحم سے دلشکنی کسی کی آپ کو گوارا نہتی۔

نقل ہے کہ ایکروز وقت نماز شام امام معین موجود نہتا آپ نے قاضی بدرالدین حاکم بیانہ کو امامت کی اجازت دی قاضی صاحب نے بعد فاتحہ سورۂ لایلاف شروع کی اور بجاے والصیف کے والسیف پڑھا جمالی نے سلام پھیرنے کے بعد کہا آپ تو بڑے صف شکن ہین سمند بے عنت کو میدان قرارت مین ایسا تیز چلایا کہ سیف زبان سے صلوٰۃ مقتدیون کے سر کاٹ دئے وہ شرمندہ ہوئے اس کہنے سے آپ کے چہرہ پر کچھ آثار ناخوشی پیدا ہوئے اوسوقت تو نہین دوسرے روز خلوۃ مین فرمایا قاضی بدرالدین کو تمہارے کلام سے خفت وانفعال ہوا ہے انکو خوش

[1] ترجمہ کہانے والے غصہ کے اور بخشنے والے آدمیون کے۔ اور اللہ دوست رکھتا ہے نیکون کو ۱۲-

کرنا چاہے چنانچہ جمالی گئے اور عذر و معذرت سے اُنکو راضی وخوش کردیا۔
نقل مولانا شیخ جمالی فرماتے ہین کہ حضرت مخدوم کو فقیر کے ساتھ از حد محبت تھی جب مین بیت اللہ کو گیا ہمیشہ میرے حق مین تہجد کے وقت یہ دعا فرماتے اَللّٰھُمَّ ارْجِعِ الْجَمَالِیَ اِلَیْنَا سَالِمًا وَغَانِمًا وَارْزُقْنَا مُشَاهَدَةَ جَمَالِهِ وَنَوِّرْ عَیْنِیْ بِنُوْرِ لِقَائِهِ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ جب زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوکر شرف اندوز ملازمت ہوا بغلگیر ہوئے پیار کیا اور فرمایا میرے برسون کی دعا جو تہجد کے وقت کیا کرتا فضل الٰہی سے مقرون باجابت ہوئے۔
دعا کا اثر مانی ہوئی بات ہے دعا بھی کس کی اولیا رحق کی جس کی نسبت کہا گیا ہے ؎

اولیا راہست قدرت از آلہ	تیر جستہ بگر داند ز راہ

ناظرین بزرگان دین کی بے خطا دعائین جو حضرت مخدوم صاحب کے حق مین دی گئی ہین معلوم کرچکی ہین چونکہ حضرت کی ذات بابرکات افادۂ خلق اللہ کے واسطے مبعوث ہوئی تھی اوقات عبادت وافادات حضرت کے اس طرح منقسم ومنضبط تھے وقت نیم شب تجدید وضو نماز شروع فرماتے اور ایک پہر کامل نوافل پڑھتے اُس کے بعد تا صبح صادق مراقبہ مین رہتے اور دیدۂ باطن مشاہدۂ حق مین وا رکھتے پھر سنت موکدہ نماز فجر ادا کرتے علماے ظاہر وصلحائے باطن کی جماعت کثیر نماز فجر مین آپ کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔ نماز چاشت و اشراق سے فارغ ہوکر دو پہر دن تک علما، وصلحا، اور بڑے طلبا کو جو پایۂ دانشمندی پر پہونچ لئے تھے تفسیر حدیث۔ فقہ۔ اصول کا درس دیا جاتا تھا اوس کے بعد طالبان معانی وشائقان راہ خدادانی کو بحسب استعداد وقابلیت ہر ایک کی تلقین وارشاد فرماتے اور فیض باطنی پہونچاتے تھے بعد افادت اصحاب سعادت نماز عصر ادا کرکے مشاہدہ حق مین مستغرق بجمال اللہ ہو جاتے

ـــــــــــــــــــــــــــــ
۵ ترجمہ اےخدا پہونچا دے جمالی کو میرے پاس صحیح وسالم اور روزی کر مجکو اوسکے جمال کا دیکھنا اور روشن کر میری آنکھین اوس کے نور دیدار سے ساتھ رحمت اپنی کے اے سب رحم والون سے زیادہ رحم والے ۱۲

اذان مغرب سُنکر مراقبہ سے چشم حق بین کھول کر نماز مغرب ولوافل اوّابین پڑھکر مراقبہ کرتے
بعد ادائے نماز عشا مسجد سے دولت خانہ مین تشریف لاتے وہان دستارخوان چنا جاتا حاضرین
کے ساتھ آپ بھی تناول فرماتے اور ہر شخص کو نور سرور سے مسرور و معمور کرکے کھانا کھانے کے
بعد اپنے اپنے مرکز و مقام پر جانے کی اجازت دیکر اور رخصت کرکے تھوڑی دیر خود بھی استراحت
فرماتے اور بحکم ^ل^ تنام عینی ولاینام قلبی - ظاہر مین مصروف بخواب اور حقیقۃً بحر احدیت مین
غرق آب رہتے - بارہ برس کی عمر سے تا دم واپسین تہجد فوت نہین ہوا آپ کے والد بزرگوار
نے بتا دیا تھا کہ جب فلان ستارہ اُس جگہ پہونچ جائے اوسوقت نماز تہجد پڑھا کرو حضرت حجرہ
کے اندر لحاف مین مُنہ لپیٹے ہوئے اوس ستارہ کو دیکھکر ٹھیک وقت حجرے سے برآمد ہوکر تجدید
وضو کرکے تہجد ادا فرماتے تھے -

تصرفات - خرق عادات وکشف وکرامات مولانا شیخ جمالی سیر العارفین
مین لکھتے ہین جس زمانہ مین مخدوم صاحب قصبہ ریاینہ مین جو (رنتھنور) کے قریب ہے
تشریف رکھتے تھے فقیر بعد شرف بیعت مبداء سلوک مین حاضر خدمت رہا کرتا تھا وضو کرانے اور
شانہ و رومال رکھنے کی خدمت میرے سپرد تھی ایک روز نماز اشراق کے بعد ایک درویش
حضرت کی مجلس مین آیا اور مکتوبات عین القضاۃ پیش کئے مخدوم صاحب نے بعد مطالعہ
کتاب مُصنف کی تعریف شروع کی فرمایا ایکدن بیس جگہہ اون کی دعوت ہوئی عین القضاۃ
قطعی اپنے حجرہ سے باہر نہین نکلے اور بیسون جگہہ ایکوقت مین موجود ہوگئے - میرے دل مین
خطرہ گذرا کہ شخص واحد ایک وقت مین اتنی جگہہ کیونکر حاضر ہوگا پھر مین سنبھلا اور اپنے
جی مین کہا کہ اس مین شک کیا ہے حضرت مخدوم ہی فرماتے ہین بات آئی گئی ہوئی ظہر کیوقت
حضرت نے حجرہ کے اندر سے دستک دی فقیر طشت ولوٹہ لیکر حجرہ کے اندر گیا دیکھتا کیا ہون
کہ حجرہ کے چارون گوشون مین حضرت جدا جدا الصورت خود تشریف رکھتے ہین تھوڑی دیر مین

^ل^ سوتی ہین میری آنکھین اور نہین سوتا میرا دل ۱۲

دیکہا کہ آپ ایک ہین مین سمجہا کہ میرے دل مین جو خدشہ گذرا تہا اوسپر تنبیہ و آگاہ کیا گیا ہے
پہر مجہہ سے فرمایا کہ بابا درویشون کو اس درجہ قوت تمثل حاصل ہے کہ اگر چاہین سو جگہہ ایک
وقت مین حاضر ہو جائین الامم اس کا ذکر کسی سے نکرنا مین نے آپ کی حیات مین کسی سے
مذکور نہین کیا بعد آپ کی رحلت کے یہ حکایت قلمبند کی گئی۔

دیگر آپکا فیض و تصرف نزدیک و دُور یکسان تہا جمالی لکہتے ہین کہ مین سالہائے دراز
آپ کے دیدۂ ظاہر سے دور رہا لیکن لُطف باطنی سے ہمیشہ ہمیشہ بیحد و بے شمار مدد پایا کیا بحالت
مسافرت چند مرتبہ جنگل اور نیز آبادیون مین ایسے مُہلک خطرات پیش آئے کہ جان بر ہونے
کی ذرا امید نرہی تہی ایسے خطرناک موقعون پر حضرت کو اپنی خاصی طرح بچشم سر دیکہا کہ اپنا شت
تمام مجکو برگ پان دیتے ہین اور اطمینان دلاتے ہین اور وہ زحمت فی الفور مُبدل بہ راحت ہو گئی
دیگر آپ کے صاحبزادۂ سلطان المحققین شیخ نصیر الدین سے روایت ہے کہ جب شیخ جمالی
بیت اللہ سے واپس ہوئے مخدوم صاحب نے فرما دیا تہا کہ الحمد للہ جمالی نے مراجعت کی شاید
اب گجرات تک آ گئے ہونگے چنانچہ بعد چندے ایک صاحب مسافرانہ وارد ہوئے اونہونے
اُسی طرح خبر دی۔ **دیگر** مولانا عطاء اللہ سے جو عالم دانشمند اور شاگردان حضرت مین تہے **روایت**
ہے کہ خطۂ (ناگور) مین ایک عورت صالحہ آپ کی مریدہ و ارادتمند تہی اُس کے پاس ایک
گائے تہی گاہ گاہ اُس کا دودہ دہی حضرت کو پہونچایا کرتی جب آپ (ناگور) سے (گجرات)
تشریف لے گئے گائے چوری ہو گئی تجسس و تلاش سے پتہ نہ چلا عورت نے حضرت کی طرف
مخاطب ہو کر کہا حضرت شیخ سماء الدین جس گائے کے دودہ پر میری برات رزق تہی اور گاہ
گاہ اُس کا دودہ خدمت مبارک مین پہونچاتی رہی ہون اُس کو چور لے گئے۔ اب مین حیران
و پریشان ہون میری گائے میرے پاس پہونچا دیجئے یہ کہہ کر نماز پڑہنے لگے۔ عین حالت نماز
خوانی مین حضرت کی آواز سُنی لو بی بی تمہاری گائے تمہارے پاس پہونچا دی گئی اب محافظت
سے رکہو سلام پہیر کر دیکہا کہ گائے صحن خانہ مین کہڑی ہوئی ہے۔

دیگر ایک حکیم بنگالہ سے آیا جمالی اُن دنون ضعیف ونحیف ہو گئے تھے اشتہا نہی تہی اوس نے دیکھتے ہی آدہی رتی کُشتہ سیاب کھلایا اوس کے کہانے سے بہوک بڑھ گئی اور قوت پیدا ہونے لگی انہون نے کشتہ کرنے کی ترکیب پوچہی طبیب نے بتادینے کا وعدہ کیا۔ جمالی مخدوم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے آپ نے فرمایا وہ شخص اچہا کشتہ نہین کرتا نعوذ باللہ خام رہگیا تو ضرر پہونچائیگا اُس کے نفع پر نجاؤ مولانا سمجہ گئے کہ واقعہ آپ پر مکشوف ہوگیا ہے عرض کیا مجکو حضور کی محبت کی حرارت کافی ہے ظاہر ہے کہ سیاب کی حرارت سے کیا نفع ہوگا آپ نے فرمایا انشاء اللہ تم کو نور باطن سے قوت حاصل ہوگی جمالی لکھتے ہین یہ سُنتے ہی میرے جسم مین ذرا بہی ضعف و سُستی کا اثر باقی نرہا دیگر ایک روز مخدوم صاحب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کی زیارت مزار پُرانوار سے مراجعت کرکے سلطان بہلول کے مقبرہ پر تشریف لاے بعد فاتحہ مراقبہ فرمایا۔ ایک لمحہ گذرا تہا کہ خوش ہوکر سر اوٹھایا اور فرمایا الحمد للہ یہ نیک نہاد بادشاہ جس طرح دنیا مین کامگار رہا دوستانِ خدا کے ساتھ محبت وخلوص اعتقاد رکہنے کے سبب عقبیٰ مین بہی خوش حال ہے دیگر شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ لکھتے ہین کہ شیخ سماءالدین نے سن کبیر پایا تہا آخر عمر مین بصارت زائل ہوگئی گاہ گاہ اپنے مکان کے دروازہ پر کہڑے ہوکر فرمایا کرتے کہ الٰہی تیری مخلوق پر غلبۂ شفقت یہ شوق دلاتا ہے کہ تمام خلقت کو سماءالدین کی آنکہون مین جگہہ ہو چنانچہ حق تعالیٰ نے بیواسطہ علاج بصارت زائلہ پہر عطا فرمائے

سلاطین وقت کا حضرت مخدوم صاحب کے ساتھ تعلق وعقیدت

یہ بات مانی ہوئی ہے کہ جس نے خدا ورسول کے احکام کو سچّے دل سے مانا ساری دُنیا اوس کو ماننے لگی سعدی فرماتے ہین ؎

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ		کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ	

اسی حق شناسی وخداترسی نے مخدوم صاحب کے سامنے بڑی بڑے بادشاہون کی گردنین جہکادی تہین اور سلاطین روزگار اُس دلق پوش حق کوش کے روبرو بے حقیقت تہے

نقل ارباب تواریخ کا اتفاق ہے کہ جب نظام خان سلطان سکندر اپنے باپ سلطان بہلول لودی کی انتقال کی خبر پاکر حصول سلطنت کے لئے دہلی سے لشکر کو چلنے لگا بتقریب تفاول حضرت مخدوم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا مین میزان الصرف حضرت سے پڑہنا چاہتا ہون اور سبق کے حیلہ سے اسعدك الله فی الدارین کے معنی دریافت کئے آپنے فرمایا نیکبخت کرے تجکو خداتعالی دونون جہان مین شاہزادہ نے عرض کیا پہر فرمائیے اور تین مرتبہ تکرار کرائیے بعدہ حضرت کے ہاتھ چومے اور التماس کیا میری مراد حاصل ہوگئی مین یہی چاہتا تہا کہ آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلین۔ شیخ کو حسن ادب اس کا پسند آیا از روے توجہ باطنی فرمایا نظام مینے خدا سے چاہا ہے کہ تو سکندر وقت ہو اور بہت بندگان خدا تجھ سے فائدہ اٹھائین۔ شاہزادہ اس کو فال نیک سمجکر اور حضرت سے استمداد ہمت لیکر لشکر پدر کی جانب روانہ ہوا اور بمقام قصبہ جلالی لشکر سے آملا باپ کی نعش دہلی روانہ کی اور جمعہ کے دن سترہوین شعبان ۸۹۴ھ سلطان فیروز کی کوشک مین جو (کالی ندی) کے کنارے ہے سلطان سکندر اپنا لقب مقرر کر کے تخت نشین ہوا دعاء حضرت اس کے حق مین جیسے اثر بخش ہوئے اہل روزگار و اصحاب خبار پر بخوبی ظاہر ہے

قطعہ

حدیث اہل صفا ترجمان تقدیر است	بود ضمیر و زبان شان شبیہ لوح و قلم
سعادت ازلی در وفاق شان مضمر	شقاوت ازلی در خلاف شان مدغم

نقل جب مخدوم صاحب دہلی مین متوطن ہوئے سلطان بہلول حضرت کی زیارت کو حاضر ہوا اطلاع کی گئی کہ بادشاہ قدمبوسی کا آرزومند ہے فرمایا آنے دو بادشاہ نے آکر قدم چومے اور مودب بیٹھ گیا تہوڑی دیر مین عرض کیا کہ اس بندہ کا دیدۂ باطن و ظاہر حضور کے چہرہ کرم و شفقت کا ناظر ہے کیونکہ حقیقی بادشاہت درویشون کو ہے ہم ظاہری بادشاہ اُن کی صورت کے ریزہ چین ہین۔ آپ نے فرمایا صورت کے ریزہ چینی سے مراد یہ ہے کہ درویشون کے طریق حالی کے اختیار اور تتبع کی توفیق ہو تو اُن کے افعال اقوال اعمال ہی کی متابعت کیجائے تاکہ درویشون کی

ظاہری کا اثر کدورت باطنی کی زنگ کو دور کردے پھر ارشاد فرمایا تین شخص خدا وند تعالیٰ کے انعام
مستدام سے محروم رہین گے **اوّل** وہ بوڑھے جو معصیت مین ڈوبے ہوے ہین **دوسرے** جوان
جو بامید توبہ گناہ نہین چھوڑتے **تیسرے** بادشاہ دروغگو۔ بوڑھے کو حکم ہوگا اے سفید مو
سیاہ دل بعد ظہور ضعف پیری جینے کی کیا امید باقی رہی تھی کہ توبہ نکی جوان پکارا جاے گا کہ ای
نادان بوڑھے اور جوان سب کی جان خدا کے ید قدرت مین ہے تو نے کس طرح جان لیا تھا کہ
بوڑھا ہے ہوکر مریگا توبہ کو پیری کے وقت پر کیون چھوڑ رکھا تھا آخر تو نے نہ دیکھا کہ حد پیری کو تیری
عمر نہ پہونچی اور تجکو توبہ نصیب نہوئی بادشاہ کو یہ خطاب پر عتاب ہوگا اے غافل دروغ عقبی کے
کام کی چیز نہین ہان دنیاے فانی کے لئے اختیار کرتے ہین۔ دنیا کا تجھے کیا تھوڑا حصہ ملا تھا کہ
دروغ سے اپنے نامۂ اعمال کو خراب اور بیفروغ کیا **ای بادشاہ** تو نے بڑہاپے مین سلطنت پائی
ہے خدا سے ڈرتا اور کذب و معصیت سے بیچارہ اُس کا شکر ہیچ شکر نعمت کو بڑہاتا ہے [1] لَئِنْ شَكَرْ
تُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ اور معصیت سے کنارہ کش ہو کہ [2] لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ
لَشَدِيْدٌ مین داخل نہو جاوے یہہ پند دلبند بادشاہ کے دل مین گھر کر گئی زار زار روتا اور بار
بار نہایت عجز و انکسار سے کہتا تھا کہ باوجود تقصیرات درویشون کے ساتھ مجکو دل سے الفت
ہے امید ہے کہ ببرکت محبت اس قوم بزرگ کے حق تعالیٰ یوم العرصات مین میری نجات فرمائی
بادشاہ کے عجز و نیاز سے سب حاضرین مجلس پر گریہ طاری تھا آخر الامر حضرت نے مصلائے
خاص سلطان کو عطا فرمایا بادشاہ نے سر پر رکھا اور رخصت ہوا

نقل جب مخدوم صاحب خطۂ (بیانہ) مین تشریف فرما تھے احمد خان جلوانی حاضر خدمت
ہوا مرتضےٰ خان وغیرہ امراء اُس کے ساتھ تھے احمد خان نے کھڑے ہوکر التماس کیا کہ سلطان حسین
جونپوری جو بادشاہ عظیم القدر ہے اُس کی فتح دہلی کیواسطے حضرت مخدوم فاتحہ پڑہین یہ سنتے
ہی آپکا چہرہ متغیر ہوگیا فرمایا اے احمد تیرے باپ دادا سلطان بہلول کی پرورش یافتہ تھے

---

[1] ترجمہ اگر حق مانوگے تو اور دونگا ۱۲ [2] ترجمہ اور اگر ناشکری کروگے تو میری سخت ہے ۱۲ سورہ ابراہیم پارہ ۱۳ رکوع

تو بھی اُسی کی نعمت کا پلا ہوا ہے تو نے اُس کا حق نمک ایکبارگی دل سے بُھلا دیا ناسپاسی موجب
ذلت ہے مین بمقابلہ ایسے شخص کے جس کی لو خدا سے لگی ہو ایک ظالم نا انصاف کے واسطے
دعا نکرونگا۔ احمد خان شرمندہ ہوکر بیٹھ گیا اور سمجھ لیا کہ سلطان حسین کامیاب نہوگا چنانچہ ایسا
ہی ہوا سلطان حسین کو ناکامی ہوئی تخت دہلی اُس کو نملا بالآخر سلطان بہلول فیروز مند رہا احمد خان
نہایت تندخو اور تیز مزاج شخص تھا غصہ کے وقت اُس کی زبان سے کُفر کے کلمہ نکلنے لگتے تھے
لیکن بخوف عظمت وہیبت حضرت کے دم نمار سکا اور نہایت ہراسان وخوف زدہ ہوگیا سچ ہے

ہیبت حق ہست این از خلق نیست	ہیبت این مرد صاحب دلق نیست

وفات اور اوس کے متعلق کے حالات

مولانا شیخ جمالی نے سیر العارفین مین لکھا ہے کہ مخدوم صاحب کے فرزند بزرگ پلنگ بیشہ ربانی
حافظ کلام سُبحانی حضرت شیخ عبداللہ بیابانی کے ساتھ مجکو بہت محبت تھی بالآخر اونہون نے اقامت
بیابان اختیار کی مینے بادیہ گردی وصحرا نوردی کرکے بیت اللہ کی راہ لی جب مین سفر دراز سے
حضرت مخدوم صاحب کی خدمت مین واپس حاضر آیا حضرت عبداللہ سے ملنے کا شوق پیدا ہوا
مینے مخدوم صاحب سے عرض کیا ارشاد ہو تو مین اُس ہمدم ملا ایک قدسی کی دست بوسی
حاصل کرکے ہو سکے تو خدمتِ عالی مین لے آؤن یہ سُنکر بہت خوش ہوئے مجھے چھاتی سے لگا لیا اور
بعطائے ملبوس خاص مشرف کیا اور نامۂ اشتیاق مملو بدرد فراق لکھ کر سرنامہ پر یہ بیت تحریر فرمائی
طاقتِ صبر مرا نیست درین ہجر طویل ؛ قدمے زود بنہ بر سر این پیر علیل ۔ الغرض مین
بیابان (مندو) کی جانب جہان آپ گوشہ نشین ہوگئے تھے جانے کو طیار ہوا۔ دوسرے دن
چاشت کے وقت مجکو بُلا کر فرمایا واللہ اعلم سب کے فرزند شیخ عبداللہ کا دیدار تمکو میسر ہو کہ نہو مین
نہین چاہتا کہ تم میرے پاس سے جدا ہو جاؤ میرے جنازے کی نماز کیلئے حاضر رہو یہ سُنتے ہی
مین بہت رویا اور قدمون پر گر پڑا اُس کے بعد ایک ہفتہ تک مستغرق مع اللہ رہے کسی سے کلام نہین
کیا تلاوت قرآن زبان پر جاری تھی ہر نماز کے وقت تجدید وضو کرتے اور مشاہدہ حق مین مستغرق

ہوجاے تجمادی الاول کی ستر ہوین تاریخ بعد ادا ے نماز عشا آنکھ کہولی تبسم کرکے رحلت فرمائی انّا للہ وانا الیہ راجعون

نظم

خوبترزین دگر نباشد کار	یار خندان رود بجانب یار	سیر بیند جمال جانان را
جان سپاردنگار خندان را	سنگ در بر نگار بر گیرد	تا قیامت بخواب درگیرد

غسل مین سیادت مآب حضرت حاجی عبدالوہاب[۱] بخاری اور مخدوم مولانا عبد اللہ[۲] عرف الہ داد و سلطان المشایخ شیخ نصیرالدین مخدوم صاحب کے فرزند و زبدۃ العارفین شیخ عبدالغفور نبیرۂ مخدوم صاحب و عارف عالی مولانا شیخ جمالی شریک تھے جسوقت جسم اطہر پہ پانی ڈالا اور کلمہ شریف پڑہا گیا انگشت شہادت آپکی کھڑی ہوگئی اور لب حق گو چند بار بلفظ اللہ اللہ گویا ہوئے سبحان اللہ وبحمدہ حاضرین پر اُس کے سننے سے حالت عجیب وکیفیت غریب طاری ہوگئی ۸۲۸ ہجری صلعم کو آپ عالم ناسوت مین تشریف لائے یعنی دنیا مین پیدا ہوئے اور ۷ جمادی الاول ۹۲۱ ہجری مین عالم ملکوت کو سفر فرمایا اس حساب سے ترانوے برس کی عمر ہوئی۔

تاریخ وفات از مولانا جمالی دہلوی

مرشد انس و ملک شاہ سماء الدین چو رفت	اے جمالی بر سریر عرش آمد گام او

[۱] حاجی عبدالوہاب سید احمد بن سید جلال الدین بخاری کی اولاد مین جامع علم وعمل وحال وسیادت ومحبت و سید صدرالدین راجو قتال بخاری کے مرید تھے دوبار بہدایت پیر حرمین شریفین گئے اور جناب رسالت آبؐ سے بشارتہاے گوناگون پاکر مراجعت کی سلطان سکندر لودی انکا معتقد تہا ایک تفسیر بے نظیر غلبہ حال واستغراق مین لکھی ہے اکثر معانی قرآن کو رسول خداؐ کی نعت مین بیان کیا ہے اور دقائق عشق واسرار محبت درج کئے ہین ۹۳۲ھ مین وفات پائی دہلی کہنہ مین شاہ عبداللہ قریشی کے مقبرہ کے قریب انکا مزار ہے ۱۲

[۲] مولانا الہ داد حضرت سید حامد راجی شاہ مانکپوری کے مرید وخلیفہ اور قاضی شہاب الدین کے شاگرد عظیم ترین علمائے جونپور مین سے تھے ماوراے ذوق باطنی علم ظاہر مین قدرت کامل حاصل تھی کافیہ۔ ہدایہ۔ بزودی۔ مدارک پر انہون نے شرحین لکھی ہین شیخ معروف جونپوری جو صاحب ذوق وحالت وریاضت تھی مولانا کے مرید ہین ۱۲ حامد راجی شاہ مخدوم حسام الدین مانکپوری کے مرید تھے پیر کو اپنے عشق تہا جب پیر سے رخصت ہوکر سوار ہوئے وقت رخصت فرمایا ع می روی در رکابت می رود جان حسام ؎ فی امان اللہ برو کا اللہ خیر حافظا ؎ کہتے ہین کہ جو شخص سفر کا ارادہ کرے اور یہ بیت تین بار پڑہ کر روانہ ہو چوچہ ور سے محفوظ رہے وسلامتی سے منزل پر پہونچے مشہور ہے کہ یہ بیت بھی پڑہنی چاہیے ع گر می روی بسفر نام حسام گیر تو کہ تو ہون کامیاب بہر جا دستگیر ۱۲

ہشت خلد آمد بنام او اگر پرسد کسے	سال تاریخش بگو ہشت آمدہ با نام او

لفظ ہشت کے عدد سماء الدین کے اعداد کے ساتھ جمع کرنے سے ۹۰۱ھ پیدا ہوتے ہین -

ایضًا تواریخ وفات از صاحب خزینۃ الاصفیا

سماء الدین ولی سہروردی	کہ در ارض وسما حکمش روان شد
چو از حکم قضا رخت سفر بست	قضا تاریخ ترحیلش بیان شد
دگر مہتاب جنت گشت روشن	ہم عارف متقی سالش عیان شد

مرقد مطہر آپکا دہلی مین بالائے حوض شمسی حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کے مزار پُر انوار کے جوار مین ہے وہین آپ کی اولاد اور بعضے خلفا مثل شیخ ادہن جد مادری شیخ عبد الحق محدث دہلوی استراحت فرماتے ہین۔ مخدوم صاحب نے رحلت سے چند سال پہلے حضرت سلطان العاشقین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو رویا مین دیکھا تہا کہ حوض مذکور کے کنارہ کہڑے ہوئے فرما رہے ہین تمہاری جگہہ یہ ہے چنانچہ بعد وفات وہین مدفون ہوئے۔ بندۂ آثم فیض احمد جامع اوراق ہذا روضۂ اقدس کی زیارت سے مشرف ہوا ہے مزار پُر انوار پر چونہ وگچ سے عالیشان گنبذ تعمیر ہے گنبد کے اندر چند قبرین ہین جنپر کوئی کتبہ نہین اور مرور دہور کے سبب بے مرمت وشکستہ ہوگئی ہین مقبرہ کے قریب اُسی زمانہ کی کہنہ مسجد ہے اوس کے باہر آپ کے خاندان کا ایک بہت بڑا گورستان ہے ایک جانب کو وسیع دالان ہے شاید وہ آپ کی خانقاہ وفقرا علما طلبا کے فرودگاہ کے مکانات کا باقیماندہ جزو ہو خادم اب بہی آپ کے مزار پر رہتے اور زیارت کراتے ہین شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور ہزارون نامی گرامی اہل اللہ اس متبرک جنگل مین بخواب نوشین استراحت فرما رہے ہین اتہو دہلی قدیم انہین گورون اور کہنڈرون سے مراد ہے۔ مخدوم صاحب کی وفات کے بعد خلاصۃ الابرار فیض گنجور شیخ عبد الغفور حضرت مخدوم صاحب کے پوتے نے قطب شیخ جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کو کہ خلفاء والا مقام حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ العزیز سے تھے عالم رویا مین دیکھا اور دریافت کیا کہ شیخ سماء الدین کا مقام کہان ہے قطب صاحب نے فرمایا تمہارے جد بزرگوار یعنی مخدوم صاحب ہمیشہ دیار یار

کبار کے ساتھ حضرت نبی مختار صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر رہتے ہین چنانچہ مولانا جمالی
نے آپ کے مرثیہ کے ترکیب بند مین یہ بیت لکھی ہے ؎

پنجم ترا شمرد نبی با چہار یار		ازجان و دل قبول نمودند ہر چہار

تالیف و تصنیف مخدوم صاحب نے لمعات شیخ فخرالدین عراقی پر حواشی لکھے ہین جو اُس
کے حل معانی ومقاصد کے واسطے کافی ووافی ہین ایک رسالہ مسمے بہ **مفتاح الاسرار**
حقایق مین آپکا یادگار ہے اُسمین اہل شریعت وحکمت ووحدت کا ذکر کیا گیا ہے اولاد مخدوم
صاحب نے دو فرزند گرامی ماہر اسرار شریعت واقف رموز حقیقت چھوڑے حضرت شیخ عبداللہ
وحضرت شیخ نصیرالدین ۔

پلنگ بیشہ رحمانی نہنگ لجہ عالم اسرار یزدانی حافظ کلام سبحانی حضرت
شیخ عبداللہ بیابانی مخدوم شیخ سماءالدین کے فرزند اکبر صاحب جذبات قوی وحال کیفیات
عالی تھے کسب کمالات اپنے والد بزرگوار سے کیا تھا پھر جذبہ عشق الٰہی غالب ہوا جنگل مین نکل گئے
شہر چھوڑ دیا ساٹھ ستر برس کامل بپاے توکل ریاضت صحرا وبیابان مین بسر کی ہرگز گھر مین آرام سے
نہ بیٹھے اسیوجہ سے عبداللہ بیابانی آپکا لقب ہوگیا تھا صایم الدہر رہتے کوئی نماز بے غسل کئے اور
بغیر کپڑا دہوئے نہ پڑھتے تمام عمر برگ درختان ومیوہ بیابان کے سوا دوسری چیز سے روزہ افطار
نکیا ہر روز بلاناغہ ایک کلام اللہ کا ختم وظیفہ تھا اکثر شیر وپلنگ درندگان صحرائی اور ہرن وغیرہ وحشی
جانور آپ کے گرد وپیش جمع ہوجاتے تھے اور ایک دوسرے کو ہرگز مضرت نہ پہونچاتا تھا غرض ریاضت
توکل زہد تجرید وتفرید مین فرد لاثانی تھے نہ کبھی گرمی نے ستایا نہ سردی نے دکھایا نہ دہوپ کی پروا
نہ جاڑے کا خیال ہمہ حال بیک منوال ؎

سرما گذشت واین دل زار ہمان		گرما گذشت واین دل زار ہمان
القصہ ہزار گرم وسرد عالم		بگذشت وبماند این دل زار ہمان

خودی اور دوئی ایسی مٹ گئی تھی اور تجرید وتوحید اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ سخن مین اپنے

ساتھ ترک اضافت کر دیا تھا جو کہتے بصیغہ غائب کہتے یعنی آئیگا جائیگا یہ نہ کہتے کہ مین آؤن گا
مین جاؤن گا کسی کلام مین اپنی ذات خاص کو دخل نہ دیتے - ابتدا ئر بمقام دہلی حریم خانقاہ روضہ
پاک سلطان المشایخ نظام الدین اولیا قدس سرہ العزیز مین مشغول عبادت و معتکف رہتے تھے
بادشاہ وقت نے ایک قوم کو معہ جماعت سادات قید کیا شیخ گئے اور کہا اے بادشاہ سادات
کو چھوڑ دے بادشاہ نے شفاعت شیخ پر التفات نکیا بس یہ کہکر چلدیئے کہ جس شہر کا تو بادشاہ
ہو وہان رہنا حرام ہے (مندو) دار الخلافت مالوہ پہونچے اور صحرا نشینی اختیار کی وہان کے بادشاہ
و فرمان روا نے استقبال کیا نذر و نیاز پیشکش لایا آپ نے کچھ قبول نفرمایا جب اصرار کیا کہدیا
مجکو اس کی ضرورت نہین فلان دیہہ کے حاکم کو حکم دیدے کہ فلان بیابان مین مجھے جگہہ دے و جبر
و تعدی نکرے اوسی ویران بیابان مین قیام کیا اور وہین دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی
سنہ ۹۳۶ مین رہگرائے عالم قدس ہوئے سو برس سے عمر متجاوز ہو گئی تھی -
آغاز حال مین آپ نے شادی کر لی تھی جب اُس کو مانع حضور وقت اور مخل فراغ عبادت پایا
باختیار مفارقت کر لے اس سے ایک پسر بینا دل نابینا چشم وجود مین آیا شیخ گھورن نام تھا -
سلطان المحققین برہان المدققین شیخ المشایخ **نصیر الدین** دہلوی مخدوم شیخ سماء الدین
کے دوسرے بیٹے شریعت و طریقت کے پیشوا مرجع خلایق قایم مقام و جانشین پدر تھے سیرت رسول
مقبول صلعم کی صورت بنگئے تھے ہرگز سنت نبوی صلعم کے خلاف کوئی کام نہین کیا اور کبھی حد شرع
سے قدم باہر نہین رکھا جو حضرت رسالت آب کے ساتھ غایت عشق و محبت کی دلیل ہے عشق الٰہی
و محبت رسالت پناہی مین دنیا سے بے مہری ہو گئی تھی لہذا اپنی حیات ہی مین اپنے فرزند اکبر و
خلف ارشد شیخ عبد الغفور کو اپنا جانشین کر کے خلقت سے کنارہ کش ہو کر بقیہ عمر یادخدا مین بسر
کی صاحب کلمات الصادقین نے لکھا ہے کہ مولانا نصیر الدین عالم عامل صفات ملکیہ سے موصوف
اور کدورت بشریہ سے دور عجب تکبر حسد حب جاہ جملہ رذایل سے مبرا تھے سکندر لودی و ابراہیم بن
سکندر و بابر بادشاہ کے زمانہ مین شیخ الاسلامی کے منصب پر جو ایک بڑا منصب ہے سرفراز رہے نکلت

کے وقت بیاد حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم آیتہ محمد الرسول اللہ والذین معہ۔ پر ذوق وشوق و وجد کرکے اسی حالت ذوق مین راہی ملک بقا ہوئے۔ دو بیٹے چھوڑے شیخ عبد الغفور ومفتی جمال الدین المعروف مفتی جمال خان دونون وحید عصر تھے لیکن شیخ مین مشیخت کی گہری رنگت تھی لہذا انکا تذکرہ یہین لکھا جائیگا اور مفتی صاحب مین علوم رسمی کا رنگ نکھرا ہوا تھا انکا ذکر علماء شریعت مین کیا جائیگا۔

نشۂ علوم ظاہر و باطن مین مخمور۔ شیخ عبد الغفور شیخ لاڈن معروف ومشہور

شیخ نصیر الدین کے بڑے بیٹے اور مخدوم شیخ سماء الدین کے لاڈلے پوتے تھے مخدوم صاحب کے اپر خاص نظر تھی انکے والد ماجد کی حیات مین خرقۂ خلافت انکو عطا فرما دیا تھا مخدوم صاحبؒ با یا کرتے تھے کہ یہ لڑکا ہمارے گھر کا چراغ ہوگا یہ عنایت مشابہ ہن عنایت کے ہے جو مخدوم بہاء الدین ذکریا سہروردی ملتانی قدس سرہ العزیز کو شیخ رکن عالم رکن الدین قدس سرہ کے ساتھ تھے مخدوم صاحب کے لطف خاص کا انکی ذات قدسی صفات مین پورا پورا ظہور ہوا ماسوائے اسرار باطن علوم ظاہری مین بھی صاحب کمال وفاضل اجل واشہر علماء زمانہ تھے بڑے بڑے اکابر انکی شاگردون مین گذرے ہین۔ شیخ عبد اللہ بداؤنی مرید شیخ عبد الباقی چشتی ومستفیض خدمت شیخ صفی خیر آبادی قدس سرہ جو حال وقال یعنی علوم صوری ومعنوی مین وحید عصر تھے اُن کی نسبت صاحب منتخب التواریخ نے لکہا ہے کہ نعمت علم اکثر مقتدیان روزگار سے پائی تہی خصوصًا میان شیخ لاڈن دہلوی و میر سید جلال الدین بداؤنی سے۔

اپنے والد بزرگوار اور شیخ عبد اللہ طلبنی ملتانی دہلوی سے جو بہ عہد سلطان سکندر بن بہلول لودی علماء نامی مین تھا تحصیل علوم کی تہی حق تعالی نے قبولیت عام عطا فرمای تہی۔

شاہ شجاع مخدوم صاحب کی اولاد امجاد مین صاحب کشف وکرامات ومظہر فیض وبرکات تھے جناب غوث پاک حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح سے بطریق اویسیہ فیض حاصل تھا عمر گرامی یاد الہی وارشاد وہدایت خلق مین بسر کی۔

شاہ علام نبی انکا سلسلۂ نسب بھی حضرت مخدوم قدس سرہ سے ملتا ہے شاہ شجاع کے عمدہ خلفا مین ہین عاشق منش مبتلا سرشت ہمدرد جو مزاج مشرب بلند ہمت گوشہ نشین گزشتگی پرو قناعت دوست اپنے اکابر عصر مین فرد تھے مثنوی معنوی حضرت مولانا روم اوس وقت ان سے بہتر کوئی نہ پڑہ سکتا تھا۔ غایت ذوق وشوق مین ہر مصرعہ پر زار زار روتے اور سننے والون کو بیتاب کر دیتے تھے اسی طرح طاعت رب الارباب اور افادۂ طلاب مین عمر گذاری رحمۃ اللہ علیہ۔

قدوۂ اکابر آفاق ہادی عشاق حضرت مولانا مخدوم شیخ اسحاق دہلوی ابن سلطان العارفین شیخ فخر الدین ملتانی و برادر اکبر واعیانی زبدۃ الواصلین مخدوم شیخ سماء الدین قدس اللہ اسرارہم

یگانۂ اولیاء عصر اور برگزیدہ مشایخ وقت سے تھے سلسلۂ نسب مصعب بن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے جس کی شرح مخدوم شیخ سماء الدین کے حالات مین لکھے جا چکے یہان اعادہ کی ضرورت نہین ملتان مسکن آبائی سے ترک سکونت کر کے دہلی مین متوطن ہوئے تمام مخلوق آپسے گرویدہ اور عقیدتمند تھے اور سلطان عہد بہلول لودی نہایت معتقد وارادتمند تھا بڑے عابد وزاہد پارسا و ملک العلماء تھے۔ باوصف رجوع سلاطین لذت فقر وفاقہ کے مقابل دولت دنیا کو ہیچ دپوچ وبے مزہ سمجھا اکابر سلف کا سا طریقہ تھا بزرگان پیشین کے یادگار تھے شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہین شیخ اسحاق شیخ فانی تھے سیاحت اور ریاضت بہت کی تھی اور بہت سے اولیاء عصر سے ملے تھے اکثر خاموش اور استغراق مین رہتے ہر شخص سے باتین کم کرتے مین حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اسی حال پر کمال التفات فرمایا اور کلام فیض التیام سے بہت مستفیض کیا فرمایا کرتے تھے مجھے ایک لڑکے کا انتظار ہے وہ آلے تب دنیا سے رخصت ہون چنانچہ حق تعالی نے بڑی عمر مین انکو لڑکا عطا فرمایا جس دن لڑکا پیدا ہوا خادم سے کہا گہر مین جو کچھ ہو لے آ تا کہ خدا کی راہ مین دیدون کیونکہ وعدہ ہی ٹھیر چکا تھا خادم نے عرض کیا گہر مین تہا کیا کہ حاضر کر دن فرمایا تھوڑا بہت

جو ہولے آ غرض دو تین سیر غلہ اور ایکدو پُرانا کپڑا برآمد ہوا وہ فقرا کو دیدیا اوس کے بعد ذوق سماع پیدا ہوا فرمایا مطرب کو لاؤ اور سرود سنواؤ عرض کیا گیا آپ کے پاس کیا ہے جو مطرب کو دینگے ارشاد کیا یہی دستار وچادر جو میرے جسم پر ہے دیدونگا اہی اثنا مین ایک دوست کے مکان پر تشریف لے گئے اُس کے ہمسایہ مین سرود ہورہا تھا سینہ مین جو آگ دبی ہوئی تھی سماع کی آواز سُنتے ہی ایکبار گی بھڑک اوٹھی دل وجگر شمع کی طرح پگھل کر روزن چشم سے بہنے لگے کسی نے کہا ہے ؎

ہے وہ ہی ایک آتش عشق ستم نژاد	میرے جگر مین شمع کے سر پر لگی ہوئی

گریہ اور حال طاری ہوگیا جب بے اختیاری اور بیخودی غالب ہوئی مکان پر لائے تھوڑا قیلولہ کرکے اوٹھے فرمایا جمعہ کا دن ہے حجام کو بلایا غسل کیا کپڑے بدلے خوشبو ملی نماز جمعہ ادا کی قرآن مجید کا وظیفہ پڑہا اور یاروں سے وداع ہوکر داعی اجل کو لبیک اجابت کہتے ہوئے عالم قدس کو سدہارے سو گئے اور واصل بحق ہو گئے سنہ ۹۰۹ ہجری مین آپ کی وفات ہوئی بظاہر مرنا تو سب کو ہے پر جس نے خالق برحق کے عشق مین مُوتوا قبل انتموتوا کا مزہ چکھ کر ہستی موہوم کو مثل حرف غلط صفحۂ خاطر سے مٹا دیا اُس کی موت فرضی موت ہے اور اُس کا مرگ حیات جاودانی ہے ؎

رفتن از دار الفنا باشد بہر کس ناگزیر	لیک مرد آن ست کو مقصود حاصل کرد و رفت

حضرت مخدوم بزرگان واکابر خاندان چشت واہل بہشت سے تھے یہی وجہ ہے کہ ذوق وشوق سماع آپ پر غالب تھا خداوند تعالی نے مخدوم صاحب کی نسل مین برکت دی تھی قصبہ طلیبہ (بارہ) مین یہ جماعت ابتک پائی جاتی ہے۔

مین سمجھتا ہون کہ نسب پر فخر کرنا سراسر جہالت اور عین حماقت ہے ؎

امتیاز شرف آدمیان از حسب است	بہر تحقیق نسب آدم وحوا کافی است ؎
از نسب نیست نسبت مردم شرف دُر بجوہر خویش است	ہر کسے را بذات خود شرف است نہ زپا کی گوہر صدف است

پر عُجب و استکبار اور خود نمائی و پندار سے نہین بلکہ بفحوائے وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ [۵۱] و بحسب [۵۲] فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ - [۵۳] يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اس گذارش کی جراءت کرتا ہون کہ یہ بندۂ ناچیز کمترین بارگاہ صمد (فیض احمد) سودۂ اوراق ہذا حضرت مخدوم صاحب کی اولاد مین شمار ہے اور بوجہ اپنے کمال ناقابلیت و بے ہنری کے اس اظہار سے نہایت شرمسار ہے ؎

نسبتِ خویش بوسے کردم و بس منفعلم		زانکہ او ز اہل صفا باشد و من پر کدرم

سلسلۂ نسب اس عاجز کا تیرہ واسطون سے مخدوم صاحب کے ساتھ ملتا ہے جس کی تفصیل **شجرۂ ذیل** (یعنی صفحہ ۵۲) مین درج ہے

---

[۵۱] ترجمہ اور جو احسان ہے تیرے رب کا سو بیان کر ۱۲ پارہ ۳۰ سورۂ ضحیٰ [۵۲] ترجمہ یاد کرو احسان اللہ کے شاید تمہارا بھلا ہو ۱۲ پارہ سورۂ اعراف رکوع ۹ [۵۳] ترجمہ اے ایمان والو یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر ۱۲ پارہ ۲۱ سورہ احزاب آغاز رکوع ۲ -

امداد احمد

فیض احمد

ابو سعید احمد

حکیم دلدار احمد

حکیم دلدار احمد

حکیم الطاف احمد

حکیم امداد حسین

احمد حبیب

حکیم عنایت حسین

شیخ فتح اللہ

مولوی محمد نصر اللہ

شیخ ہدایت اللہ

محمد خان

محمد سعید خان

محمود خان

محمد عمر خان

شیخ بڈھ

شیخ یحیی ملقب بندی

شیخ اچھن رحمۃ اللہ علیہ

قدوۂ اکابر آفاق

مخدوم شیخ اسحاق دہلوی

قدس سرہ العزیز

شیخ یحیی ملقب بندگی شیخ اچھن دہلوی مخدوم شیخ اسحاق قدس سرہ العزیز کے فرزند رشید ولی مادرزاد اور صاحب نعمت خداداد تھے فضائل و کمالات اُن کے مستغنی عن البیان ہین۔ تمام عمر دارالخلافت دہلی مین بنیاد الٰہی زاویہ طاعت مین نہایت عظمت و برکت کے ساتھ بسر کی اور خلق اللہ کو ارشاد و ہدایت فرماتے رہے حضرت کے فرزند ارجمند شیخ بڈہ بھی اکابر روزگار سے تھے لیکن طریقہ سجادگی اختیار نہین کیا مسلک دل بیار و دست بکار پسند فرماکر مصاحبت سلطان عہد کو پردۂ روئے کار بنایا اور عَلَم عظمت و اشتہار بڑہایا ریاست کول حاصل کی اور سند حکومت لیکر (دہلی) سے (کول) آئے وہین توطن کیا عمر گرامی بجمعیت ظاہر و تقدیس باطن اُسی جگہہ بسر کی۔ محمد عمر خان و جلال خان پسران شیخ بڈہ و محمود خان پسر محمد عمر خان و محمد حبیب خان ابن محمود خان و محمد خان فرزند محمد سعید خان وغیر ذالک سب نام آور و معظم وقت تھے ایک مدت تک اِن کی اولاد (کول) مین بامارت و ریاست حاکمانہ طور پر جاگزین رہی۔ پھر بسبب اسباب جو وقتاً فوقتاً پیدا ہوتی گئے اور ہمیشہ ہمیشہ انسان کو پیش آتے رہتے ہین کول سے ترک اقامت کرکے کچھہ دہلی وطن قدیم اور کچھہ (مارہرہ) وغیرہ جا بسے چنانچہ محمد خان بن محمد سعید خان نے (مارہرہ) مین سکونت اختیار کی اس مختصر مین اپنے اپنے موقع و محل پر اُن کی اولاد کا ذکر کیا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

شیخ محمد المعروف شیخ محمد عاشق سنبھلی سلسلۂ عالیہ قادریہ مین بڑے صاحب ذوق و وجد تھے آغاز حال مین ریاضت و مجاہدہ بہت کیا تھا آواز بھی اُن کی دلفریب تھی جب کیفیت حال کا غلبہ ہوتا کچھہ گایا کرتے اوس وقت کل حاضرین مجلس پر رقت و بیخودی طاری ہوجاتی تھی مولوی عبدالقادر بدایونی اُن کی خدمت مین حاضر ہوئے ہین منتخب التواریخ مین اونہون نے لکھا ہے کہ ابتک اُن کے سماع کا اثر میرے دل پر باقی ہے ابتداءً کسب علوم ظاہری کرکے چندے افادۂ طلباء مین مشغول رہے پھر حقیقت کی طرف مائل ہوگئے مظاہر صوری و عشق مجازی کے ساتھہ بھی انکو تعلق تھا بہت بےچین اور بےتاب طبیعت پائی تھی خلقت کی مرجع

وذم اور رد و قبول کی پروا نکرتے تھے اسیوجہ سے شیخ محمد عاشق ان کا نام مشہور ہوگیا تھا جلال الدین اکبر بادشاہ کے زمانہ کے مشایخون مین تھے ۹۸۵ھ ہجری صلعم مین داخل بوصال حق ہوئے ششم از شوال تاریخ وفات ہے۔

خواجہ مبارک دہلی کے مشایخون مین تھے سلطان عہد جلال الدین اکبر بادشاہ نے باستماع فضایل وجامعیت کمالات ملنے کی خواہش ظاہر کی آپ بحکم اطیعوا اللہ وا طیعوا الرسول واولوا الامر منکم[1] ملاقات کو تشریف لے گئے بادشاہ نے خیر مقدم کہا اور کمال شادابی کیساتھ ملکر ان کے سخنان دلنشین سے بہت محفوظ ہوا ان کے بیٹے **حافظ شیخ بھکاری** مقتدائے وقت تھے دہلی سے ترک سکونت کرکے سنبھل جارہے قرآن شریف ایسے دلکش لہجہ سے پڑھتے تھے کہ سننے والوں پر بیخودی چھا جاتی تھی سید کمال واسطی سنبھلی نے کتاب (اسراریہ) مین نقل کیا ہے کہ ان کے وقت مین ایک بزرگ نے جو صاحب دعوت تھے جن کی تسخیر کے واسطے عزیمت پڑھی جن کی حاضری مین وقفہ ہوا جن جب حاضر آیا صاحب عزیمت نے دیر رسی کا سبب دریافت کیا جن نے کہا سنبھل مین حافظ بھکاری اپنے دروازہ پر قرآن شریف پڑھ رہے تھے مین انکی صوت دلربا سنکر بیخودانہ وہین رہگیا ان کی آواز مین کچھ ایسا دلکش افسون تھا کہ جنبش کی قدرت نرہی جب وہ خاموش ہوئے اور تلاوت ختم کرچکے تب مین چل سکا حسن صوت انکا شل کرامات تھا ۹۰۰ھ مین رحلت فرمائی یا حافظ تاریخ وفات ہے ان کے فرزند **خواجہ عماد الدین** حافظ قرآن وقاری خوش الحان تھے۔عہدہ خطابت جامع مسجد سنبھل جو منجملہ خدمات بارگاہ سلطانی تھا باستحقاق وفضایل انکو عطا فرمایا گیا منشور فیض نشور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ مصدورہ ۹۶۶ھ جو سنداً دیا گیا ہے اوس مین حافظ صاحب موصوف کو بالقاب فضیلت مآب تقوی شعار صلاح آثار یاد کیا گیا ہے۔بندہ عاجز **فیض احمد** سوداوراق ہذا عرض کرتا ہے کہ یہ خاندان گذشتہ زمانہ مین برابر روشناس بارگاہ سلاطین رہا ہے بہت سے فرمان عطائے سیورغال ومدد معاش

---

[1] ترجمہ اطاعت کرو اللہ ورسول کی اور جو تم مین صاحب حکومت ہون ۱۲

وسند خطابت وامامت عیدین ومسجد جامع واقعہ اندرون قلعہ سنبھل جو نسلاً بعد نسلاً اس خاندان
کے بزرگون کو سلاطین تیموریہ سے بالترتیب ملتے رہے ہین سنہ ۱۳۰۶ ہجری مین اس ہیچمدان نے سنبھل
جاکر خود معائنہ کئے ہین چنانچہ فرمان جلال الدین محمد اکبر بادشاہ مصدورہ سنہ ۹۶۶ و ۹۶۷ھ مندرجہ بالا بنام
حافظ عماد الدین ولد حافظ بہکاری و فرمان نور الدین جہانگیر بادشاہ مجاریہ سنہ ۱۰۱۲ ہجری بنام عبد المومن
و عبد الواحد و سنہ ۱۰۲۶ھ بنام فتح اللہ و فرمان شہاب الدین شاہجہان صاحبقران سنہ ۱۰۶۲ھ بنام
محمد شفیع و فرمان اورنگ زیب عالمگیر بنام قاضی عبد اللہ خان و شیخ جمال محمد خطیب و فرمان
محمد شاہ مورخہ دہم رجب سنہ دویم جلوس بنام محمد وزیر برادر زادہ شیخ جمال محمد نبیرۂ حافظ
عماد الدین و فرمان شاہ عالم سنہ پنجم جلوس بنام محمد لطیف ورثہ حافظ عماد الدین و فرمان فرخ سیر
سنہ ہفتم جلوس بنام نذر محمد ورثہ شیخ رفیع الدین خطیب ہے۔ فرمانون کے مضمون اور کتبہ منظومہ
سے جو پتہر مین کہدا ہوا دیوار پیش طاق مسجد قلعہ سنبھل مین نصب ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد عالیہ
خلد آرامگاہ بابر بادشاہ کی یادگار ہے مصرعہ یکم از شہر ربیع الاول۔ آخیر مصرع اُس قطعہ
کا ہے جو مسجد مین نصب ہے اُس سے ۹۳۳ھ نکلتے ہین ہرچند کہ گورنمنٹ انگلشیہ کے وقت
مین خطابت وامامت کا کوئی سرکاری عہدہ نہین رہا پر اب بھی خطابت عیدین اسی خاندان مین
چلی آتی ہے شیخ عبد الغفور شیخ جمال الدین کے بیٹے اور حافظ عماد الدین کے پوتے حضرت خواجہ
باقی باللہ ملقب بخواجہ بیرنگ قدس سرہ کے یاران خاص مین تھے نسبت قوی واستغراق کلی
تھا طریقت ومعاملت کے ساتھ جذب کی کیفیت طاری تھی۔ خواجہ خسرو ابن حضرت خواجہ باقی باللہ
قدس اللہ اسرارہما جناب شیخ کی زبانی نقل فرماتے ہین کہ ایک روز مسجد فیروزی مین شیخ مراقب
تھے دیکھتے کیا ہین کہ اکابر سلسلۂ نقشبندیہ وچشتیہ وغیرہ کا مجمع ہے۔ بزرگان نقشبندیہ تو متوجہ
بذات بحت ہین اور اکابر چشت متوجہ بذات باقی متوجہ بصفات ہین مین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح
کے سامنے سے گذرا حضرت خواجہ نے فرمایا صاحب یہان آؤ تاکہ ہم تمکو کچھہ عنایت کرین اتنے ہی
مین خواجہ بیرنگ نے میرا ہاتھہ پکڑ لیا اور کہا یہ ہمارا ہے اسی حالت مین موذن نے تکبیر کہدی مجکو

اس کیفیت سے افاقہ ہوگیا پر اسقدر کا تردد رہا کہ وہ کیا چیز تھی جو خواجہ صاحب مجکو دینا چاہتے تھے چار روز بعد خواجہ قطب الدین صاحب رح کی رویت حاصل ہوئی مین نے دریافت کیا حضرت وہ کیا چیز تھی جو مجکو آپ عنایت فرماتے تھے فرمایا (وہ سوز جو تیرے سینہ مین ہے) فقط بالجملہ شیخ منزوی اور مستقیم الاحوال تھے اکثر سنبھل کے لوگ زیارت کو جاتے الا دیر تک بیٹھنے کی اجازت نہتی معرفت وطریقت کی باتین برملا نہ کہتے جو کوئی پوچھتا تو تجاہل فرماتے اور کسی بزرگ کی طرف منسوب کرکے کچھ کہدیتے سچ ہے مصرعہ دانائے راز ہا را زیبا بود تجاہل ۔

خلوۃ مین کنایۃً کچھ کچھ بیان فرمایا کرتے تھے اور خواجہ بیرنگ کی حکایتین بلطافت خاص ادا کرتے جمادی الاول سن ایکہزار اونسٹھ ہجری مین عالم باقی کو رحلت فرمائی اور سنبھل مین اپنے دروازہ پر مدفون ہوئے سید کمال سنبھلی نے تاریخ وفات مین یہ قطعہ لکھا ہے **قطعہ تاریخ وفات**

چو از دار فنا عبد الغفور آنکہ	بزرگ کامل و شیخ زمان رفت
بجان اہل ذوق و شوق و عرفان	بسا افسوس و فریاد و فغان رفت
بہمین ہمت بیرنگ خواجہ	ہمہ عمرش چو عمر عارفان رفت
چو پرسیدم ز دل تاریخ فوتش	بگفتا قطب سنبھل از جہان رفت

شیخ عبد الواسع بن شیخ عبد الغفور رح نہایت ذکی خوش طبع فاضل جید اور علم حذاقت مین بے نظیر وقت تھے ایام شباب مین سنبھل سے دہلی جاکر حضرت خواجہ خرد قدس سرہ کی خدمت مین اکتساب فضایل کیا ایک مدت وہین رہے بعد مین سنبھل کو مراجعت کی سالہا دراز مسند درس پر جلوہ افروز رہکر افادۂ خلق فرمایا کئے سنہ ۱۰۶۱ھ مین وفات پائی اپنے پدر بزرگوار کے مزار کی برابر مدفون ہوئے ۔

شیخ رفیع الدین برادر خرد شیخ عبد الغفور رح پیر روشن ضمیر روشن لقا صدر نشین عہدہ خطابت مسجد جامع سنبھل تھے آواز پر درد اور طبیعت ذوق وشوق معنوی سے بھرے ہوئے تھے خطبہ ایسے دردناک لہجہ سے پڑھتے کہ سننے والے کانپ اوٹھتے (اسراریہ) مین لکھا ہے کہ

شیخ محمد عاشق سنبھلی کے عرس مین قوالون نے ہندی غزل پڑہی شیخ نے تواجد کیا اور وہ حالت شیخ کی ساری مجلس پر چھا گئی سب بقیرار اور از خود رفتہ ہو گئے اکثر شیخ کی حالت ایسی ہی ہوا کرتی تھی

شاہ شہباز سنبھلی کاملان اکمل واکابر متاخرین سنبھل سے تھے آغاز شباب مین بوضع سپاہیانہ اپنے وطن سے (مارہرہ) آئے اور حضرت سید[٥١] شاہ آل محمد قدس سرہ کی خدمت سے مستفیض ارادت ہوئے ایک ہی نگاہ مین گرفتار معاملہ ہو گئے دنیا سے بالکل قطع علایق کر دیا خانقاہ معلی مین رہنے لگے مبادی سلوک مین بمصداق آیہ جاہدو[٥٢] فی سبیل اللہ حق جہادہ بڑی مجاہدی اور شاقہ ریاضتین کین جب حال کا غلبہ ہوا مست و سرشار پھرنے لگے عید کے دن خرقہ حصیر کہنہ زیب تن اور منہ کو سیاہی سے روشن کرکے نماز کو جاتے اور اکثر بحسب ہ

چاک دامن خاک بر سر نے سواران پیش و پس		رخصت اے ناموس دیگر طمطراق آمد بیاد

گدھے پر سوار لڑکے خاک اوڑاتے پتھر برساتے ہوئے ساتھ ساتھ کوچہ و بازار مین گشت فرماتے بالآخر جب خوب خاک اوڑالی توجہ نظر کیمیا اثر پیر روشن ضمیر محویت سے حالت صحو مین آئے سلوک تمام کیا کاملین راہ سے ہو گئے ترک و تجرید مین فرد تھے پابند تاہل نہین ہوئے۔ سند خلافت حضرت سید[٥٣] شاہ حمزہ خلف الصدق حضرت سید شاہ آل محمد قدس اللہ اسرارہما سے پائی۔ جناب سید شاہ حمزہ صاحب نے کتاب کاشف الاستار مین تحریر فرمایا ہے کہ شاہ شہباز ولی مادر زاد تھے امرا کی ملاقات سے نفرت تھی اتفاقیہ ملجاتا تو بے رو رعایت پند و نصایح سے پیش آتے نذر و فتوح کسی سے نہ لیتے مرید کم کرتے لیکن مرید اور طالب اچھے بہم پہونچاتے تھے جس کو مرید کیا پہلے اوس کی جوہر قابلیت و استعداد کو جانچ لیا جس کو طالب صادق جان لیا اور ہونہار پایا اوسی کو

---

٥١ سید شاہ برکت اللہ مارہروی کے فرزند و مرید و خلیفہ و جانشین و واصل بحق ہین ١٠ رمضان ۱۱۱۱ھ کو پیدا ہوئے لفظ ظہور تاریخ تولد و مصرعہ ظہور آل محمد ز برکت اللہ سجع خاتم ہے۔ ١٦ رمضان ۱۱۶۴ھ کو انتقال فرمایا۔

٥٢ ترجمہ کوشش کرو خدا کی راہ مین جیسا کہ حق ہے کوشش کرنے کا ١٢

٥٣ جمال صوری و کمال معنوی آپکی ذات مین جمع تھا جناب رسالت مآب وارواح طیبات سے فیض کثیر حاصل کیا ١٤ ربیع الثانی ۱۱۹۸ھ کو عالم ناسوت مین تشریف لائے لفظ ظہور

داخل سلسلہ کیا سکنا سنبھل مین اُن کے تصرفات مشہور ہین ربیع الاول سنہ ۱۲ ہجری مین حلت کی سنبھل اپنے مکان کے احاطہ مین مدفون ہوئے مزار پر عمارت پختہ گنبد دار تعمیر ہے سید شاہ نصرت علی سادات بارہہ مین سے ان کے خلیفہ و جانشین نہایت خوش اوقات و صاحبدل تھے اُن کے بعد شاہ علیم اللہ اُن کے برادرزادہ سجادہ نشین ہوئے اونپر سجادگی ختم ہوگئی شاہ علیم اللہ کی اولاد دختری سنبھل مین موجود ہے شیخ احمد علی جو سنبھل مین ایک متواضع و مہمان نواز مشہور شخص تھے وہ شاہ علیم اللہ کے نواسہ تھے۔

شاہ سلیم بن محمد جہانگیر بن دیوان عبد المومن سنبھلی شاہجہانی اہل اللہ مین سے تھے سلوک کے ساتھ جذب کی بھی کیفیت تھی اہل سنبھل مین اُن کے خوارق و کرامات مشہور تھے

شاہ نصیر الدین بن نعمت اللہ بن محمد جہانگیر سنبھلی نہایت خوش نہاد پاک اعتقاد و صاحب وجد و حال تھے شوق طلب مین بعد گردش بسیار و خاک بیزی ہر در و دیار بہ وساطت حافظ برہان علی جو اُن کے اقربا مین سے تھے حضرت محبوب الاولیا سید شاہ حمزہ مارہروی قدس سرہ کی خدمت مین حاضر آئے و داخل طریقت ہوکر مرتب بلباس صوفیہ ہوئے پہلے شیخ ننھن نام تھا اب شاہ نصیر الدین خطاب پایا علم جفر و تکسیر و دعوت اسما و اعمال حاضرات و تسخیر اجنہ مین یکتاے روزگار تھے آخر عمر تک خانقاہ معلی مین تعویذ نگاری و شجرہ نویسی و اداے طاعات و عبادات مین مصروف رہے نوے برس کی عمر پائی سنہ ۱۲۲۰ ہجری صلعم مین بمقام مارہرہ انتقال فرمایا۔

شیخ حبیب میرٹھی ابن شیخ صدر الدین عرف صدر جہان اکابر وقت اولیا یاران خاص حضرت شاہ[۱] العالمین شاہ عبد الرزاق جھجانوی قدس سرہ العزیز سے تھے مرشد کو ان کے ساتھ عنایت خاص تھی فرمایا کرتے تھے (حلیب حبیب ماست و حبیب خداست) انکا مزار شہر میرٹھ مین اندر احاطہ مقبرۂ شیخ عماد نواب ابو محمد خان کے ایک مختصر گنبد مین جو سنگ سرخ سے بنا ہوا ہے

[۱] شاہ عبد الرزاق رح شیخ محمد حسین کے مرید و خلیفہ اور مشائخ قادریہ مین بڑے صاحب کمال اور بیواسطہ حضرت غوث پاک رض سے ماذون و مشار تھے پہلے علم کا شوق تھا پھر عشق و محبت غالب ہوگیا سنہ ۹۴۹ھ مین انتقال فرمایا ۱۲۔

واقعہ ہوا ہے محراب بالین پر لفظ روضۂ حبیب جس مین تاریخ وفات نکلتی ہے اور لوح تربت پر کلمۂ طیبہ پتھر مین کندہ ہے شیخ عماد اُن کے حقیقی بہائی تھے اور ابو محمد خان شیخ عماد کے بیٹے امراء شاہی مین تھے اُنکا ذکر اپنی جگہہ کیا جائیگا۔ ان کی اولاد کا سلسلہ ہنوز میرٹھ مین موجود ہے ان سے ساتوین پُشت مین شیخ احمد حسین ایک معمر بزرگ عہدۂ تحصیلداری سے پنشن پاتے ہین طول عمر ثقل سماعت امراض جسمانی ضعف قویٰ نے مضمحل کر دیا ہے تاہم نہایت خندہ رو خوش صحبت اور از حد خلیق و با مہر شخص ہین۔

شاہ روح اللہ رئیس میرٹھ واقربائے نواب خیر اندیش خان سے تھے محمد مسعود نام تھا اپنے بڑے بہائی محمد مودود کے ساتھ بغرض اصلاح اپنی جاگیر کے جو (مارہرہ) اور (بلرام) مین حضور شاہی سے مقرر تھی آئے تھے حضرت سلطان العاشقین سید شاہ برکت اللہ[1] الملقب صاحب البرکات مارہروی قدس سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہوئے بمجرد معائنہ جمال باکمال جذبہ شوق الٰہی نے اپنا کام کیا ؎

دل را بہ نگاہے بُرد جانانہ چنین باید		یک جُرعہ خسلیم کرد پیمانہ چنین باید	

فوراً جاہ و ثروت و جاگیر و امارت سے دست کش و دل برداشتہ ہو کر ملازمت آستانۂ قدسی اختیار کی اور مثل ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ فقر و فاقہ کے ساتھ مجاہدات نفس مین مشغول ہوئے ایک ہفتہ کے بعد حکم ملا کالپی جاؤ اور مرشدان طریقت کے عتبات عالیات کی جاروب کشی کر واب سے پہلے پیادہ پا چلنے کا کبھی اتفاق نہوا تھا پانچ چھہ کوس چلکر پیرون مین چھالے پڑ گئے بہر حال اُفتان وخیزان جیسے بنا کالپی پہونچے ؎

بخور عاشق گر رت سودائے عشق است		نخستین سیمائی ہائے عشق است	

[1] میر عبد الواحد بلگرامی کی اولاد مین تھے چوتھی پشت سید بہی و سید لطف اللہ عرف شاہ لدّہا بلگرامی کے مرید و مستفیض و جناب غوثیہ سے دمبدم فیضیاب تھے اخیر مین سید شاہ فضل اللہ کالپوی سے تبرکاً مثال خلافت لی تھی عشق آپ پر غالب تھا ۱۰۷۰ھ مین پیدا ہوئے شایق خوبان تاریخ ولادت ہے ۱۰ محرم روز عاشور ۱۱۴۲ھ ہجری صلعم مین رحلت کی فارسی ہندی و ہمندی مین پیمی تخلص فرماتے تھے کلام آپکا حقایق و معارف سے مملو ہے دیوان مثنوی اکثر رسایل آپکی یادگار ہین ۱۲ ف

دو تین مہینہ وہان رہکر اور ارشاد مرشد بجالا کر مراجعت کی شغل یادکرد و دید بتایا گیا
ایک ہفتہ مین اُس کے اثر سے عالم بیرنگی و بیخودی نمایان ہوا استغراق کلی ہوگیا انوار تجلیات
بے کیفی دل وجان پر غالب ہوگئے خودی جاتی رہی پہر تین اربعین تمام کرائی گئین بعد اتمام
مراتب سلوک کاملین وقت سے ہوئے ہدایت و رہنمائی خلق اللہ وطاعت وعبادت مین مشتغل رہے
اور بامتثال امر اقدس پیر روشن ضمیر وطن جاکر اپنے کُنبہ قبلیہ مین سنت نکاح ادا کی اولاد نواب
خیر اندیش خان سے میراث موروثی کا حصہ چاہا چونکہ حق شرعی مسلم تہا دہ دینے کو راضی ہوئے تب
انہون نے کہا مین نے اپنے دست تمنا کو نوٹ میراث دنیوی سے باب فقر و فنا دہوڈالا ہے مجکو
اُس کی عوض صرف موئے مبارک آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیدیا جاوے گو سب کو وہ
عزیز تہا اور دینے مین تامل ہوا لیکن بہرحال انکو ملا اور حق بحقدار رسید کا مضمون ظاہر ہوا اُنہون
نے اپنے مرشد کے نذر کیا حضرت مرشد نے اس سے قبل واقعہ صادقہ مین دیکہا تھا کہ حضور سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ہمنے اپنا موئے شریف تمکو عنایت کیا آپ آداب بجالائے
اور بشارت جانفزا سے بشاش ہوکر اس عطیہ کبری و موہبت عظمی کے امیدوار و منتظر تھے کہ یہ
سبیل اُس کے پہونچنے کی ہوئی چنانچہ ابتک وہ موئے مبارک معہ دیگر تبرکات کاشانۂ فیض
نشانہ برکاتیہ مارہرہ مین موجود ہے سال مین دوبار تمام خلقت زیارت سے مشرف ہوتی ہے
بندۂ ناچیز جامع مختصر ہذا کو بھی متعدد مرتبہ اُس کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے اس موئے شریف
کی تصدیق وصحت کی یہی دو بڑی سندین ہین ایک تو یہ کہ حضرت سلطان العاشقین برہان الواصلین
سید شاہ برکت اللہ صاحب رح کو بشارت نبوی صلعم ہوئی دوسرے اس سے پہلے نواب خیر اندیش
خان کا حضور رسالت مآب صلعم سے مبشر ہونا جیسا کہ اونکی ذکر مین مذکور ہوا بالجملہ شاہ روح اللہ
علوم صوری مین بہی صاحب استعداد تھے طبیعت موزون تھی فارسی و ہندی مین صاحب تصنیف
و تالیف تھے فارسی مین دیوانہ اور ہندی بہاکھا مین آجان تخلص کرتے تھے ۱۱۲۳ھ ہجری صلعم
مین راہی جنان ہوئے انکا مزار (مارہرہ) مین پائین روضہ حضرت صاحب البرکات زیر دیوار

احاطۂ درگاہ شریف ہے انکے کلام سے ذوق و شوق و آزادی و محویت ٹپکتی ہے تھوڑا سا کلام کتاب آثار احمدی مصنفہ حکیم عنایت حسین مارہروی سے وقف بیان کیا جاتا ہے **مثنوی**

در وصف پیر روشن ضمیر

زبرکاتِ الہ از من چہ پرسی | کنند از خرمن او خوشہ چینی
ہزاران ہمچو من نالان بکویش | ندانم ذات یا برکات دیدم
آئینہ ئی پاکر اد عرش و کرسی | چہ تاثیر ہست در جامش نگارا
بسا پروانہا بر شمع رویش | بود تا در جہان آیاتے از ذات
ہم از مہ تا بماہی ہر چہ بینی | مرا بردو بمن آورد ما را
من او را ذات با برکات دیدم | من و ورد زبانم نام برکات

غزل

بہ بزم ہمچو دئ ما بہ بین خدائی ما | نہان بہ پردۂ عجز است کبریائی ما
نمی کنیم بآئینۂ سکندر رو | شدہ ست جام جم این کاسۂ گدائی ما
ز آب آبلہ ام خار دشت تازہ تر است | چہ فیضہا کہ ندارد برہنہ پائی ما
غنی تریم سر مفلسی سلامت باد | ز صرف کم نشود گنج بے نوائی ما
ز سنگِ طفل بہ دیوانہ بارش ازگست | ہمیشہ تازہ بود جامۂ حنائی ما

غزل

کے بود تکلیفِ کعبہ ساکن بتخانہ را | فرض و سنت نیست واجب این تجانہ را
عاشقان را ہیچ رنج از طعن بدگو نیست | خار نتواند کہ تنگ آرد دل دیوانہ را
بجز خمار ز کوثر نصیب زاہد نیست | ببین تو نقد فرح بخشی مدام مرا
نہ خود بخود من دیوانہ گشتہ ام رسوا | بتان بغمزہ گرفتند ننگ و نام مرا
توبہ را در عشرت آباد دل من بار نیست | خانۂ عشق ست اینجا جائے استغفار نیست
سینہ ریشم مرہم دیداری خواہد دلم | لالہ داغم نرگس بیماری خواہد دلم
دعوی میراث مجنون می سزد دیوانہ را | گر دلِ شوریدہ وارث نامہ دارد در بغل

مولوی شاہ محمد حنیف میرٹھی اصلی نام مظفر حسین تھا سلسلۂ نسب یہ ہے مظفر حسین بن حافظ محمد جعفر بن محمد مقیم خان بن محمد کبیر خان عالم متبحر و فاضل ہمہ دان و صاحب تقوی و تشرع تھے ہمیشہ درس و تدریس و افادۂ خلق اللہ مین مصروف رہتے اور حجرۂ مسجد مین قیام رکھتے ناگاہ ایک درویش آیا اور کہا رسول[1] شاہ بلاتے ہین اُس صوت ہادی کے سُنتے ہی طبیعت بےچین ہوگئی سب سے قطع تعلق کرکے جذب طالب مین جا دئیے ؎

بگیر رسم تعلق دلا زمرغابی		کہ چون زآب برخاست خشک پر برخاست

اور منزلین طے کرتے ہوئے اُس ہادی گم شدگان کے نقش قدم پر جا گرے جمال فیض یار کو دیکھتے ہی محویت تامہ غالب ہوگئی علوم رسمی صفحہ خاطر سے محو دھو کرکے سبق باطن مین مشغول ہوگئے تمام عمر عالم جذب مین گذاری ؎

ایک ہی کافر تھی چشم مست ساقی الحذر		اک اشارے مین وہ سارا اتقا جاتا رہا

اُس بیخودی و شورِ مستی مین تصرفات قوی ظاہر ہوتے اور بیک نگاہ عقدہاے مالاینحل کھول دیتے سید عسکری جناب سید حسن رسول نما کے نواسہ شروع مین جا کری پیشہ سپاہی وضع تھے ایکبار مولانا کی خدمت مین حاضر ہوئے اور یہ شعر پڑھا ؎

مستم چنان بکن کہ ندانم ز بیخودی		در عرصۂ خیال کہ آمد کدام رفت

بس اُن کی طرف تیز نگاہ سے دیکھا اور فرمایا اپنے دادا کی قبر پر جا بیٹھو فوراً مست بادۂ الست ہوکر بحالت جذب دہلی آئے اور پابجولان ہوکر حضرت سید حسن رسول نما کے مزار منور پر بیٹھے رہتے تھے جلال ایسا تھا کہ نگاہ بھر کر کوئی اُنکے چہرے کی طرف نہ دیکھ سکتا تھا۔ ۱۷ شعبان سنہ ۱۲۰۰ ہجری صلعم بمقام الور انتقال کیا اور (فیروز پور جھرکہ) مین مدفون ہوئے ان کی نسل آگے

---

[1] سید عبدالرسول عرف رسول شاہ شاہ نعمت اللہ کے مرید اور ترک و تجرید مین فرد کامل تھے رسول شاہیون کا سلسلہ انہین سے جاری ہے سلسلہ بیعت و طریقت خاندان سُہروردیہ مین شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ کے ساتھ ملتا ہے ۲۲ آثار الصنادید باب ۴ ۔

نہین چلی گاہ گاہ بعالم جذب اشعار ابدار زبان پر جاری ہو جاتے تھے مثنوی گیان چوسر بطریق تصوف و شرح گلستان ان کی یادگار ہے اور یہ چند اشعار انہین کے ہین ؎

دل بے خطرہ مظہر ذات است		بحر بے موج عین مرات است
خدا اچہ جوئی تو خود را بجو	؎	چو خود را بیابی توئی جملہ او
تو ببین خود را سر ہو یکنفس	ایضاً	تا بدانی خالق خود ہر نفس
گر نبودی خود مقیم اندر بدن	"	کے شدی قایم زخود دیوار تن
گر نبودی باغبان در باغ تن	"	کے شدی رونق بہار این چمن

مولانا کی وفات کے بعد **شاہ فدا حسین** اُن کے سجادہ نشین ہوئے شاہ فدا حسین کا نام خواجہ نجیب الدین ہے حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کی اولاد سے تھے علوم ظاہری کی تحصیل و تکمیل اپنے پیر روشن ضمیر سے کی تہی تصوف خوب جانتے تھے فصوص الحکم وغیرہ مشکل کتابین آسانی سے پڑہاتے تھے ۱۸ برس کی عمر مین فقر اختیار کیا الور مین بحضور مرشدی بڑی بڑی محنتین مشقتین اُٹھائین بالین و بستر کی جگہہ سنگ و خشت کے سوا کچہہ نہتا ترک و تجرید و زاویہ گزینی مین فرد کامل تہے سلوک کے ساتھ کچہہ جذب بہی تہا بعض واقعات کے سبب الور سے دہلی چلے آئے تھے چالیس برس کامل ایک حجرہ مین بیٹھے رہے راجہ بنی سنگہ والی الور نے بالحاح و اصرار پہر بلا لیا۔ ۱۰ محرم ۱۲۵۹ ہجری بمقام الور انتقال کیا وہین دفن ہوئے صاحب خرق عادات تہے تبت۔ سراندیب مشہد مقدس وغیرہ دور و دراز ملکون مین اُنکے خلفا پہیلے ہوئے تھے گاہ گاہ مثل پیر عالم جذب مین اشعار موزون کیا کرتے تھے مثنوی (دبن سرہو) ان کی طبعزاد ہے بعضے معتقدین نے اوسکو جمع کیا ہے اُن کے بعد اُن کے خلیفہ **شاہ توکل حسین** جو فنافی الشیخ کا مرتبہ رکھتے تہے زیب دہ سجادہ ہوئے ۱۲۶۲ ہجری مین رحلت کی الور مین دفن کئے گئے اون کے بعد **رنگ علیشاہ کنبو باشندہ میرٹھ** جانشین ہوئے انکا اصلی نام رکن الدین اور باپکا نام غلام زین العابدین تہا مولوی شاہ محمد حنیف کے حقیقی

بھتیجے تھے۔

شاہ غلام حسین مولوی شاہ محمد حنیف کے چھوٹے بھائی باشندہ میرٹھ تھے جب انھون نے اپنے فاضل بھائی کے تغیر حال کا افسانہ سنا اس غم و غصہ مین خیال کیا کہ ایک رند مشرب غیر مقید نے میرے دانشمند بھائی کو بزور افسون گری دیوانہ بنا دیا ہے رسول شاہ کے قتل پر کمر بستہ ہو کر الور کو چلے سواد الور مین پہنچتی ہے وہ سودا غیض و شور و غضب سر سے نکل گیا نیاز و خاکساری خود بخود دل مین گھر کرنے لگے سوچے یہ کہ فقیر کے پاس جاتے ہین خالی ہاتھ جانا مناسب نہین شاہ صاحب کا میل خاطر دریافت کر کے کچھ ہدیہ ساتھ لیا اور نیازمندانہ سامنے جا رکھا سارا طمطراق بھول گئے اور ایک ہی نگاہ گرم مین لباس ہستی و جامۂ خودی جلا بیٹھے ؎

کرنے گئے تھے اُن سے تغافل کا ہم گلا	کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہو گئے

سب تعلقات چھوٹ گئے اور سارے منصوبے پلٹ گئے جذب و مستی و سکر و محویت مین صحرانوردی و بیابان گردی کرنے لگے پھر کسیقدر صحو و سلوک مین آگئے تمام عمر الور مین گذاری قریب سو برس کے عمر پائی اُن کی نسل میرٹھ مین موجود ہے انکے پوتے **اشفاق حسین** خوش صحبت نیک سیرت تھے انکی انشا پردازی و حسن اخلاق کی تعریف کی جاتی ہے ایکوقت مین سلطنت لکھنو کی طرف سے دربار گورنری مین اُنکو سفیرانہ تعلق ہو گیا تھا اب اُنکے بیٹے **حکیم متقرب حسین** ممبر مینوسپل بورڈ میرٹھ باوجاہت شخص ہین بوستان خیال کی بعض جلدون کا انھون نے اُردو ترجمہ کیا ہے اخبار عالم اور پولیس نیوز کے مالک ہین شاہ غلام حسین کے تیسرے بھائی محمد صادق کے اولاد مین محمد صادق سے چوتھی پشت **حافظ حامد حسین خان** معززین میرٹھ مین ہین گورنمنٹ انگلشیہ کی طرف سے آنریری مجسٹریٹ و ممبری مینوسپل بورڈ کا اعزاز حاصل ہے سادہ مزاج بے تکلف خوش اخلاق ہین انکے والد **منشی الطاف حسین** کمشنری قسمت میرٹھ کے سررشتہ دار تھے اور صاحب عز و وقار

شاہ مسیح اللہ باشندہ میرٹھ سپاہی پیشہ تھے بجبیت ہدایت ازلی برہان الواصلین حضرت

سید شاہ آل محمد مارہروی سے مستفیض بیعت ہوکر جویائے حقیقت ہوئے اور قطب الکاملین سید شاہ حمزہ خلف الصدق سید شاہ آل محمد سے خلافت حاصل کی مرشد کامل کی توجہ سے واصل طریق خداشناسی ہوئے شغل نصیرا جو اس طریق مین بہترین اشغال ہے خوب انجام دیا تھا بحالت مشغولی بیخودی چھا جاتی اور سیاہی چشم بالکل چھپ جاتی ایک ایک پہر تک بیخود لگے چشم اوسی حالت پر رہجاتے اور دست و پا کو تشنج ہوجاتا تھا غرض خوب مالش کے بعد تلوین سے تمکین مین آئے کلام پر اثر تھا اور باتین ایسی بامزہ و شوق انگیز ہوتی تہین کہ ہر شخص منکے سخنان دلاویز کے سننے کو ہمہ تن گوش ہوجاتا تھا اکثر غلبہ حال مین باتین کرتے کرتے آنسو بہ نکلتے ہچکی بندھ جاتی اور نعرہ ہائے دلگداز مارنے لگتے امرا وقت مثل نواب نجیب الدولہ و نواب غازی الدین خان وزیر و دیگر اعیان زمانہ معتقدانہ پیش آتے وحاضر خدمت ہوتے تھے حضور مرشدی سے شہر اٹاوہ مین رہنے کا حکم ملا تھا وہان استقامت کی حافظ رحمت خان افغان روہیلہ اوسوقت ناظم اٹاوہ تھے وہ نیازمندانہ پیش آئے اور دو روپیہ یومیہ مصارف ضروریہ کے واسطے نذر مقرر کیا شاہ متاہل تھے لہذا بقول لار دلاکد قبول فرمایا ناظم موصوف ہمیشہ اور بھی خدمات کیا کرتے تھے ایکمرتبہ حافظ رحمت خان حاضر خدمت ہوئے اور دوسری طرف سے بخشی ہیجے بخشی نے دریافت کیا اسم شریف کیا ہے فرمایا گمنامون سے اسم و رسم کیا پوچھتے ہو

از بے خبران خبر چہ پرسی نے روز مرا نہ روزگارے	وز گمشدگان اثر چہ پرسی از ہیچمنی دگر چہ پرسی

اوس نے مکرر خواہش کی فرمایا م س ی ح الله اور کچھ اس طرح کہا کہ حافظ و بخشی دونون کے دلپر چوٹ لگ گئی دونون بے اختیار قدمون پر گرپڑے اٹاوہ مین انتقال کیا وہین مدفون ہوے سن وفات معلوم نہین ہوا **نقل** ایک روز حضور مرشدی مین شاہ صاحب نے عرض کہا کہ ابراہیم عادل شاہ بادشاہ دکن کے دربار مین ظہوری شاعر حاضر تھا سر پر شاہی سر دیوان جامی رکہا ہوا تہا ظہوری نے پوچھا کون کتاب ہے بادشاہ نے دیوان جامی

قدس سرہ السامی ظہوری نے عرض کیا ہان جامی ایک ملان تھا باقی خیر صلاح بادشاہ نے فرمایا مولانا کے نسبت ایسا لکھو بہلا ایک شعر اپنا پڑہو ہم اُس کا جواب مولانا کے دیوان سے لینگے ظہوری نے اپنا یہ شعر پڑہا

رنگ سرخ شفقے از مئے گلفام ماست	رند دُردے کشم وطاس فلک جام ماست

بادشاہ نے بطور فال دیوان جامی کہولا عنوان صفحہ پر یہ بیت نکلی

چرخ راجام نگون دان کہ مئے عشرت تہی است	بادہ از جام نگون جستن نشان ابلہی است

جب بادشاہ کی نظر اس بیت پر پڑی ظہوری کی طرف سے مُنہ پہیر لیا اور اظہار ناخوشی کیا

شاہ عبدالہادی قصبہ مارہرہ کے رہنے والے ملتانی الاصل ہین عبدالصمد ملتانی کیساتھ چھہ واسطون سے انکا سلسلۂ نسب ملتا ہے محمود خان انکے جد چہارم ہین جو صاحب ثروت واقتدار تھے مارہرہ آئے چنانچہ اونکا ذکر اپنے محل پر کیا جائے گا اصلی نام معظم خان اور شاہ عبدالہادی پیر کا دیا ہوا لقب تھا حضرت سلطان العاشقین سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ العزیز کے اسبق الخلفا مین سے ہین پہلے مثل اپنے بہائیون کے عظمت وشان سے بسر کرتے تھے جب درد طلب نے بیقرار کیا زبان حال یہ کہتے ہوئے مصرعہ کو مسیحا ناکند بیماری دل را علاج ؎ سلطان العاشقین کی خدمت مین حاضر ہو کر مرض دل کے علاج کے خواستگار ہوئے حضرت نے حالت صحیح پاکر شغل باطن مین لگا دیا تہوڑے ہی عرصہ مین **شغل محمود** اسے جو اس راہ مین طریق محمود ہے کشایش باطن ہوئی حجاب اوٹھ گئے انوار الٰہی چمکنے لگے بیخودی غالب ہوگئی نفس سے مجاہدہ کئے شیطان سے محاربہ کئے جنگل چھان ڈالا ہر خار بیابان سے یہ کہتے پھرے

تیز رکھنا سر ہر خار کو اے دشت جنون	شاید آجاوے کوئی آبلہ پا میرے بعد

ایک روز کہانے کیوقت درویشان خانقاہ اُن کی تلاش مین جنگل گئے دیکھتے کیا ہین کہ ایک درخت کے تلے مستغرق دست پٹے ہوئے ہین آفتاب تیز اور چہرہ کے مقابل تہا مار سیاہ اپنے کفچہ سے دہوپ روکے ہوئے سایہ کئے کھڑا ہے فقیر سمجھے کہ آج ضرور سانپ نے ڈس لیا شاہ

نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ سانپ چہرہ کے مقابل اپنا پھن پھیلائے کھڑا ہے فرمایا ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش	کہ من آن جلوہ قدمی شناسم

سانپ سرک گیا پھر یہ ؎

ایمن از گرمی خورشید قیامت باشد	ہر کہ در سایۂ دیوار تو خوابش ببرد

اوسی عالم جذب و مستی مین دائر و سائر دکن پہونچے وہان ایک کشمیری بچہ کے ساتھ تعشق ہو گیا چونکہ جذب صادق تھا لڑکا اپنا گھر بار چھوڑ کر ساتھ ہو لیا دکن سے دہلی آئے اور شاہجہان آباد پہونچکر متصل قلعہ شاہی انگوری باغ مین ڈیرہ جمایا خواص و عام کا اژدحام ہوا امراء وزراء سب آنے لگے ایک مرتبہ بماہ رجب ١١٣٥ہجری خود سلطان عہد محمد شاہ بادشاہ بشوق دست بوس حاضر ہوا اور کلام معجز نظام سے حظ وافر حاصل کیا نصایح دلاویز و پند دلپسند سے بادشاہ کو مسرت ہوئی زر نقد معہ کشتی پارچہ جات نفیس اور ایک دیہہ سیر حاصل موسوم بہ (داورنی) پرگنہ مارہرہ مین لطور آل تمغا و مدد معاش نذر کیا حضرت سلطان العاشقین صحبت امرا و سلاطین سے نفور تھے اغنیا کو اول اپنے حضور مین بار نہ دیتے اور جو باریاب ہو جاتا اثر نظر و برکت صحبت سے دُنیا کی ہستی اوس کی نگاہون مین نیست و نابود ہو جاتی اور طریقہ انیقہ فقر و فنا مین جس کو دائمی بقا کہا جاتا ہے شامل ہو جاتا شاہ عبداللہ کے حالات شکر عتاب ہوا وہ آقتان خیزان و سراسیمہ مارہرہ حضور مرشدی مین حاضر ہوئے خانقاہ مین آنے کی اجازت نہ ملی فرمایا طالب ہولی ہو کر بادشاہان دُنیا کی تجکو کیا حاجت باقی رہی تھی یہ تو الفقر فخری کا مزہ چکھ کر پہلے ہی دولت دُنیا کو اُس کے ساتھ موازنہ کر کے ناچیز سمجھ چکے تھے بادشاہ کے رجوع پر اس حقیقی سلطنت کے آستانہ کو چھوڑنا محال تھا عرض کیا مین بادشاہ پاس نہین گیا وہ خود آیا تھا میرا دل اُسی حالت پر قایم ہے جیسا کہ تھا چنانچہ حضرت سید شاہ آل محمد خلف الصدق سلطان العاشقین کی شفاعت اور توبہ وانابت کے بعد باریاب خدمت سپہر وش منیر سے فیضیاب ہو کر بعنایات خاص پھر دہلی واپس جانے کی اجازت پائی وہان جا کر ہنگامہ ارشاد جاری کیا شاہ کا طرز قلندرانہ

تہا فتوحات کبہی جمع نکرتے جو آتا سب خرچ کردیتے تھے یہانتک کہ رات کو گھرکا پانی بہی پہینک دیا جاتا تھا فرمایا کرتے تھے یوم جدید و رزق جدید ہر نیا دن اپنا اپنا دانہ پانی لاتا ہے سلوک کے ساتھ اسیقدر جذب ومحویت کی کیفیت تہی جسکا شہرہ اور کاملین وقت سے تھے سنہ ۱۱۴۲ھ گیارہ سو بیالیس ہجری صلعم مین جہان فانی سے عالم جاودانی کی راہ لی سلطان العاشقین نے خبر وفات سنکر فرمایا دہلی کا بازار سرد ہوگیا اور یاب خدا شدہ تاریخ وفات کہی بموجب وصیت نعش دہلی سے مارہرہ پہنچائی گئی خطیرہ قدیم آبا و اجداد مین دفن کرنا چاہا ہرچند قبر کے لئے زمین کہودی پر گہندکی جناب صاحب البرکات قدس سرہ نے فرمایا اوسکو مادری و پدری صوری سے علاقہ نہ تہا کوئی زمین اوس کی میراث نہین جس مین دفن ہو اوس کی میراث تو ہمارے پاس ہے یہان لاؤ اور دفن کرو چنانچہ تابوت لاکر صحن درگاہ شریف مین دفن کیا گیا اور قبر زمین کی ہموار کردی گئی نشان قبر اونہین بنایا گیا حضرت صاحب البرکات کا مزار فیض انوار اسی جگہہ زیارت گاہ خلایق ہے زایران درگاہ معلی اوسی پر چلتے پہرتے ہین انکا اصلی مقصد یہی تہا کہ زیر قدم مرشد و پامال زایران درگاہ رہین گاہ گاہ حالت جذب مین ہندی اشعار نظم کیا کرتے تھے **پنتہی** تخلص تھا یہ کبت انکے کلام سے ہے

کبت

جاد ن نیہ لگو ہر سون تا دن کا ہے نہین ہٹ کی

اہتو رس رودم ہی رودم بدھو سدھ بہو لگئی کٹکی ٹپکی

باورے لوگ چوائی کرین نہین جانت **پنتہی** ستا گہٹکی

من ہاتھ بکانو گوپال کے اب ہون تو بہئی پتری نٹ کی

ان کی رحلت کے بعد **شاہ میم** جانشین ہوئے یہ وہی کشمیری بچہ تھا جو دکن سے اون کیساتھ آیا تھا بعد تربیت علوم ظاہری شاہ عبد الہادی سلطان العاشقین کی خدمت مین لائے آپ نے طریقۂ باطن کی تعلیم دی اور الم کے مراقبہ سے انکی کشایش ہوئی اسی وجہ سے شاہ میم خطاب دیا گیا شخص نہایت خوبصورت پاکیزہ سیرت عقل مجسم شاعر خوش محاورہ اور ناظم دقیقہ رس تھا

امرا زمانہ بہت تعظیم کرتے اور صحبت کو غنیمت سمجھتے تھے نواب نظام الملک آصف جاہ خدیو دکن سروقد تعظیم دیکر مسند چھوڑ دیتے تھے اور جب تک شاہ میم رہتے کسی سے بات نکرتے نواب فخرالدین خان مع زیب عہد بھی تعظیم و تکریم سے پیش آتے اور مشایخ دہلی کو حسابِ دوستان وردل کا مضمون تھا سنہ ۱۱ ہجری صلعم مین رحلت کی انکا دیوان ضخیم اور مثنوی فارسی نہایت بامزہ تھی افسوس کہ انکے لڑکون نے کلیات تلف کردیا حکیم عنایت حسین مارہروی مصنف آثار احمدی و کاشف الاخبار وغیرہ نے متفرق جگہہ سے کچھ نظم آبداران کا تلاش کرکے کتاب مذکور مین نقل فرمایا ہے ہم اُس سے اقتباس کرکے یہان ہدیہ ناظرین کرتے ہین

غزل

چہ می پرسی ز من ای دانش آرا در چہ تدبیرم
جنونِ تازہ پیدا کردہ ام در فکر زنجیرم

نکش در دِسراے نقاشِ غافل بہرِ تحریرم
ز بے تابی ورقہا پارہ خواہد کرد تصویرم

چہ سان از حلقۂ بزمِ طرب بیرون کشم پا را
کہ از موجِ صدلے تارِ طنبور ست زنجیرم

باغوشِ تو تا خود را رسانم دُور تر گشتم
کمان داند بلے در عاشقی ہمطالع تیرم

نخوابم شد میسر وصلش از بیدار بختیہا
ہنوز از ذوقِ ہم آغوشیش با خود بغلگیرم

مفصل میم از کثرت پئے اظہار خود آمد
کلام اللہ وحدت را مثٰی دانی کہ تفسیرم

یہہ غزل شاہ عبدالہادی کے ماتم مین بطور مرثیہ لکھی ہے

غزل

بدہ ز دست چو پروانہ مطلبِ خود را
بہ آہ و نالہ ادا ساز مطلبِ خود را

کجاست داغ جگر بے تو ہیچ می دانی
چو لالہ غرق بخون کردہ ام شبِ خود را

حلاوتِ دمِ تیغِ تبسمش یاد است
ہنوز زخمِ دلم مے مکد لبِ خود را

بحرف لب مکشا میم در ادب گہ عشق
بہ آہ و نالہ ادا ساز مطلبِ خود را

غزل

بر بادہ شد ز مستی چشمِ تو جامِ ما
روشن چو صبح گشت ز روئے تو شامِ ما

مطرب بیاد تازہ غزل را بہ طرح ساز	سوز دگر صدائے نئے این ننگ و نام ما
روزیکہ فال منصب دیوانگی زدند	افتاد قرعۂ غم عشقت بنام ما
در دام ہیچکس نشود صید لاغرم	صیاد گشتہ است ہمین صید دام ما

از جام صاحب البرکات است میم ست
اے بیخبر ز لذت شرب مدام ما

میر غلام علی آزاد بلگرامی نے تذکرہ ید بیضا مین یہ ابیات ان کے درج کئے ہین ؎

چنان بگرفت تعلیم از نگاہ مست او تیرش	؎ کہ بوئے بادہ می آید ز خون زخم نخچیرش
آنکہ از دیوانگی مست و خرابم کردہ است	؎ حلقۂ زنجیر از موج شرابم کردہ است
خواستم دست ز صحرائے جنون بردارم	؎ خار دامان بگرفت آبلہ در پا افتاد

شاہ عاجز مارہروی باپ کا نام محمد عاقل اور محمد معظم ان کا اصلی نام تھا محمد زین خان برادر خرد حافظ محمد نظام حیوری مارہروی کے پوتے تھے درویش باکمال و صاحب وجد و حال تھے آغاز شباب مین بر نہمونی خضر طالع حلقہ ارادتمندان حضرت صاحب البرکات مارہروی قدس سرہ مین داخل ہوئے اور بہی حضرت سید شاہ آل محمد طریقہ باطن کی تعلیم پائی بڑی استقامت کے ساتھ اس راہ دشوار گذار مین قدم رکھا ایک مدت حالت سکر و مدہوشی طاری رہی صحرا و بیابان اور کنج و ویرانہ مین زار و نزار برہنہ و سرشار پھرتے رہے اپنے حال تباہ پر شاد خویش و بیگانہ سے آزاد رہے ؎

تا غمت شد آشنا نا آشنا شد آشنا	آشنا نا آشنا نا آشنا شد آشنا

ایک روز غرقی لنگوٹہ باندھے ہوئے جنگل سے ستانہ وار آکر گوشہ صحن مسجد خانقاہ مین بظاہر مست و لایعقل اور باطن مین ہوشمند و عاقل بیٹھ گئے حضرت صاحب البرکات نے قریب جا کر فرمایا یہ بھی دکلانہ بدن بھی ایک مثل ہے جو نٹ بازنٹ بازی کے وقت آپس مین کہا کرتے ہین اس کے سنتے ہی شاہ عاجز مثل مرغ بسمل تڑپنے اور سر تہر سے پھوڑنے لگے اور بیتاب

ہو گئے اللہ اللہ ؎

سر شوریدہ را آری سر و کار اینچنین باید	گہے سنگے بسر گہہ سر بہ سنگے می زند عاشق

بالجملہ بعد ریاضات شاقہ مرشد کی عنایت سے اوس شور و شیون مین سکون ہوا رفتہ رفتہ سلوک مین آئے اور ممتاز بلباس صوفیہ ہوئے حضور مرشدی نے شاہ عاجز خطاب پایا جاروب کشی مزار فائض الانوار حضرت سید عبد الجلیل قدس سرہ جدّ بزرگوار حضرت صاحب البرکات مین عمر گذاری شجاعت خان افغان نواب محمد خان بنگش کیطرف سے عہدۂ نظامت محال مارہرہ وغیرہ پر ممتاز اور امیر مخیر و بافیض تہا اوس نے مصارف شاہ عاجز کے لئے زمین سیر حاصل اور کچہہ نقد یومیہ نذر مقرر کر دیا تہا انکو کچہہ اسکی پروا نہ تہی جملہ تعینات و تقیدات سے بری تھے ۱۱۶۱ ہجری مین وفات پائی۔

عظیم الدین بن محمد اعظم باشندہ مارہرہ عمر خان شہید خلف الصدق خواجہ حسن ملتانی مارہروی کی نسل سے چھٹی پشت مین بزرگ کامل ذاکر و شاغل صاحب دل و اہل معرفت تھے **نقل ہے** کہ نظام الدین ان کے بیٹے بحیلۂ نوکری کلکتہ مین مقیم تھے کسی نے خباثت یا مضحکہ سے اُن کے مر جانے کی خبر لکھہ بھیجی گہر مین ہنگامہ ماتم اور شور و شیون برپا ہو گیا جب رونے پیٹنے کی آواز ان کے کان تک پہونچی کہا خیر تو ہے روتے کیون ہو سبب بیان کیا گیا فرمایا اوس کی مدت عمر مین ابہی تیس برس باقی ہین پیش از مرگ واویلا کیون کرتے ہو تہوڑے عرصہ مین معلوم ہو گیا خبر غلط تہی وہ بفضلہ تعالیٰ تندرست و زندہ ہین اور بعد اس واقعہ کے ٹہیک تیس برس اور جئے ان حضرت نے اکیسو بیس برس کی عمر پائی دو فرزند چھوڑے رحیم الدین و نظام الدین یہ دونون مارہرہ سے بانس بریلی جا رہے رحیم الدین کے بیٹے امام الدین کا ہم اعنیا کی فہرست مین ذکر کرینگے نظام الدین جنکی شادی نواب صواب اندیش خان میرٹھی کی پرپوتی کے ساتھ ہوئی تہی اون کے فرزندون مین سے تاج الدین سکونت پذیر بریلی رہے اور بصلہ خیر خواہی ایام غدر ۱۸۵۷ء گورنمنٹ انگریزی سے خلعت و انعام پایا انکی وفاداری بہادری و خیر سگالی کے ثبوت مین حکام کے

انگریزی سارٹیفکٹون کا ترجمہ اُردو درج ذیل کیا جاتا ہے تاج الدین مراد آباد کمکشتیون کا داروغہ تھا ۱۲ مئی ۱۸۵۸ء کو دو ہزار غازی آئے جن کا سرگروہ بہادر خان رامپور کی کوتوالی کا ایک برقنداز تہا میرے مار ڈالنے کا ارادہ کرنے کے بعد کالکا سنگھ سپاہی اٹہتیوین رجمنٹ (ان آئی) نے اوس کو مارگرالیا اور تاج الدین نے اپنی تلوار سے اُس کے گلے پر دو زخم پہونچائے بہادر خان ان زخمون سے بچ گیا اور مین خیال کرتا ہون کہ ابتک رامپور مین ہے تاج الدین نے اس موقعہ پر بہت اچھی طرح کام کیا مین امید کرتا ہون کہ ہر ایک برٹش حاکم اوس کی قدر کریگا کیونکہ اگر غازیون نے دریا عبور کر لیا ہوتا تو مراد آباد کا شہر لٹ جاتا اور اس مین شک نہین کہ تمام یورو پین عیسائی مارے جاتے۔ دستخط

جی۔سی۔ولسن کمشنر بکار خاص کمپ مراد آباد

۲۵۔اکتوبر۔۱۸۵۸ عیسوی

دیگر سارٹیفکٹ تاج الدین دریائے رام گنگا کی کشتیون کے پل کا مراد آباد مین داروغہ ہے ۱۲ مئی ۱۸۵۸ء جبکہ دو ہزار غازی بہادر خان کے گروہ مین شامل ہوکر مراد آباد پہونچے اور مسٹر کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا تاج الدین نے سرگروہ کی گردن پر تلوار سے دو زخم پہونچائے جبکہ اٹہتیسوین رجمنٹ کے ایک سپاہی نے اوسکو گرا دیا تہا یہ کام وقت اور موقع کے لحاظ سے بہت تعریف کے لایق ہے اور مسٹر ولسن نے اس کا بہت کچہہ اثر سمجہا۔

دستخط سی۔بی۔سانڈرس قایمقام کمشنر

اور حافظ معزالدین وحاجی قمرالدین مقیم میرٹھ ہوئے۔ضیاءالدین حافظ معزالدین کا پوتا اسوقت علم انگریزی مین قابل ایم۔اے۔پاس اور فن ریاضی مین مشاق ہے اور محمد بشیرالدین ابن حاجی قمرالدین بن نظام الدین جس کا سلسلہ نسب ننہیال کی طرف سے نواب خیراندیش خان تک پہونچتا ہے نہایت ہوشمند نیک خیال زمانہ شناس ملک وقوم کی خدمات مین انتہا درجہ کا پرجوش اہی دہن مین اپنی ہستی کو مٹائے عافیت کو برباد کئے ہوئے دیکہنے مین بہت ہی

بے تکلف پرلے درجہ کا سیدھا سادہ پر نہایت ہی آزادہ حُب قومی مین دلدادہ ہر دلعزیز سب کا پیارا غرض عجیب وغریب شخص ہے نہ اپنے خاندان بلکہ تمام قوم مین اپنے اوصاف خاص مین عزیزالوجود اور اپنا آپ ہی نظیر ہے باوصف نحافت وقصر قامت پر دلماغ بلند خیال عالی ہمت ہر کہ بقامت کمتر بقیمت بہتر اِس فقرہ کا پورا مصداق گرہ مین کوڑی نہ پیسہ پر بہبود قومی کے بڑے بڑے کامون کی انجام دہی اور بھاری سے بھاری بوجھہ اوٹھا لینے مین نہایت دلیر (اٹاوہ) مین مسلمان بچون کی تربیت وتعلیم کے لئے ایک مدرسہ تعلیم مذہبی اور انگریزی انٹرنس تک قومی چندہ سے قایم کیا اُس کے واسطے ایک عالیشان عمارت کی بُنیا د ڈالی جو اپنی وضع ترکیب نقش ونگار مین عمارات قرطبہ واندلس کی یادگار ہے توکل پر کام چل رہا ہے اور خوب چل رہا ہے مسلمانون کے افلاس اور مالی حالت کی خرابی جب دیکھتے دیکھتے نہ رہا گیا ایک انجمن تجارت موسوم بہ (کمپنی افزایش نسل مویشیان) اٹاوہ کے ضلع مین متفقہ قوت سے قایم کی پر اتفاقات وقت سے اُسی سال قحط پڑ گیا وہی مثل صادق آئی کہ (سر منڈاتے ہی اولے پڑے) دانہ چارہ میسر نہ آیا مویشی مر گئے کاروبار برہم اور لایا لگایا سب برباد ہو گیا ملک کے نفع کی غرض سے اہل وطن کو دیسی کپڑے کے استعمال کی طرف توجہ دلائی و باغراض ترقی ساخت اشیاء ہندوستانی خصوص پارچہ دیسی انجمن معین صنعت ہند کی بنیاد ڈالی اس سے نفع بھی معتدبہ حاصل ہوا اٹاوہ کے جولاہے جو گزی گاڑھے کے سوا کچھہ بُننا نجانتے تھے عمدہ عمدہ پوشاکی کپڑے بُننے لگے جس کو شوق سے سب پہنتے اور خرید کرتے ہین دریان بہی اٹاوہ مین ایسی نفیس طیار ہونے لگین کہ نمائشگاہون مین رکھی جاتی ہین اور انپر انعام ملتا ہے۔ خود ولایت کے دلپسند اور تن زیب کپڑون کا پہننا قطعی چھوڑ دیا ایک مدت دراز (نجم الاخبار) کا ایڈیٹر رہکر نہایت راستی اور سچی آزادی سے اپنے فرائض منصبی کو ادا کر کے شہرت عام پائی بعد بند ہو جانے نجم الاخبار کے اپنے ذاتی سرمایہ سے اخبار البشیر جاری کیا جو نہایت تہذیب ومتانت واعلیٰ درجہ کی علمی واخلاقی وتعلیم قومی وغیرہ کے عمدہ مضامین سے مملو ہوتا ہے اور اسلامی اخبارات مین نہایت معزز و وقیع ہے غرض

قوم کی ذہن مین اس چہوٹے اسکیل کے سید نے وہ کام کئے ہین جو بڑون سے نہین ہو سکتے ماورا سے نظم و نثر فارسی اُردو انگریزی زباندانی مین لیاقت اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن مرادآبادی رحمۃ اللہ سے شرف بعیت حاصل ہے فکر اچھی خیالات نیک زبان گویا دل قوی ہمت بلند خدا اس ہونہار نوجوان کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز دے اور جمعیت صوری و معنوی عطا کرے ۱۸۸۵ء عیسوی سال پیدایش ہے خدا کرے کہ کم سے کم ۱۹۵۵ء تک کامیابی کیساتھ اور جیئے۔

شاہ غلام غوث بن ملا محمد رضا ان کے اجداد باشندہ گوالیار تہے شیخ رزق اللہ ان کے پردادا نے بسبب اتحاد برادری مارہرہ مین سکونت اختیار کی شاہ صاحب درویش خوش اوقات تہے اوستاد المحققین سید شاہ آل محمد مارہروی قدس سرہ العزیز کی خدمت مین لباس درویشی سے ممتاز ہوئے ہمیشہ مرشد کے حضور مین رہے بڑے عابد زاہد مرتاض صاحب اوراد وظائف تھے تھے علم دعوت اسماء کبیر و ہندسہ مین کمال مہارت پائی تہی خانقاہ معلی مین جو وارد وصادر ہوتا اوس کی طعام رسانی کیخدمت انہین سے متعلق تہی۔

محمد بہلول خان شہباز خان بن مدا خان ملتانی مارہروی کے پوتے تھے حضرت سید شاہ آل محمد مارہروی قدس سرہ العزیز سے مرید و مستفید ہوکر کسب طریقہ باطن کیا اکابر وقت اور اہل اللہ سے تہے۔

ذکرِ علمائے شریعت

علامۂ زمان مُفتی جمال الدین المخاطب بہ مفتی جمال خان دہلوی

سلطان المحققین شیخ نصیر الدین کے بیٹے اور امام العارفین مخدوم شیخ سماء الدین قدس سرہما کے پوتے تھے اپنے پدر بزرگوار شیخ نصیر الدین اور اپنے بہائی میان لاڈن کے شاگرد اور اپنے وقت کے علماء مین سب سے بڑے اور مشہور عالم تہے صاحب منتخب نے علماء عہد اکبری مین ان کا مذکور کیا ہے علوم عقلی و نقلی خصوص فقہ کلام عربیت تفسیر مین کوئی انکا نظیر نہتا شرح مفتاح

پڑہے الکہ کیا ہی اور (عضدی) کو جو ایک منتہی کتاب ہے چالیس بار اول سے آخر تک درس دیا ہی ہمیشہ افادۂ علوم فرماتے رہے کبھی امراء و سلاطین کے گھر نہین گئے سب حکام عزت و احترام کرتے تھے اکثر شاگرد اون کے دانشمند و عالم متبحر گذرے ہین عمر ۹۰ برس سے متجاوز ہو گئی تھی ۹۸۴ھ مین رہگراے عالم بقا ہوئے جلال الدین اکبر بادشاہ کی تخت نشینی کو اسوقت کیس برس گذرے تھے یعنی انکی عمر طویل بہت سے بادشاہون کا زمانہ دیکھا سلطان سکندر لودی ۷ شعبان روز جمعہ ۸۹۴ھ اٹھارہ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا اس ملکی صفات بادشاہ کی تخت نشینی اور اس فرخندہ فال فاضل کی پیدائش کا مبارک زمانہ قریب قریب تہا بادشاہ نے بروز یکشنبہ ۷ ذیقعدہ ۹۲۳ھ ۲۰ برس پانچ مہینہ حکمرانی کرکے عالم جاودانی کی سیر کی اسوقت ان کی عمر کم و بیش تیس سال کی ہو گی جس سے ظاہر ہی کہ کمالات علمی سے بہرہ وافی و فراغ کلی حاصل کر چکے تھے بادشاہ موصوف و ابراہیم لودی و بابر و ہمایون و شیرشاہ و اکبر بادشاہ کیوقت مین دارالخلافت دہلی کے مفتی و محترم بارگاہ سلاطین رہے ۔

صاحب تحفۂ سلیم شاہ کے حالات مین بضمن واقعات شاہ محمد دہلوی لکھا ہے کہ سلیم شاہ نے اس قضیہ کی تحقیقات کیواسطے مخدوم الملک ملا عبد اللہ سلطانپوری کو جو شیخ الاسلام اور صدر الصدور تھے دہلی روانہ کیا اور فرمان بھیکر اسی زمانہ کے اکابر و مشاہیر علما کو مثل میان حاتم سنبھلی اور میان جمال خان مفتی وغیرہم کے ہر طرف سے بلوایا ۹۵۶ھ کا یہ واقعہ ہے منتخب سے مستنبط ہے کہ شیخ عبد اللہ طلبنی دہلی مین اور شیخ عزیز اللہ طلبنی سنبھل مین سکندر لودی کے وقت کے علماء مین بڑے عالم تھے جب ملتان تباہ ہو گیا یہ دونون ہندوستان آئے انہین دونون نے علم معقول کو اس ملک مین رواج دیا پہلے فقط شرح شمسیہ و شرح صحائف کا منطق و کلام مین یہان رواج تہا استادون سے سنا ہے کہ شیخ عبد اللہ کے شاگردون مین چالیس سے زیادہ عالم متبحر ہو گئے تھے میان لاڈن و میان جمال خان دہلوی بھی اونہین مین سے تھے ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونون بھائیون نے منطق و کلام کی تکمیل انسے کی ہو گی سکندر و شیخ عبد اللہ

کے درس مین آکر چپکا گوشہ مین بیٹھ جاتا تاکہ طالب علمون کا ہرج نہو جب مولانا فارغ ہوتے سلام کرتا اور پہرون انکی خدمت مین بیٹھا رہتا صاحب طبقات اکبری لکھتے ہین کہ ملا جمال خان دہلی کے مفتی دانشمندان وقت سے تھے منقول مین تبحر تہا معقول بہی خوب جانتے تھے عمر دراز درس مین مشغول رہے

بندۂ آثم فیض احمد جامع اوراق ہذا کہتا ہے جس طرح ان کے اسلاف کرام دانائے اسرار شریعت وطریقت تھے اون کے اخلاف ستودہ اوصاف بہی ماہر علوم وفنون ومعزز روزگار رہے اس انگریزی حکومت تک بہی انکی نسل مین نامی گرامی فاضل موجود تھے چنانچہ اسی سلسلہ مین انکا ذکر کیا جاتا ہے مفتی جمال خان کے بیٹے مولانا رکن الدین معقول ومنقول مین عالی پایہ وبلند منزلت تھے جملہ علوم اپنے پدر بزرگوار سے تحصیل کیے پہر قاضی نور اللہ[۱] شوستری سے تکمیل کی بعد انتقال پدر دہلی کے مفتی مقرر ہوئے اُن کے بیٹے شیخ ہاشم المخاطب بہ ہاشم خان عالم باعمل اور فن سپہگری مین کامل تھے نور الدین جہانگیر بادشاہ کے وقت مین دو ہزاری پانصد ذات و دو ہزار پانصد سوار انکا منصب تہا انکے بیٹے شیخ سلطان اون کے بیٹے عبد الغفور خان اونکے بیٹے عبد المجید خان ہوئے ان حضرات کا حال اس سے زیادہ نہین معلوم ہوسکا تینون صاحب عالم بزرگوار اور شاہی عہدہ دار تھے عبد المجید خان کے بیٹے محمد اعظم الدین خان مخاطب بہ عماد الملک عالم متبحر اور فقیہ معتبر تھے محی الدین عالمگیر بادشاہ کے اخیر زمانہ مین شاہزادۂ محمد معظم[۲] بادشاہ کے پاس لاہور کے قاضی (جج) مقرر ہوئے شاہزادۂ خود فاضل علم دوست وقدر دان علما تھا خصوصیت پیدا ہوگئی اخیر مین محمد معظم کو مذہب اثنا عشریہ کی طرف میلان خاطر ہوگیا تھا اور دل سے چاہتا تھا کہ اس مذہب کا رواج ہوجائے اگرچہ زمانہ کی رفتار نے علانیہ بر سر محراب ومنبر اوس کے مناسک ادا کرنے کی جرات نہین دلائی

---

[۱] قاضی نور اللہ شوستر کے رہنے والے سید عالی نسب وعلماء متکلمین شیعہ سے تہے ہمایون واکبر کے زمانہ مین ہندوستان آئے لاہور کے قاضی مقرر ہوئے بعہد جہانگیر ۱۰۱۹ھ مین قضا کی

[۲] محمد معظم ۱۰۵۳ھ مین پیدا ہوا لفظ محمد معظم مین سال ولادت ہی ۱۱۱۸ھ مین تخت پر بیٹھا اور ۱۱۲۴ھ مین مرگیا قطعہ وفات کا یہ آخر شعر ہے شعر

	فیض وفضل ونعمت وعدل وکرم		در وفاتش بے سر وبے پا شدہ	

اور نہ خود مختار بادشاہ ہونے کے بعد سلطنت کے جھگڑون اور مرگ کے قضیہ نے اتنی مہلت دی کہ اپنی اس ارادہ پر کامیاب ہو سکتا وہ اس کی چھیڑ چھاڑ اور مباحثہ کیا کرتا تھا اُسی زمانہ مین محمد اعظم الدین خان نے یہ مذہب اختیار کر لیا بادشاہ کے دل مین زیادہ جگہہ ہوئی اقتدار بڑھ گیا صوبہ ملتان اُور بعد مین صوبہ لاہور اون کی جاگیر ہوئی پنجہزاری ذات و پنجہزار سوار کا منصب پایا اور عماد الملک خطاب ملا اون کی اولاد ہنوز قصبہ امروہہ ضلع مرادآباد مین بعزت و اعتبار آباد ہے اونمین کثر ذیعلم و قابل طبیب گذرے ہین پابندی مذہب اثنا عشریہ ابتک اونمین باقی ہے شیخ سلطان بن شیخ ہاشم کے دوسرے بیٹے **شیخ حسام الدین** عالم باعمل مفتی و پرہیزگار عہد شاہجہان بادشاہ مین دہلی کے مفتی تھے اون کے بیٹے **مفتی ابوالبرکات** اولاً دہلی کے مفتی تھے پھر سن ۳ جلوس اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ مین دارالخلافہ دہلی کے قاضی (جج) ہو گئے فتاوی عالمگیری کے جمع کرنے مین یہ بھی شریک تھے اور (فتاوی مجمع البرکات) خاص اون کی تصنیف سے قریب آٹھ سو ورق کے حجم کے ایک ضخیم کتاب ہے جو محی الدین عالمگیر کے عہد ہمایون مین تالیف اور نوین ذی الحجہ سنہ ۱۱۱۰ھ کو بمقام دارالخلافہ شاہجہان آباد ختم ہوئے ان کے تفقہ و تبحر علمی کے ثبوت کے لئے یہ فتاوی دلیل کافی و برہان وافی ہے ان کے بیٹے **مفتی محمد دولت** محمد شاہ و احمد شاہ و عالمگیر ثانی کے عہد مین دہلی کے مفتی جامع فروع و اصول و حاوی معقول و منقول و ماہر علم تصوف تھے (تذکرۂ آبحیات) مین میر محمد حسین دہلوی نے لکھا ہے کہ (خواجہ میر درد) نے درس مثنوی معنوی مولانا روم کا کئی مہینہ انہین سے حاصل کیا تھا ان کے دو بیٹے تھے **مفتی فقیہ الدین و مفتی عزیز الدین** دونون عالم عامل و دانشمند کامل عزیز الدین اخیر عہد عالمگیر[۱] ثانی و شاہ عالم[۲] بادشاہ مین دہلی کے مفتی ہوئے ان کی جاگیر پرگنہ میرگنج و

۱؎ غرہ محرم سنہ ۱۰۹۹ھ مین پیدا ہوا شعبان سنہ ۱۱۶۷ھ مین تخت پر بیٹھا ربیع الآخر روز پنجشنبہ سنہ ۱۱۷۳ھ بیدردی سے قتل کیا گیا وقت قتل یہ شعر اوسکی زبان سے جاری تھا ؎ مرا بظلم بکشتی طریق داد این بود ٭ ز بادشاہی حسن تو ام مراد این بود ۱۲ سنہ ۱۱۷۳ھ

۲؎ جمادی الاول سنہ ۱۱۳۱ ہجری پیدا ہوا ۴ جمادی الاول سنہ ۱۱۷۳ ہجری تخت نشین ہوا غلام قادر خان نجیب آبادی نے اسے اندھا کر دیا تھا سنہ ۱۲۲۱ھ مین انتقال کیا ۱۲ –

پرگنہ بھیڑی ضلع بانس بریلی کے سو سو گانون تھے حافظ رحمت خان کے دور حکومت مین سب ضبط
ہوگئے بڑی دقت وخرابی سے موضع (نگریا بھاگت) پرگنہ میرگنج و موضع (عمر پور) پرگنہ بھیڑی
واگذاشت کیا دہلی مین انتقال ہوا اور مقبرہ مخدوم شیخ سماء الدین جد اعلی اپنے مین مدفون ہوئے

مولوی حاجی ابوالبرکات رکن الدین محمد المعروف بہ تراب علی لکھنوی

بن شجاعت علی بن مفتی فقیہ الدین بن مفتی محمد دولت عالم متبحر و فاضل متورع واقف دقایق
علوم عقلی و نقلی کاشف اسرار خفی و جلی جامع برکات منبع حسنات زائر حرمین شریفین فاضل اجل و
مشاہیر علمائے عصر سے تھے اُن کی تصنیفات عالیہ اور تالیفات کثیرہ جو یادگار زمانہ ہین اُن کے
تبحر علمی اور ملکات فاضلہ کی پوری دلیل ہین (مجالنہ الدقیقہ فی المسائل العقیقہ) اور (قول
الصواب فی المسائل الخضاب) دو مختصر و جامع رسالہ فارسی عبارت مین بندہ آثم جامع اوراق ہذا کے
پاس موجود ہین اور چھپ کر شایع ہوگئے ہین۔ رسالہ عقیقہ ۱۲۵۶ھ ہجری مین تصنیف ہوا ہے اور
قول الصواب بروز دوشنبہ تیسری رجب ۱۲۶۰ھ جبکہ حضرت مصنف حرمین شریفین سے مراجعت فرماکر
بندر بمبئی مین تشریف رکھتے تھے معرض تحریر مین آکر رونمائے عالم ہوا۔ مولانا صاحب کی سکونت
لکھنو مین تھی جب نادرشاہی ہولئے اور سلطنت مین تباہی آئی علم و ہنر کی قدردانی نرہی اس
خاندان ذیشان کے کل اصحاب و نیز دیگر بزرگان قوم دہلی سے جو ایک باغ خزان رسیدہ تھا اُٹھکر
مثل مرغ گم کردہ آشیان متفرق ہوکر لکھنو۔ امروہہ وغیرہ جابسے مولانا ابا عن جد الحنفی المذہب
سنتہ والجماعۃ تھے۔

ملّا ہاشم صاحب طبقات اکبری لکھتے ہین کہ علوم عقلی و نقلی کے ماہر تھے لیکن افسوس ہے کہ مولف
موصوف نے امراء، علماء، حکماء، فقرا، شعراء وغیرہ عہد شاہنشاہ اکبر کے تفصیلی حالات لکھنے مین کوتاہی
کی ہے صرف نام بتادیئے ہین کسی کے نام کے ساتھ نہایت ایجاز و اختصار سے چند الفاظ لکھدیئے ہین۔

شیخ نور الدین و شمس الدین خان باشندہ لاہور تھے صاحب طبقات اکبری نے

فہرست علماء عہد جلال الدین اکبر بادشاہ مین انکا شمار کیا ہے۔ **میان احمد خان دہلوی** بزرگان قدیم سے ہین صاحب صولت افغانی نے بضمن حالات نورالدین جہانگیر بادشاہ انکا تذکرہ کیا ہے اور بلقب فضیلت شعار سلالۃ الابرار یاد کیا ہے اسی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ فن تاریخ مین (اخبار احمدی) انکی یادگار کتاب ہے جسمین جہانگیر کے حالات قلمبند کیے گئے ہین۔

مفتی محمد اکرم خان دارالخلافہ دہلی کے مفتی وقاضی وحافظ قرآن ونافذ فرمان لشکر حضرت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی تھے فقہ و پابندی شریعت مین انکا جواب نہ تھا انتہا درجہ کے خوش اخلاق و شگفتہ خاطر تھے بادشاہ کو ان کے ساتھ خاص عقیدت اور نظر لطف تھی امراء شاہی سب بہ نیاز پیش آتے تھے خصوصاً (خوجہ عنبر) کو جو نہایت منظور نظر شاہی تھا بسبب شاگردی مفتی صاحب کے ساتھ بہت ہی دلبستگی تھی چنانچہ ایک مرتبہ بادشاہ نے براہ مزاح طیبتہً فرمایا (مفتی محمد اکرم عنبر بار کبو کردہ) مدت العمر انہین عہدہاے جلیلہ پر ممتاز رہے لشکر شاہی کے ساتھ اثناء سفر مین انتقال کیا چنانچہ مرزا محمد ساقی مستعد خان نے مآثر عالمگیری مشہور بہ عالمگیر نامہ مین بذیل واقعات سال ۲۹ جلوس عالمگیری مطابق ۱۰۹۶ ہجری لکھا ہے کہ شانزدہم رجب ۱۰۹۶ سنہ چہل و نہم بعزیمت طرف بہادر گڈھ پائے اقبال بر تخت آسمان مثال گذاشتند بقیہ این ماہ شعبان در قطع مسافت بسر آمد در اثناء راہ قاضی اکرم خان را مدعی محکمہ فنا کشید در فقاہت و دیانت نظیر نداشت باوجود کبر سن گل شگفتگی از دامان حالش مے ریخت بندگان حضرت از پایہ شناسی فقاہت و مرتبہ سنجی دیانت بعد فوتش بلفظ (اعلم مرحوم) یاد می کردند۔

قاضی محمد یٰسین اپنے زمانہ کے معظم مقتدا اور مقدس بزرگ (دہول پور) کے قاضی (جج) تھے اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ خود اُن کے مکان پر جاکر اُنسے ملا اور دیر تک ہمکلام رہا اُن کے کمالات وتقدس سے محظوظ ہوکر شکر خداوندی بجالایا کہ میرے اس وقت مین بھی ایسے ستودہ خصال دپاکیزہ خیال لوگ موجود ہین ؎

آسمان سجدہ برد پیش زمینے کہ درو	یکدو کس یکدو نفس بہر خدا بنشینند

قاضی صاحب کے دو بیٹون مین محمد اویس لاولد رہے محمد دلیر کے تین فرزند ہوئے محمد لیسین پہلے بیٹے اُن کے نہایت خلیق و باعظمت وشان تھے نواب نیر اندیش خان میرٹھی کی دختر بلند اختر سے اُنکی شادی ہوئی تھی۔ محمد حفیظ اُن کے بیٹے صاحب دانش واقبال تھے مدت العمر (پورینہ) وغیرہ اکثر محالات شرقی صوبہ بہار کی حکومت پر مامور رہے اور جمعیت واقتدار کے ساتھ بسر کی محمد نسرید پسر دوم محمد دلیر نے نسل پیری نہین چھوڑی تیسری فرزند محمد دلیر کے عبد اللطیف تھے اُن کے بیٹے غلام معین الدین روہیلون کے عہد حکومت سے (قصبہ آنولہ) ضلع بدایون مین آرہے تھے اُنکی اولاد اب (قصبہ مارہرہ) مین آباد ہے۔

قاضی عبد الواحد نبیرۂ شیخ عجائب سنبھلی فاضل دُریس سنبھل تھے بعد کسب کمالات وحصول فضائل علمی بارگاہ خسروی مین حاضر ہوکر منصب قضا (قصبہ سورون[۵]) کی سند حاصل کی اور تاآخر عمر دہین رہی پیدایش اور وفات کا ٹھیک وقت معلوم نہین ہوا لیکن جن بزرگون کے یہ ہمعصر ثابت ہوئے ہین اُس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے زمانہ مین تھے اونکے خلف ارشد **قاضی محمد امجد** نے استحقاقاً باپ کی جگہہ پائی اور منصب جلیلہ کے کام کو قابلیت وعمدگی سے انجام دیا بہت سی ریاست اور اقتدار پیدا کرلیا تھا اُنکی شادی عمر خان شہید کے قبیلہ مین بمقام مارہرہ ہوئی تھی۔

فضیلت دستگاہ حقایق آگاہ مولوی حافظ محمد نصر الله خلف الرشید شیخ ہدایت الله ابن محمد خان آٹھ واسطون سے حضرت مخدوم شیخ اسحاق قدس سرہ العزیز کے ساتھ اُنکا سلسلۂ نسب ملتا ہے (مارہرہ) اُنکا مسکن تھا اوستاد المحققین سید شاہ آل محمد مارہروی کے مرید اور سلطان المحبوبین سید شاہ حمزہ کی خدمت سے مستفید اور جناب ممدوح کے یاران خاص

[۵] سورون قصبہ مارہرہ سے نوکوس جانب شمال گنگا کے کنارہ پر ہنددون کا تیرتھ گاہ ہے بنگال دکن راجستان کے دور و دراز ملکون سے ہندو اشنان کے واسطے آتے ہین بڑا میلہ لگتا ہے لاکھون آدمی جمع ہوتے ہین ایٹہ کا ضلع اور اکبرآباد کی کمشنری ہے ۱۲

واصحاب باختصاص سے تھے تزکیہ قلب وتصفیہ باطن وجامیعت علوم واہتمام شریعت و حفظ اسرار طریقت مین عجیب وغریب شان پائی تھی ابتداے سے علوم کا شوق تھا صغرسنی کے تعلیم وتربیت کے بعد مولوی محمد باقر ومولوی محمد نجات مشرقی سے علوم عقلی ونقلی کی تحصیل وتکمیل کرکے تبحر حاصل کیا۔ پھر بالتزام خدمت مرشد سبق باطن مین مشغول ہوئے اخیر عمر مین کلام اللہ شریف کے حفظ کرنے کا شوق ہوا اور تھوڑے ہی دنون مین یاد کرلیا پچاس برس کامل خانقاہ معلی مین درس دیا اور احیاء علوم کیا اکثر فضلاء عصر کو آپ سے تلمذ تھا قدوۃ العارفین سید شاہ حقانی وزبدۃ الواصلین سید شاہ آل احمد عرف حضرت اچھے صاحب وسید آل برکات ستھرے صاحب قدس اللہ اسرارہم علوم ظاہری مین آپ کے شاگرد ہین۔ عربی وفارسی مین شیرین رقم اور نہایت زود نگار تھے قریب تین سو جلد ہر علم مین اُن کے دست وقلم کے لکھے ہوئی کتب خانہ (برکاتیہ) مین موجود تھین اور اس کا فیض اہل مطالعہ پر جاری تھا اسی طرح تمام عمر درس علوم دینی وافادہ خلق ویاد الٰہی وطاعت وعبادت وحفظ اوقات وفیض صحبت حضرت سلطان المحبوبین سید شاہ حمزہ مین جمعیت ظاہری وباطنی کے ساتھ بسر کی اور عمر گرانمایہ سے خوب حظ اوٹھایا رعب ووقار آپکا غالب تھا امراء سروقد تعظیم دیتے علماء ومشائخ سب واجب التعظیم سمجھتے اور خویش وبیگانہ بادب پیش آتے تھے ۱۸ جمادی الاوّل ۱۱۹۵ھ ہجری بعد نماز عشا مسجد خانقاہ معلی مین مرض فالج عارض ہوا اوسی مہینہ کی ۱۹ اونیس کو رحلت فرمائے عالم قدس ہوئے سرسٹھ برس کی عمر پائی (مارہرہ) اپنے وطن اور اپنے اسلاف کے خطیرہ مین دفن کئے گئے جناب سلطان المحبوبین تا ایام حیات شریف ہر تقریب اور ہر موقعہ مولانا کو بافسوس یاد فرماتے رہے اور چونکہ حضرت نماز پنجگانہ مولانا کے پیچھے پڑھا کرتے تھے اکثر ارشاد کرتے کہ مولوی کے ساتھ لطف نماز بھی جاتا رہا اللہ اللہ اس مضمون کو جو جاننے والے ہی جانتے ہیں حکیم عنایت حسین (مؤلف ریاض احمدی وآثار احمدی وغیرہ) نے جو مولانا کے پوتے تھے تاریخ وفات مین یہ قطعہ لکھا ہے۔

آن مجمع فیض و فضل مولوی نصر اللہ	کو بود بعہد خود امام علما ء
ناگہ شب ہشتم جمادی الاول	فالج پیدا نمود بعد عشا ء
آخر بہمان ماہ شب نوزدہم	رحلت فرمود او ازین دار فنا
تاریخ وفات او خرد گفت زدرد	ایوائے ستون علم افتادہ زپائے

مصرعہ اخیر سے بے کم و کاست سن رحلت نکلتے ہین - مولانا نے صرف ایک فرزند رشید چھوڑا۔

شیخ فتح اللہ انکا نام تہا نہایت ثقہ متقی پرہیزگار دانشور خوش تدبیر اخلاقمند معزز موقر ذاکر شاغل صاحب مراقبہ مرید حضرت سید شاہ حمزہ و مستفیض خدمت حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میان صاحب مارہروی کے تھے اونہون نے بہتر برس کی عمر مین ۱۲ ربیع الاول نصف شب ۱۲۳۳ ہجری کو شل بدعارضہ فالج مین مبتلا ہوکر ناگاہی دل شل صلحاء اس جہان سے سفر کیا **تاریخ وفات یہ ہے**

محسن عصر شیخ فتح اللہ	بود کو مرد اہل صدق و یقین
سن ہزار و دوصد سہ و سی سال	ہم شہر وفات سرور دین
رفت ناگہ زتنگنائے جہان	بریاض جنان شگفتہ جبین
دل برآورد نعرہ تاریخش	باصداہائے درد و صوت حزین
از سر گریہ و جزع گفتا	جائے وئے باد در بہشت برین

انکے بہی ایک ہی قابل فرزند تھے (حکیم عنایت حسین) جنکا ذکر خیر اطباء کی جماعت مین کیا جائے گا جامع مختصر ہذا کا پانچوین پشت مین مولانا کے ساتھ سلسلہ ملتا ہے۔

ماہر علوم خفی و جلی مولوی بزرگ علی بن حسن علی ساکن مارہرہ خواجہ حسن ملتانی مارہروی سے دسوین پشت مین فاضل اجل و عالم اکمل تھے ہر فن مین کمال حاصل تھا ریاضی اعلے درجہ کے جانتے تھے تقریر موثر و دلپذیر تھی بیان ایسا دلنشین و خاطرنشان اور بات کہنے و وعظ و پند کا وہ دلفریب ڈھنگ تہا کہ سننے والون پر جادو کا اثر کہتا تھا کوئی بات کیسی ہی

خلاف طبع کیونکر ممکن تہا کہ آپ فرمائین اور مانی نجائے ورع خلق تواضع وقار متانت تہذیب فکر تدبر دانش حکمت مال اندیشی زمانہ شناسی ادا فہمی جو جا ہو سب ذات مبارک مین جمع تہا ابتداءً وطن مین کچہہ پڑہا پہر بطور طلبہ شوق علم مین بحکم فانتشروا فی الارض سیر وسیاحت کی اور بڑے بڑے فاضل لکہنؤ وکلکتہ سے تحصیل وتکمیل جمیع فنون کرکے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی رح کی خدمت بابرکت سے سند حدیث لیکر فاتحہ فراغ پڑہا اور ہندوستان کے نامور علماء مین ہوئے کچہہ دنون بلدہ اکبرآباد مین رہکر درس فرمایا اُن کے شاگرد اکثر دانشمند گذرے ہین ایک عالم ان کے فیض علمی سے سیراب ہے مولوی عبدالجلیل کولوی اور مفتی عنایت احمد مشاہیر علمائے انہین کے سامنے زانوی سبق خوانی طے کیا تہا انگریزون کے طبقہ مین بہی ان کے شاگردون کی ایک جماعت کثیر تہی ہرچند کہ مولانا کے شاگردون مین سے اسوقت کوئی زندہ نہین رہا۔ الا شاگردون کے شاگرد اور اُن کے شاگرد صدہا علما موجود ہین جناب مولوی لطف اللہ صاحب مفتی عدالت العالیہ نظام حیدرآباد دکن مفتی عنایت احمد کے ارشد تلامذہ مین سے ہین اُن کے شاگردون سے پنجاب بنگالہ وغیرہ تمام ہندوستان بہرا پڑا ہے اور ان سب کی نسبت مولانا مرحوم تک پہنچتی ہے۔ مولانا نے ملازمت کے سلسلہ مین اولاً باصرار حکام انگلشیہ جنکو آپ کے ساتھ خصوصیت تہی عہدۂ جلیلۂ منصفی کول علیگڈہ پر چندے قیام فرمایا اوسکو اپنی حالت کے مناسب نہ سمجہ کر بخوشی خود چہوڑ دیا حکام نے نہایت افسوس کے ساتھ استعفا لیا۔ نواب وزیرالدولہ والئ ٹونک نے بہ تمنا تمام اپنی ریاست مین قدم رنجہ فرمانے کی تکلیف دی اور قاضی القضات مقرر کیا عمر گرانمایہ نہایت عظمت و وقعت و خیر وبرکت سے بسر کرکے گیارہوین شوال ۱۲۸۱ھ ہجری مین بمقام (ٹونک) انتقال کیا وہین مدفون ہوئے مصرعہ رحمتِ یزدان بروحِ وے شود۔ تاریخ وفات ہے کتاب مجادلہ نافعہ واثبات الحق تردید ومباحث مذاہب نصاریٰ مین بلغت فارسی نہایت فصیح و بلیغ مولانا کی یادگار ہے شعر گوئی آپ کے اوصاف مین شمار کرنا گستاخی اور آپ کے مراتب اعلیٰ

کی تحقیر ہے الاعنفوان شباب و آغاز شعور مین کسب فضایل علمی سے پہلے بوجہ موزونی طبیعت جو کچھہ آپ نے فرمایا ہے ہم اُس مین سے چند اشعار تفریح خاطر ناظرین کے واسطے یہان درج کرتے ہین ۔ **وھو ہذا**

بدل سوز و بلب آہ و بچشم زاری آیم — باین وارفتگی از کوچۂ دلداری آیم

مسیحے کز دم جان بخش او صد مردہ جان یابد — من خونین جگر از کوئے او بیماری آیم

بکف تیغ و بسر دستار گلگون بستہ می آید — پئے قتل کدامین عاشق دلخستہ مے آید

مرا آن جنت رخسار و آن چاہ زنخدان بس — تو با خود دار اے رضوان بہشت و کوثر خود را

باہل مدرسہ از من سلام این در رسم تا کے — بآب تاک خواہم پاک شستن دفتر خود را

گر جلوۂ او عام کند پردہ دری را — در شیشہ چو می جوش دہد عشق پری را

چون نور نظر جلوہ طراز است بہ چشم — دلدار من آنا چکنم بے بصری را

شوق یاد غیر کے در خاطر ما بگذرد — اینکہ در یاد کسے از خود فراموشیم ما

نے صبر ماند بر جا اکنون نہ تاب مارا — اے بیمروت آخر یکرہ بیاب مارا

از بس عزیز بودم در چشم مردم اے شوق — بر خاک ریخت عزت چشم پُرآب مارا

در بیکسی کجا ز کسان چشم ہمدمے — کز ضعف نالہ نیز نشد ہمنفس مرا

بستان شعلہ بگذر گرم از خاک مزار من — مدہ برباد ظالم مفت این مُشت غبار من

یارا ز من غیر را پرسید و جان دادم ز رشک — زہر قاتل شد بکامم شہد گفتار کسے

باش خوش اے دل کہ روزی مہربان خواہند شد — از برائے امتحانم ہست آزار کسے

غزل

من دادہ دل در عشق تو تو دلستان کیستی — اے تو مرا آرام جان آرام جان کیستی

من ماندہ بے تاب و توان تو بیخبر غافل ازان — اے مایۂ تاب و توان تاب و توان کیستی

من جان بغم انداختہ در عشق تو دل باختہ — تو قدر من نشناختہ تا قدردان کیستی

از من ہمہ مہر و وفا از تو ہمہ جور و جفا — ہان اے وفا دشمن بگو از دوستان کیستی

جا در دل اندوہگین کردی سر و جایت ہین	ہان اے خدنگ دلنشین گو از کمان کیستی
تا قد بناز فراختی خلقے زپا انداختی	اے سرو بس خوش خاستی از بوستان کیستی

می خیزدت شوق از دہن از شہد شیرین تر سخن
اے طوطی شکر شکن شیرین بیان کیستی

مولانا صاحب کے ایک ہی فرزند رشید تھے **مولوی محمد صدیق** انکا نام تہا علوم عقلی ونقلی پر عبور کلی تہا ہندسہ ونجوم اچھا جانتے تھے تعبیر خواب مین بہی خوب ذہن لڑتا تھا وجیہہ متین ومقدس شخص تھے کم سخنی داخل عادت تہی تاہم جو لفظ زبان سے نکلتا تھا فصاحت وبلاغت کے سانچہ مین ڈہلا ہوتا تہا دارالریاست (ٹونک) مین عہدۂ قضا دائمی پر ممتاز رہے ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۲۹۲ ہجری بارہ سو بانوے کو مثل پدر بزرگوار اسی دیار مین رحلت کی انکی اولاد (قصبہ مارہرہ) مین آباد ہے محمد عمر فرزند اکبر انکی ریاست (بہرتپور) مین تیس برس سررشتہ دار نظامت رہے تدین انکا مشہور تھا راجہ بنظر عنایت دیکھتے اور حکام عزت کرتے تھے اب پنشن پاتے ہین حرمین الشریفین کی زیارت سے شرفیاب ہین۔

ذکر اُمراء واغنیاء

عمدۃ الملک نظام الدین شہباز خان اصلی نام شہر اللہ اور عمدۃ الملک نظام الدین شہباز خان خطاب تہا لاہور کے رہنے والے تھے سلسلۂ نسب چھبیس واسطون سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما تک پہنچتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔ (دیکھو صفحہ ۸۶ پر)

حضرت زبیرؓ

حضرت عبد اللہؓ

وفظ
برمان

زید
خطاب

فضل اللہ
عبد اللہ

مبارک اللہ
داؤد

محمد
ادیب

دانیال
سلیمان

یعقوب
ادہم

متوکل
عمر فرخ

رحیب

عبد الملک اہر

شہاب الدین

قطب معز الدین
شیخ الصدر جہان

برہان الدین

کمال الدین
شیخ جمال الدین

بہاء الدین
شیخ نصیر الدین

الہام اللہ خان

شہباز خان

نیاز خان

آباواجداد ان کے اکابر وقت سے تھے حاجی جمال الدین جداعلیٰ عرب سے وارد ہند ہوئے
بیت اللہ مین سند حدیث میر حسین محدث رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور میر علی[۱] ہجویری کی
خدمت مین پہنچکر مستفید ہوے وہان سے قصبہ جال جو کوہ جودی کے نیچے واقع ہے پہونچے
پھر ہندوستان کے شوق مین چلدیئے اور دارالامان ملتان مین آئے مخدوم العالمین
شیخ الاسلام شیخ بہاءالدین[۲] ذکریا قریشی سہروردی ملتانی قدس سرہ العزیز کا ہنگامہ ارشاد
وہان گرم تھا شیخ کی صحبت مین رہے اور مرید و مستفیض ہوئے حسب تجویز شیخ اپنی قوم
و قبیلۂ عرب مین جو پہلے سے وہان سکونت پذیر تھے تاہل و توطن کیا تمام عمر درس فقہ و حدیث
و طاعت و عبادت الٰہی و افادہ خلق مین بسر کی ایکسو اٹھارہ برس کی عمر کے بعد عالم ملکوت
کو رحلت فرمائی ـ

---

[۱] ہجویر بضم ہاء و فتح جیم ایک موضع ہے نواح غزنین مین میر علی بن عثمان ہجویری کی کنیت ابوالحسن ہے بہت
عالم عارف محقق مدقق صاحب تصانیف ہین کتاب کشف المحجوب انکی مشہور تصانیف مین تصوف کے دقایق و حقایق
ملو ہے ہجویری دارالسلطنت لاہور مین آکر سکونت کی وہین مزار ہے شیخ ابوالفضل ختلی کے مرید تھے حنفی مذہب تھا فرماتے ہین
ایکرات رسول خدا کو مینے خواب مین دیکھا کہ ایک شخص کو بغل مین لئے ہوئے ہین مینے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کون شخص ہے
فرمایا ابوحنیفہ تیرے دیار کا امام مین اسوقت سے سمجھتا ہون کہ مذہب حنفی اس دیار سے تا قیامت نجائیگا ۱۲ [۲] مخدوم
بہاءالدین ذکریا ابن وجیہ الدین محمد بن کمال الدین علیشاہ قریشی اسدی ۵۶۵ھ مین بمقام کوٹ کرور ملتان پیدا ہوئے
خردسالی مین سایۂ پدری سر سے اٹھ گیا شروع سے دانش آموزی کیطرف متوجہ ہوئے بچپن ہی مین ساتون قرأت کیساتھ
قرآن شریف یاد کیا تحصیل علوم کے واسطے ایران توران عرب عجم کی سیر کی چارسو چالیس استادان فن کی خدمت کی
اور بہت سے اکابر اولیا کی صحبت سے مستفیض ہوئے پایۂ اجتہاد دیا یا بعد فراغ علم پندرہ برس درس و افادہ خلق مین
مشغول رہے ہر روز ستر علما و فضلا آپسے استفادہ کرتے تھے پھر حج کو گئے پانچ سال حرمین مین رہے کمال الدین محمد یمنی سے
اجازت حدیث لی وہان سے زیارت انبیا کے لئے بیت المقدس جاکر بغداد پہونچے اور شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر
سہروردی سے حسب ارشاد رسول مقبول خرقۂ خلافت پاکر سات روز کے صحبت کے بعد رخصت ہو کر ملتان آئے وہان کے
اکابر نے کاسۂ پر شیر بھیجا غرض یہ کہ شہر مشایخ سے پر ہے دوسرے کی گنجایش نہین آپنے اوپر پھول رکھکر واپس کر دیا یعنے مین مثل
اس پھول کے رہونگا آخر سبنے اطاعت کی ساتوین صفر روز پنجشنبہ بعد فراغ نماز ظہر ۶۶۶ھ آپ اپنے حجرہ مین تھے ایک پیر نورانی نامہ سربمہر
لایا اور شیخ صدرالدین عارف کے ہاتھ بھیجا آپنے پڑھا اور واصل بحق ہو گئے حجرہ کے چارون گوشون سے آواز آنے لگی دوست بدوست پیوست

صاحب مآثر الامراء لکھتے ہین کہ حاجی جمال شہباز خان کے جدِ ششم مخدوم بہاء الدین ذکریا کے مرید تھے ایک درویش نے مخدوم صاحب سے سوال کیا کہ برلے خدا ہر پیغمبر کے نام پر مجکو ایک اشرفی دیجئے مخدوم صاحب کو تامل و تفکر ہوا پیغمبرون کی شمار لاکھون تک ہے نہ اُس کا سوال پورا کر سکتے تھے نہ خدا کی دوستی کیواسطے دلانے سے ایسے شیخ دقت اور صوفی واصل بحق کو بیساختہ انکار کا محل تہا حاجی صاحب نے عرض کیا فقیر کو میرے ساتھ کیجئے مین اوس کی خواہش پوری کردونگا اور حسب اجازت پیر فقیر کو اپنے گہر لاکر کہا نام ایک ایک پیغمبر کا اپنی زبان سے کہتی جاؤ اور سر اسم ایک اشرفی لیتے جاؤ درویش دس بیس پیغمبرون کے نام اور اشرفیان لیکر ساکت رہا اور معترف بعجز ہوکر بخوشی رخصت ہوا حضرت مخدوم اس عاقلانہ تدبیر کو سُنکر اُن کی دانائی سے نہایت محظوظ ہوئے اور دعا دی کہ تم مین کوئی خفیف العقل نہو چنانچہ اکثر اس فرقہ کے آدمی ہندوستان مین حدت ذہن اور ہوشمندی کے ساتھ مشہور و معروف ہین **نقل** حاجی صاحب کے اخلاف سب اہل علم و فضل تھے بمرور زمانہ و اتفاقات اوقات ملتان سے اوٹھکر لاہور و دہلی مین متوطن ہوئے اور بزرگی کے ساتھ شہرت پائی تاآنکہ شہباز خان کا زمانہ آیا اور ائے نعمت باطنی جو انکا موروثی حصہ تہا دولت و امارت ظاہری پر بھی انہون نے کمال عروج پایا اکبری دربار کے رکن اعظم اور بڑی بہادر فاتح و نامور سپہ سالار تھے

سلسلہ ملازمت و امارت و اقتدار و اعتبار مآثر الامراء مین ہے کہ ابتداءً بطور اپنے آباء کرام کے زہد و طاعت مین بسر کرتے رہے پہر اکبر بادشاہ کی نوکری کرلی پہلے کوتوال اُردوئے معلیٰ مقرر ہوئے مقدمات و معاملات ایسی احتیاط و تدین ہوشیاری و شایستگی کے ساتھ طے کئے کہ منظور نظر حضرت عرش آشیان (جلال الدین اکبر) ہوگئے تہوڑی ہی مدت مین صدی منصب سے مرتبہ امارت پر پہونچگئے میر تو زکی کی خدمت پائی سولہوین سال جلوس اکبر بادشاہ مین لشکر خان میر بخشی و میر عرضی وغیرہ اپنے منصب سے معزول ہوا اوس کے مناصب شہباز خان کو دئے گئے اور منتخب التواریخ مین ہے کہ سال ۹۸۱ھ مین شہ اللہ کنبوی لاہوری کو شہباز خانی کا خطاب عنایت کرکے میر بخشی کیا اور یہ سجع اُس کی مُہر کا مقرر ہوا **سجع**

بہ یمن عنایات صاحبقرانی	رسیدم ز خدمت بہ شہباز خانی

صاحب طبقات اکبری فہرست اسماء امراء کبار مین لکھتا ہے شہباز خان کنبو از امراء دو ہزاری است و امروز حکومت بخشی گری مالوہ وارد پہر رفتہ رفتہ چہار ہزاری و پنجہزاری منصب پر سرفراز ہوئے اور اکثر مہمون مین سپہ سالار رہے۔

رسم داغ و تقرر کروریان امرا بسبب اصراف بیجا فوج بہرتی کرنے مین کوتاہی کرتے تھے وقت پر آزمودہ کار سپاہیون کا ملنا دشوار ہوتا تھا اور ملک امراء کی جاگیرون مین تقسیم تھا اہی سال ۹۸۱ھ اکبر پٹنے کی مہم پر گیا امرا کی فوجین بدحال اور سپاہ بے سامان دیکھی جب وہان سے پہرا شہباز خان نے داغ کی تحریک کی اوس کی رائے کے موافق آئین داغ پر عملدرآمد شروع ہوا رسم داغ جاری ہوئی اور تمام ملک مین کروری مقرر ہوئے۔

۱۷ سنہ الہی ۲۰ صفر سنہ ۹۸۰ھ اکبر بعزم تسخیر گجرات روانہ ہوا امرا گجرات بوسیلۂ ارکان دولت بضرورت سرانجام کارہائے خود دو تین روز کی رخصت لیگئی اختیار الملک جو عمدہ امرا گجرات مین سے تھا چارشنبہ ۴ شعبان موقعہ پاکر احمد نگر (وادیدر) کی طرف بہاگ گیا بادشاہ کو امرا گجرات پر اعتماد نرہا لہذا اعتماد خان کو شہباز خان کے حوالہ کیا جب اکبر نے براہ دریا دیار شرقی کا سفر کیا ابو الفضل صفحہ ۳۰ جلد دویم اکبر نامہ مین لکھتا ہے کہ علاوہ شاہزادہائے والا گوہر و مخدرات کے مشاہیر مقربان بساط حضور مین جو سعادت ہمراہی کی خصوصیت رکھتے تھے اُن کی تفصیل یہ ہے۔

شیخ عبد النبی صدر الصدور۔ شہباز خان کنبو۔ حکیم عین الملک صادق خان۔ راجہ مان سنگہ وغیرہ۔

دار الخلافت کی حفاظت و اُردوئے معلی کی حکومت جب اکبر مرزا محمد حکیم اپنے چھوٹے بہائی کے فتنہ و آشوب دفع کرنے کے لئے کابل گیا شہباز خان بنگالہ و بہار مین معصوم خان کو شکست فاش دیکر اُس ملک کو باغیون سے صاف کر چکا تہا اور حسب الحکم شاہی آگرہ پہونچکر بادشاہ کی غیبت مین دار السلطنت کی حفاظت پر مامور و مصروف رہا چھبیسوین [۲۶] سال

سال جلوس مین بادشاہ نے مراجعت کی شہباز خان شرفیاب ملازمت ہوکر مورد مراحم خسروانہ ہوا
سفر کشمیر مین شہباز خان بادشاہ کے ہمراہ تھا بادشاہ نے تمام فوج اور آردوسے علی کو کشمیر کے
باہر چھوڑا شہباز خان کو کل آردوسے علی پر بہ نیابت خود حاکم کیا نواب نے دروازہ کشمیر پر قبضہ
رکھا یہ امر کمال اعتماد پر مبنی تھا کشمیر سے مراجعت کیوقت (ملک سواد) کی فتح کے لئے شہباز خان
کو روانہ کیا جس کو اُس نے جاتے جاتے مسخر و مفتوح کرلیا۔

اکبر نامہ مین ہے کہ سال ۲۷ جلوس روز یکشنبہ ۱۵ صفر سنہ ۹۹۰ ہجری تقریب نوروز بڑا جشن
ہوا بہت سی بردے آزاد کئے گئے اکبر نے حکم دیا کہ ہر ایک امیر درباری عمدہ عمدہ رفاہ خلائق کی
تجویزین عرض کرے۔ چنانچہ خان اعظم مرزا عزیز کوکھ نے عرض کیا حکام ملک کو حکم دیا جاوے
کہ قتل ملزمان مین دلیری و جلدی نکیا کرین تا آگاہ ہے کہ حضور مین اطلاع نہو کیونکہ ہر شخص مین انجام
بینی اور بے غرضی نہین ہوتی راجہ ٹودرمل نے التماس کیا کہ جسطرح ہر روز بارگاہ دولت مین
طرح طرح کی خیرات ہوتی ہے امرا بھی ہفتہ یا مہینہ یا سال مین تہیدستون کے حال پر التفات کیا
کرین مرزا یوسف خان نے شہر و قصبات سے روزنامچہ سوانحات کا آنا شہباز خان نے واسطے
آسایش متردین و مسافرین کے تمام قلمرو کے گذرگاہون پر سراؤن کا آباد کرنا حکیم ابوالفتح
نے دار الشفاء کی بنیاد و علیٰ ہذا القیاس راجہ بیربر و شیخ جمال و فیضی و ابوالفضل نے جاسوس اور
نرخ اشیاء وغیرہ مقرر کرنے کی تجویزین پیش کین۔

سال ۲۷ جلوس مین اکبر کو خبر لگی کہ خرید و فروخت اشیاء مین حریص لوگ دست طمع دراز
کرکے سوداگرون کو نقصان پہونچاتے ہین لہذا بحسب قابلیت و استعداد امرا معتمد کو جدا گانہ
ہر جنس کی نگرانی کے واسطے نامزد و مقرر فرمایا۔ چنانچہ مرزا جان خانخانان کو دیدبانی اسپ راجہ
ٹودرمل کو فیل زین خان کوکہ کو غلہ۔ صادق خان کو میوہ و شیرینی۔ اعتماد خان گجراتی کو
زر و سیم مخصوص خان کو نمک حکیم ابوالفتح کو عقاقیر راجہ بیربر کو آہک یعنی چونہ غازی خان بدخشی

کو ہٹیر کبری نقیب خان کو عطریات ابوالفضل کو پشمینہ اور شہباز خان کو جواہرات کی نگرانی سپرد کیگئی وقس علیٰ ہذا۔

سال ۲۵ جلوس مین ہر کام کا انصرام واہتمام امراء کبار وشاہزادگان والاتبار کو تفویض ہوا۔ انتظام بزم کتخدائی وولادت وغیرہ سلطان سلیم کے متعلق ہوا مرزا جان خانخانان وشیخ فیضی وفتح اللہ اُن کے مددگار ہوئے امور مذہبی وغیرہ کی خبرگیری سلطان دانیال کے سپرد ہوئی غازی خان بدخشی ورلے سرجن وابوالفضل اون کے پیشدست کئے گئے۔ اسی قسم کے بعض کارخانے نیکا شاہزادہ سلطان مراد سے تعلق ہوا اسے سال درباری وکرم اللہ خان کنبو برادر خرد شہباز خان وخواجہ عبداللہ شیرین رقم ومحمد علی اُن کے پیشکار کئے گئے وظائف وخیرات سلطان خواجہ وحکیم ابوالفتح ومیر ابوتراب کے سپرد ہوا آگہی سپاہ وقرار داد علوفہ شہباز خان وجعفر بیگ وعلی دوست خان کے اختیار مین دیا گیا وعلی ہذا القیاس دیگر انتظامات اور امراء کے تعلق کئے گئے۔

محرم ۹۸۹ھ مین خبر آئی کہ مرزا محمد حکیم حسب طلب معصوم خان فرنخودی تسخیر ہندوستان کو آتا ہے اور شادمان نامی اُس کا ایک نوکر اٹک کو اتر آیا ہے اکبر فتحپور سے پنجاب کی طرف متوجہ ہوا ایب سرآباد مین جو فتحپور سے پندرہ کوس ہی پہنچا شہباز خان کی فتح عظیم پانے اور معصوم خان فرنخودی آوارہ دشت ادبار کرنے ڈیڈہ شُو ہاتھی اور بہت سامال واسباب ہاتھ آنے ومعصوم خان کے اہل وعیال گرفتار ہوجانے کی خبر پہونچی اس فتح نمایان کی بڑی خوشی ہوئی اور فال نیک سمجھی گئی شہباز خان کے نام فرمان عنایت اقتران بھیجا گیا اور معصوم خان کے اہل وعیال کی حفاظت کی ہدایت کی گئی بادشاہ کے ایام غیبت مین (گرہی)[نام مقام در گجرات ۱۲] سے (پنجاب) تک تمام مُلک شہباز خان کے زیر حکومت تہا اُس کو اختیار تہا کہ جس شخص کو جو منصب چاہتا دیتا تہا جب اکبر پانی پت مین داخل ہوا شہباز خان نے بڑے کروفر سے ملازمت حاصل کی اکبر نے اوس سے پوچھا کہ ہمکو بدون پوچھے مناصب کے دینے مین کیون ایسی جرأت ہوئی اُس نے جواب دیا کہ اگر مین سپاہیون کا اس طرح

دلاسا نکرتا توسب بلکلیم باغی ہوجاتے اب آپکا ملک ہے اور آپ کی فوج ہے جس کسی کو جو منصب چاہیے دیجیئے اور جس سے چاہئے نکال لیجئے۔

سیر کشمیر سے فارغ ہوکر ستائیسوین رمضان ۹۹۷ھ ہجری کو اکبر کابل کی سیر کے ارادہ پر (دیگھگی) کے رستے اٹک کی طرف روانہ ہوا جب اٹک پہنچا یوسف زیون کا فتنہ باقی تھا شہباز خان اس سیر وسیاحت مین رفیق طریق تھا اُسی منزل سے اس فتنہ وآشوب کے دفع کرنے کے لئے اُس کو نامزد فرمایا راجہ ٹوڈرمل وراجہ بھگوانداس امیر الامراء جو لاہور مین رہ گئے تھے ۹۹۸ھ مین اونہون نے انتقال کیا کسی نے یہ تاریخ وفات لکھی ہے ۵

ٹوڈرمل آنکہ ظلمش بگرفتہ بود عالم		چون رفت سوئے دوزخ خلقے شدند خرّم
تاریخ رفتنش را از پیر عقل جستم		خوش گفت پیر دانا وے رفت در جہنّم

۲۹ ذیقعدہ ۱۰۰۰ھ ہجری اڑتیسوین سال جلوس مین اکبر نے مرزا شاہرخ ابن مرزا ابراہیم کو جو اکبر کے چچا کا بیٹا تھا حکومت مالوہ عنایت کی بغرض انتظام شہباز خان کو اُس کا وکیل اور نایب مقرر کیا۔

ماورائے ان واقعات اور واردات کے کہ مختصراً بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھے گئے ہین شہنشاہ اکبر نے صوبہ داری مالوہ اوسکو تفویض کرکے جو فرمان اُس کے نام لکھا ہے اور رقعات دفتر اول ابوالفضل مطبوعہ مطبع حاجی محمد حسین واقعہ کانپور ۱۷ جمادی الاول ۱۲۶۹ھ ہجری کے صفحہ ۴۴ مین اس سرخی سے درج ہے (فرمان حضرت شاہنشاہی بہ شہباز خان کنبو) شہباز خان کے رشد اقبال رفعت قدر وقابلیت ملک داری اور اکبر جیسے شاہنشاہ دانشور کے دل مین اُس کی جس قدر جگہہ تھی اُس سے اُس کا اندازہ ہوسکتا ہے ناظرین کے ملاحظہ کیواسطے ہم اس کو اوسی کی عبارت مین یہان درج کرتے ہین۔

فرمان حضرت شاہنشاہی بہ شہباز خان کنبوہ چون ہمیشہ نہاد ہمت اعتدال گزین ونیت معدلت آئین این نیاز مند درگاہ بے نیاز از ابتدائے جلوس بر اورنگ شاہنشاہی

واستظلال بچتر والاے ظل الٰہی آنست کہ جمیع سکنہ رعایا و سائر خلائق برایا کہ بدایع و ودایع ازلی و
شرائف امانت ایزدی اند جل جناب کبریائہ در ظلال عدل و افضال ازادہ خاطر و آسودہ حال بودہ
در وظایف شکر خدا کہ موجب ازدیاد نعمت و استدامت سعادت ست رطب اللسان و عذب البیان
باشند المنۃ للہ کہ روز بروز صورت این معنی از مکامن قوۃ بمواطن فعل بر حسب دلخواہ ظہور نمودہ و
ہموارہ امراء اخلاص منش و حکام عدالت نژاد کہ نقد معاملات ایشان بر محک قبول اشرف رسیدہ
در جمیع اطراف و اقطار ممالک محروسہ بر شاہراہ اعتدال سلوک نمودہ داد دادگستری میدہند و بمیامن
خدمات پسندیدہ منظور نظرات تربیت و ترقی گشتہ بمدارج عالیہ و مراتب سامیہ ارتقاء و اعتلا می نمایند
بلندیہا ۱۲ بلند ۱۲
و چون سبقت عبودیت و خدمتگاری و نسبت دولت خواہی و جانسپاری عمدۃ الملک رکن السلطنۃ
العلیہ موتمن الدولہ البہیہ مستشار المملکۃ الخاقانیہ مقرب الحضرۃ السلطانیہ و انموذج الاعتماد کامل الاعتقاد
مورد العنایۃ و الاحسان **نظام الدین شہباز خان** کہ مزاجدان بساط اقدس ست و پروردہ
نظرہاے خاص الخاص ست و از مبادی ملازمت تا غایت ہر خدمتے کہ بدو تفویض فرمودیم بنوعی
کہ مرضی خاطر ارفع اشرف بودہ بتقدیم رسانیدہ از محض راستی و درستی بمنصب ہاے روز بروز ممتاز است
در ینولا بموجب فرط عنایت و کمال التفات حکم فرمودیم کہ حکومت و حراست و اختیار رتق و فتق
نشاندن ۱۲ بستن ۱۲
و قبض و بسط و تمامی کاروبار ملکی و مالی صوبہ مالوہ کہ خلاصہ ممالک دلکشاست از مہام خالصات
و مہمات جاگیرداران و زمینداران تمام و کمال بطریق استقلال بعہدۃ الملک مشار الیہ مقرر و مفوض باشد
کہ در معموری آن بلاد و امصار و تکثیر زراعت و محصول و تعمیر مواضع و مزارع و محافظت سپاہیان
و مرمت شکستہ و رعایت خواطر رعایا و قمع و قلع مفسدان و استیصال متمردان و تقویت ضعیفان
از بیخ برکندن ۱۲ سرکشان ۱۲
و تنبیہ ظالمان و تائید مظلومان و جبر منکسران مساعی جمیلہ بروجہ اکمل و اتم نماید و چنان کند کہ
شکستہ را بستن ۱۲
علوفہ سپاہیان و امرا و تابینان ارباب مناصب بنوعی کہ نام بنام بدرگاہ والا قرار یافتہ موافق
تابعان ۱۲
حال حاصل بلا تصور واصل شدہ باشد باید کہ امراء عظام و سائر جاگیرداران و کروریان و زمینداران

آن صوبہ عمدۃ الملک مشار الیہ را صاحب صوبہ بالاستقلال دانستہ از صلاح و صوابدید او کہ ہرآئینہ
موافق حساب و مطابق قانون ابد مقرون خواہد بود بیرون نروند و ہرگاہ طلب نماید جاربلیجا بے
شائبہ تاخیر و اہمال حاضر شوند و نیز حکم جہان مطاع شرف نفاذ یافت کہ ہرکس کہ بصلاح و صواب
آن عمدۃ الملک عمل نکند محال جاگیر او را تغیر دادہ بدرگاہ معلیٰ عرضداشت نماید تا دیگرے از
مخلصان عتبہ علیہ بجائے او نصب فرمائیم کہ انتظام سلسلۂ جہانبانی و استحکام رابطہ عالم آرائے
باین امور منسلک و منتظم است و ہمچنین در جمیع ضوابط و قوانین بادشاہی و اوامر و احکام جہانداری
کہ ہر یکے اساس بنیان سلطنت و رکن قصر خلافت است ثابت قدم بودہ در اشاعت و اعلائے
آن آداب الٰہی کمال اہتمام لازم داند و خاطر الہام مورد را متوجہ احوال سعادت قرین خود دانستہ
ہمیشہ امیدوار الطاف گوناگون و عنایات روز افزون باشد چون مراکب انجم ثواقب شاہنشاہی
درین نزدیکے بہ تسخیر دکن متوجہ است چہ والیان آنجا سالک مسالک غفلت بودہ دست تعدّی بر بائے
ستم کشادہ اند و نیز قدر عنایت بادشاہی ندانستہ در لوازم اطاعت اہتمام ندارند باید کہ آن رکن السلطنت
بزودے بآن صوبہ رفتہ سرانجام آن لشکر بنوعے نماید کہ موجب تحسین و آفرین گردد چون رایات
اقبال بشکار گوالیار نہضت فرماید آن رکن السلطنت را با جمیع جاگیرداران صوبہ مالوہ حکم قضا امضا
خواہد شد کہ بیشتر در ملک دکن رفتہ غمخواری آن ملک نماید و در آسودگی و رفاہیت جمہور سکنہ و یار
دکن از سپاہی و رعیت مساعی جمیلہ بظہور آرد و ہرکس از روے عقیدت پیش از اضطرار روے نیاز
بدرگاہ آورد او را بعواطف ظل الٰہی امیدوار سازد کہ ذات مقدس ما مظہر عفو و لطف است انتہیٰ۔

شہباز خان کے باغ مین بادشاہ کا سیر کو جانا بروز جشن سال ۲۲ جلوس شہر
یار آگاہ دل گلگشت کیواسطے شہباز خان کے باغ مین تشریف لیگئے چونکہ شہباز خان اُس وقت
مین کارہائے عمدہ کر رہے تھے اِس طرح اون کی عزت افزائی فرمائی گئی۔

فتوحات ملکی اور جنگی کارنامے اُن کے فتوحات اور جنگی کارروائیون کا سلسلہ الیا

وسیع ہے کہ اس مختصر مین تفصیلاً اُس کے لکھنے کی گنجایش نہین جو صاحب شایق ہون مطولات
مین مثل مآثر الامراء وغیرہ ملاحظہ فرماوین مجملاً یہ ہے کہ جونپور۔ بنگالہ۔ بہار۔ اودہ۔ اجمیر۔ اودیپور
جودہپور۔ دکن۔ ولایت۔ کوکرہ۔ پنجاب۔ ملک بہاتی۔ قلاع سوانہ۔ جگدیش پور۔ شیرگدہ۔ رہتاس
کوتلمیر۔ حصار گولکنڈہ۔ وساحل دریاے برہمپتر جو ایک دریاے عظیم ملک خطا سے آتا ہے وگھورہ گھاٹ
وسوناگانون وغیرہ تمام ہند انکی نبردآزمائی کشورکشائی۔ قلاع شکنی کے لئے ایک بازیگاہ
تہا دریا کہنگال ڈالے جنگل اور بن کاٹ کر چٹیل میدان کردیئے معصوم خان فرنخودی نیجہزاری
عرب بہادر رانا پرتاب راجہ چندرسین راجہ کنجولی رانا کیکا۔ رانا کونبہل میر راجہ گجپتی بیری سال
سریرام۔ دودا۔ سنگرام۔ کنورسین افغانان سواد وکلہ نبیرہ راے مالدیو راٹہور وغیرہم بڑے بڑے
سرکش باغیون و والیان ملک کو آغشتہ خاک وخون کردیا جہان بڑے بہادرون کے زہرے
آب ہوتے یہ جاکر فوراً فتحیاب ہوتے جب امراء بہار وبنگالہ باغی ہوگئے۔ راجہ ٹوڈرمل وزیر وخان
اعظم کوکلتاس جو بعد قتل مظفر خان واسطے رفع شورش اُس ملک کے بہیجے گئے تھے اونہون نے
بحضور سلطانی عرضداشت کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ بغیر تشریف آوری حضور شاہی کے یہان
کا غبار شورش فرو نہوگا شہباز خان اوسوقت اجمیر تھے اوس ملک کو حسب الحکم شاہی جاکر فتنۂ آشوب
سے صاف کرچکے تھے رانا پرتاب آوارۂ دشت ادبار ہوگیا تہا بہت مخالف مارے گئے اور بے شمار
مال غنیمت ہاتہ آیا تہا غرض بادشاہ نے شہباز خان کو اجمیر سے طلب فرمایا ساتوین تاریخ
وہ حاضر دربار ہوئے اور انکو معہ لشکر جرار وخزانۂ بیشمار بنگالہ وبہار کی مہم پر رخصت پائی اور
خدمات شایستہ بجالائے جاتے ہی امراء کی مناصب مین ترقی دے اور سب مہم اپنے ہاتہ مین لے
بعد جنگ ہاے عظیم باغیون کو شکست پر شکست دیکر از سرنو دونون صوبون پر قبضہ کرلیا۔ یہ انکی
کاردانی کا سبب تہا کہ اکثر بڑے معرکون مین جو عہدہ داران سے زیادہ مناصب بہی رکہتے تہے
وہ اُن کے ماتحت کام کرتے تہے۔ چنانچہ اسی بنگالہ کی لڑائیون مین راجہ ٹوڈرمل وزیر مرزا عزیز اعظم خان

خان کوکہ میر فتح اللہ و شاہ قلیخان وزرا اور راجا وغیرہ کی چند لڑائیون مین نواب خانخانان باوجود خطاب خانخانی و سپہ سالاری اُن کے ماتحت وزیر کمان رہے غرض ضوابط ملک داری و قواعد صف آرائی و آراستگی و درستی سپاہ مین یگانۂ روزگار تھے نصرت و فیروزی خدا کی طرف سے دم قدم کے ساتھ تھے ہمیشہ فتحیاب رہے وقت مرگ عمر ستر برس سے تجاوز کر چکے تھے پر ان کی تیغ خاراشگاف غلاف نہوئی تھی۔

تموّل و دولتمندی سخاوت اور قومی ہمدردی جس طرح یہ شجاعت مین معروف تھی سخاوت بھی ان کی کچھ کم نہ تھی ان کے اخراجات کو دیکھ کر لوگ محو تحیر ہوتے تھے۔ ماثر الامرا مین ہے کہ ان کی سرکار مین بیش قرار تنخواہون کے ملازم تھے چنانچہ منجملہ ان کے دس آدمی ایک ایک لاکھ روپیہ سالانہ تنخواہ پاتے تھے اور نو ہزار سوار آزمودہ کار اُن کے ذاتی ملازم تھے جس کی تنخواہ تیس لاکھ روپیہ سالانہ ہوتی ہے ہر پنجشنبہ کو سو اشرفی کی شیرینی نیاز حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کیا کرتے جس کا سالانہ خرچ قریب لاکھ روپیہ کے ہوتا ہے ہمدردی قومی اس درجہ تھی کہ اپنی قوم مین کسی کو مفلس و محتاج نچھوڑا تھا اسی پر ان کے دیگر مصارف کو قیاس کر لینا چاہئیے باایمہ اخراجات کثیر اُن کے انتقال کے بعد پچاس برس تک اُن کے خزانے اور دفینے برآمد ہوتے رہے لہذا شہرت ہوگئی تھی کہ پارس پتھر ان کے ہاتھ لگ گیا ہے یہ اخراجات اوسی کی وجہ سے ہین۔

حق پسندی انصاف و حق پژوہی و بہی خواہی دولت ایسی تھی کہ مخالفین سے بھی اچھے کامون مین خوش ہوتے اور داد دیتے تھے۔

نقل چار چمن مین ہے کہ شہباز خان و راجہ توڈرمل وزیر کے باہم چشمک وان بن تھی یہ باوصف وزارت یہ اوس کی کچھ حقیقت نہ سمجھتے تھے جب صوبہ داری مالوہ سے واپس آئے دربار مین راجہ توڈرمل سے بغلگیر ہو کر ملے اور بہت شفقت و مدارات سے پیش آئے بادشاہ نے

یہ امر خلاف عادت دیکھکر استعجاباً سبب پوچھا عرض کیا کہ مالوہ مین جس جگہہ مینے دفتر کا معائنہ
کیا اس ہندو بچہ کی کاردانی سنے مین بہت خوش ہوا لہذا پیار کرتا ہون اور دلی خوشنودی
کا اظہار کرتا ہون۔

اتباع سنت اتقا پرہیزگاری بحسب صلاح و تقویٰ کہا جا سکتا ہے کہ یہ شخص کہلا
ہوا دلی تہا۔ اکبری دربار مین نت نئے خانہ بر انداز شریعت احکام جاری ہوتے امراء کو چار
و ناچار پابندی کرنی پڑتی۔ ڈاڑہی منڈانا کان چہدانا۔ شراب پینا۔ مہرین لفظ مرید کندہ
کرانا۔ اور بہت سی مزخرفات گویا آئین دربار مین داخل ہو گئے تھے اس بہادر خدا پرست نے
باہمہ قربت شاہنشاہی ان مین سے ایک بات کا بہی اتباع نکیا اور مراسم نامشروعہ کے
اجرا کی تعمیل مین کبہی بادشاہی احکام اور ناخوشی کی پروا نہین کی جسم و جوارح کو خدمات
شاہی کے لئے وقف کر دیا تہا پر دل کی لو حاکم حقیقی کے ساتہہ لگی ہوئی تہی۔ تہجد و اشراق
یہانتک کہ سنت عصر بہی کبہی قضا نہین کی۔ ہر وقت باوضو ہمیشہ تسبیح بدست ورد برزبان
اور مابین عصر و مغرب حرف دنیوی سے ساکت رہتا۔

نقل ایک روز بادشاہ قریب عصر شہباز خان کا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین لئے ہوئے (فتحپور)
کے تالاب پر چہل قدمی اور ہواخوری کرتا ہوا باتون مین مصروف تہا شہباز خان بار بار جانب
آفتاب نگاہ کر کے نماز کا وقت دیکہہ لیتا حکیم ابوالفتح و حکیم علی گیلانی وغیرہ چند امراء وندمائے
سلطانی کچہہ فاصلہ سے علیحدہ کہڑے ہوئے باہم کہہ رہے تھے اگر آج اس شخص کی نماز قضا
ہوئی تو جانو کہ یکا دیندار ہے ورنہ ریاکار ہے کیونکہ موقعہ ایسا ہی تہا ہرگز امید نہتی کہ بادشاہ
نماز کی مُہلت دیگا اور یہ خلاف مرضی اُس کے پنجے سے چہوٹنے کی جرأت کر سکین گے۔ جب
وقت نماز اخیر ہونے لگا بادشاہ سے اجازت چاہی فرمایا قضا پڑہہ لینا وقت تنگ ہونے لگا
اور شہباز خان نے جان لیا کہ اب یہ نچہوڑے گا تب یکا یک اپنا ہاتہہ بادشاہ کے ہاتہہ مین
سے کہینچ اور دوپٹہ بچہا کر جہٹ نیت باندہ لی ناچار بادشاہ خاموش ٹہلنے لگا بعد نماز نوافل کے

وظیفہ معمولی شروع کردیا بادشاہ جب پاس آتا اُٹھتا تا اور کہتا کہ وظیفہ پھر پڑھ لینا حکیم علی گیلانی
وغیرہ نے اس کار خیر مین نواب کی یہ جرأت وجسارت دیکھکر آفرین کے اور باہم مشورہ کیا کہ اب
اس عزیز کے کام مین خلل پڑنا اچھا نہین آگے بڑھے اور بادشاہ کو باین التماس اپنی طرف
متوجہ کیا کہ لطف خسروانی انہین کا حصہ نہین اور بھی خانہ زاد و بندگان سلطانی عنایت ومراحم
شاہی کے امیدوار ہین چنانچہ بادشاہ ادن سے مشغول بہ سخن ہوگیا اور شہباز خان نے باطمینان
خاطر اپنا معمول پورا کیا صاحب منتخب نے ۹۸۷ھ کے واقعات مین لکھا ہے۔ اکبر نے قطب الدین محمد
اور شہباز خان سے تقلید چھوڑنے کی تاکید کی قطب الدین سیدھا سادہ سپاہی تھا اُس نے
دلسوزی سے کہا اَور ولایتون کے فرمانروا مثل سلطان روم وغیرہ ان باتون کو سُنکر کیا کہینگے
وہ سب دیندار ہین تقلید ہو یا تحقیق اکبر نے بگڑ کر کہا تو اپنا مُنہ کالا کر وہین چلا جا شہباز خان نے
بھی تیز و تند سوال وجواب کئے بیربر جو دین الٰہی اکبر شاہی مین داخل ومرید باخلاص تھے اسلام
و اہلِ اسلام والون کو جو چاہتے کہہ جاتے مسلمان امراء کو یہ بات ناگوار ہوتی ہوگی پر کوئی زبان نہ
کھول سکتا تھا بیربر اسوقت بھی موقع تاک کر کچھ بولے اور بار بار اسلام پر طعن کرنے لگے شہباز خان
بجوش حمیت اسلامی اس گفتگو مین بہت گرم ہوگیا اور بیربر کو اُس نے اس سختی سے ڈانٹا کہ
صحبت بدمزہ ہوگئی امراء آپس مین کُھسر پُھسر کرنے لگے اُس نے بیدھڑک سر دربار صاف صاف
کہدیا کہ اے کافر ملعون اب تو بھی ایسی باتین کرنے لگا ہم تیرا کام تمام کرسکتے ہین بادشاہ کی
طبیعت بگڑ گئی وہ بیربر کی طرف دار ہوگئے شہباز خان کو صاف صاف اَورون کو گھما بہت
ہی سخت سُست بُرا بھلا کہا کیا بکتے ہو گو بھری جوتیان تمہارے مُنہ پر لگواؤنگا۔
یہ سب کچھ ہوا مگر شہباز خان اپنی اخلاقی دلیری وجوش مذہبی سے اُسی صراط مستقیم پر قایم رہا۔
لطیفہ سُننے مین آیا ہے کہ جب شہنشاہ جمجاہ نے کانون مین بالا پہنی کا حکم دیا اُمراء نے تسلیم
کیا سب کان چھدا چھدا گوشوارہ پہن دربار مین پہونچے شہباز خان نے سر قبضہ شمشیر مرصع
حلقہ ڈلوایا اور حاضر حضور ہوئے انہین دیکھکر چشمک زنی ہونے لگی اکبر کی نظر پڑی عدم تعمیل

حکم کا سبب پہونچا شہباز خان نے دست بقبضہ ہو کر تلوار پیش کی اور با ادب تمام عرض کیا حضور مردون کے ناک کان یہی ہے جس کے ہاتھ مین تلوار نہیین وہ مرد نہیین اور ہے ہی تو بے گوش و بینی ہے بادشاہ کو پسند آیا اور اُس سے درگذر فرمایا۔

اللہ اللہ یہ اسلاف محمود کیسے مقبول و مستقل تھے بادشاہ کا تقربُ ملکی و مالی خدمات کا تعلق دائمی سفر جنگ و جدل ملک گیری رات دن کا شغلہ صدہا نازک تعلقات ہزارون قسم کے معاملات صدہا تفکرات مگر آفرین صد آفرین پھر بھی پابندی وضع ضبط اوقات اتباع احکام شریعت مین اس درجہ چستی کہ فوت فرایض و واجبات کا تو ذکر کیا ترک استحباب بھی نہو۔

بعض اخلاف ناسعود جنکو جہل و نادانی سستی کاہلی نے نکما کردیا ہے جنہین نہ دین سے مس نہ دنیا کی حس وہ دولت دُنیا کو منافی و متناقض سعادت اخروی سمجھتے ہین لیکن ان اسلاف کے سچے حالات اون کے خیالات کی تردید و تکذیب کرتے ہین اسقدر دنیوی عروج کے ہوتے ہوئے جیسے دلی خلوص سے یہ لوگ خداے بے ہمتا کی بے لوث پرستش کرتے تھے ذرا انصاف سے دیکھا جاوے تو بلا تامل اقرار کرنا پڑے گا کہ باوصف اس کے کہ اُن کے مقابلہ مین دولت دنیا کا کوئی عدد صحیح ہمارے حصہ مین نہیین آسکتا دینے احکام کی بجاآوری مین بھی ہم اُن سے اسقدر پیچھے ہٹے ہوے ہین اس سے ظاہر ہے کہ نہ دولت نے ہکو دین سے روکا نہ شریعت غرا نے دولت کمانے سے ہمین منع کیا ہان بُرا ہو اس جہل و غفلت کا جو خدا و رسولؐ سے بے پروا کردیتی ہے مولانا روم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

چیست دُنیا از خدا غافل بدن		نے قماش نقرہ و فرزند و زن	

علامی فہامی شیخ ابو الفضل جیسا شخص باوجود اتنے مخالف طریقت کے شہباز خان کی نسبت سوائے اس کے کچھہ نہ لکھہ سکا "در ہر گونہ پرستاری خدمت دسر براہی سپاہ کم ہمتا بود اگر تقلید پرستی داشتی در بازار ہنجار کسنود سے طراز فرد ہندگی برگرفتی" قید در ہائی دُنیا مین ہر شخص کو کچھہ نشیب و فراز پیش آجایا کرتے ہین ؎

ڈھنگ ایک سے نہین چمن روزگار کے	کچھ دن خزان کے ہوتے ہین کچھ دن بہار کے

خصوصًا بادشاہون کی نسبت تو حکما کا قول ہے (گاہے بسلامی برنجند و گاہے بدشنامے خلعت دہند) اسی طرح اکبر نے کسیوجہ سے ناخوش ہوکر چند روز کے لئے شہباز خان کو نظر بند کردیا تہا قید شہباز خان کے ساتھ مخصوص نہ تہے اکثر امراء معتوب ہوکر بغرض ادب آموزی مقید و معطل کردئے جایا کرتے تہے مصرعہ نزدیکان را بیش بود حیرانی -
چنانچہ واقعات سنہ ۹۸۷ء سے ظاہر ہے کہ خان اعظم جو بہت دنون سے نظر بند تہا اگرہ سے بلاکر پانچہزار سوارون کے ساتھہ حکومت بنگالہ پر نامزد کیا گیا ماوراے اس کے اکبر و نیز دیگر سلاطین کی تاریخ مین ایسی بہت نظیرین ملین گی جسے بخوف طوالت و عدم ضرورت ہم قلم انداز کرتے ہین علی ہذا القیاس چند روز کو شہباز خان بہی ادب آموزی کے لئے بٹہاے گئے جب سنہ ۹۹۱ ہجری و سنہ ۲۹ جلوس اکبری مین بنگالہ منبع شور و فساد تہا شاہی امراء مقابلہ معصوم خان کابلی سے عاجز آگئے تہے اکبر نے شہباز خان کو رہائی دیکر لشکر بنگالہ کی کمک کو روانہ کیا تاکہ معصوم خان کو صوبہ عیسی سے نکال کر اُس سرکار کو جاگیر دارون کے حوالہ کردے - اس بہادر جرنل و نامور سپہ سالار نے وہان پہونچکر سخت لڑائیان کین اور غنیم کو شکست پر شکست دیکر فتح کامل پائی ابو الفضل نے لکہا ہے کہ قید سے رہائی پاکر شہباز خان نوازشہاے خسروانہ سے سرفراز کیا گیا اُس نے بہی اخلاص گزینی و خدمت پذیری آئین گزیدہ کرکے نیک نامی حاصل کی یعنی خدمات شایستہ سے نعم البدل پایا جو باعث مکافات زمانہ گذشتہ ہوا -

شہباز خان کی وفات سنہ ۴۳ جلوس مین اکبر نے شاہزادہ سلیم یعنے جہانگیر کو رانا اودیپور کی تسخیر کے لئے اجمیر شریف روانہ کیا - نواب شہباز خان پہلے رانا کو شکست دیکر پہاڑون مین بہگا کر آوارۂ دشت ادبار کرچکے تہے اونکو شاہزادہ کا اتالیق مقرر کیا شہباز خان کو سیاب خوری کا شوق تہا پہلے اُس کے ضرر سے دست و کمر مین درد ہو کر اچہے ہوگئے تہے اب اجمیر مین وہی عارضہ لاحق ہوا ساتہہ ہی تپ عارض ہوئی لیکن علاج سے تندرست ہوگئے

سن چوالیس جلوس اکبری مین مطابق سنہ ہجری دفعتہً انتقال ہوگیا عمر ستر برس سے گذر گئی تہی دین و دنیا کے سب مزے چکھ چکے تھے مرنیکے سوا باقی کیا رہا تہا ؎

کہ می بند قدم اندر سرائے کون وفساد		کہ باز روے براہ عدم نمے آرد

شاہزادہ اون کے مال ومتاع پر متصرف ہوکر بلا انصرام مہم رانا الہ آباد چلا گیا مرتے وقت روضۂ مقدس حضرت خواجہ معین الحق والدین چشتی اجمیری قدس سرہ کے اندر دفن کرنے کی وصیت کی تہی خدام روضۂ معلےٰ راضی نہوئے ناچار باہر دفن کیا گیا۔ رات کو حضرت خواجہ غریب نواز نے مجاوروں ومنتظموں کو بعالم خواب تاکید وتہدید فرمائی کہ شہباز خان ہمارا دوست ہے اسکو شمال رویہ گنبد کے اندر جگہہ دو۔ صبح اون کے مبالغہ ومنت سماجت سے نعش قبر سے نکالکر اُس جگہہ جہان خواجہ بزرگ رح نے ارشاد فرمایا تہا دفن کی گئی۔ اس سے اُس کا پایۂ قبولیت اور اُس کی اخروی معاملات کی حالت بخوبی سمجہہ مین آسکتی ہے ؎

	شہرت وبیدار بلاتے ہین یون		چاہتے ہین جسکو بلاتے ہین یون	

الحق یہ شخص نہایت سخی شجیع معرکہ آرا مدبر متقی اقبال مند ومقبول بارگاہ صمدیت تہا۔

نقل عجیب جب اپنے عہد سلطنت مین نور الدین جہانگیر بادشاہ دار الخیر اجمیر کو گیا مرزا محمد علی بیگ نے حاضر ہوکر مزار پُر انوار خواجہ بزرگ کی زیارت کی نواب شہباز خان کے ساتہہ مرزا کو ہمیشہ سے الفت تہی اُس کی قبر دیکہکر بکمال تپاک اُس سے لپٹ گیا اور کہا یہ ہمارا قدیمی دوست تہا بس اوسی وقت جان نکل گئی وہین مرزا کو دفن کیا گیا اور مثل (دوست بدوست پیوست) صادق آئی۔

یہ واقعہ ۱۱ سنہ جلوس جہانگیری و ۲۲ ربیع الاول ۱۰۲۵ ہجری کا ہے مرزا کا مولد ومنشا بدخشان تہا بعدورود ہندوستان اکبر کی ملازمت مین داخل ہوا اکبر شاہی خطاب پایا عہد جہانگیر مین منصب چار ہزاری وچار ہزار سوار وصوبہ داری کشمیر پر مامور رہا معرکۂ جنگ مین دلاور اور فضلاء وصلحاء کا دوست تہا۔

شہباز خان کی اولاد اُن کی اولاد کی پوری تعداد اور تفصیلی حالات ہمکو نہین ملے اتنا معلوم ہے کہ دو بیٹیان اور نیاز خان و الہام اللہ خان دو بیٹے تھے ایک لڑکی کی شادی شیخ محمد مارہروی کے ساتھ ہوئی تھی۔ شیخ محمد کا حال اون کے اسلاف کے ساتھ اسی ضمن امراء مین ہم لکھین گے۔ دوسری بیٹی زین الدین کو بیاہی تھی۔ زین الدین شہباز خان کے داماد اکبری امراء مین تھے ہمیشہ ملکی مہمات مین شریک رہے ۹۸۰ھ مین جبکہ راجہ ٹوڈرمل محمد معصوم کابلی کے مقابلہ سے عاجز ہوکر (مونگیر) مین قلعہ بند اور پناہ گزین ہو گیا تھا اُس کے پاس خزانہ ہو چکا لشکر پر خرچ کی تکلیف گذرنے لگی تب زین الدین نے ایک لاکھ روپیہ ڈاک چوکی کے ذریعہ سے دریا کے راستہ راجہ پاس پہونچایا ۲۹ سنہ جلوس اکبری و ۹۹۱ھ مین امراء اکبری نے مظفر ابن سلطان محمود گجراتی والی احمد آباد سے ہزیمت پائی قطب الدین احمد قلعہ بروده مین بند ہو گیا اُس کے سردار مظفر سے آملے زین الدین نے ساتھ نچھوڑا قطب الدین احمد نے بغرض صلح زین الدین کو جو قابل شخص تھے بطور سفارت مظفر پاس بھیجا اُس نے بکمال نخوت وخیرہ سری معاذ اللہ زین الدین کو قتل کر دیا اس طرح اُن کی جان عزیز اپنے خداوند نعمت کی خدمات مین نثار ہو گئے۔ بعد مین قطب الدین کو امن دیکر قلعہ سے نکالا وہ بڑی عاجزی سے اُس کی خدمت مین آیا چودہ لاکھ خزانہ کنہایت اور تمام خزانہ و اسباب قطب الدین احمد جو زائد از دس کرور تھا مظفر کے ہاتھ لگا اکبر نے مرزا جان ولد بیرم خان خانخانان و دیگر امراء کو اس مہم پر مامور کیا اور بعد زد و برد بسیار فتح پائی۔

نیاز خان پسر نواب شہباز خان شہاب الدین شاہجہان صاحبقران کے امراء مین تھا ملا عبد الحمید نے (بادشاہ نامہ) مین ذکر کیا ہے کہ ہشت صدی ذات و چار صد سوار انکا منصب تھا۔ (جس کی تنخواہ پانچہزار روپیہ ماہوار ہوتی ہے)۔

الہام اللہ خان فرزند شہباز خان صاحب نام و نمود تھے ہمیشہ روشناس بارگاہ السلاطین رہے عہد شاہجہان بادشاہ مین خدمت وقائع نگاری

(بکلانہ[۱]) ان کے سپرد تھی عمر گرامی وہین بسر کی۔

مولوی محمد احسان علی خان بچند واسطہ شہباز خان کی نسل سے ذیعلم شخص تھے محمد شاہ بادشاہ کے زمانہ مین پانصدی ذات پانصد سوار انکا منصب تھا بربادی دہلی کے سبب امروہہ آکر سکونت کی ان کے بیٹے حافظ عبد الرحمن علم تجوید وحفظ قرآن وصلاح وتقوے مین بیعدیل اور اون کے سات بیٹے ساتون حافظ وقاری تھے اونکی اولاد کا سلسلہ بفضلہ تعالیٰ موجود ہے۔

اکرام اللہ خان شہباز خان کا چھوٹا بھائی (جلال الدین اکبر بادشاہ) کے امرا مین دوہزاری منصب تھا (جس کے بارہ ہزار ماہوار ہوتے ہین) لاہور مین اونہون نے نہایت نفیس مکان بنوائے تھے سنہ ۳۱ جلوس مین اکبر کی بڑی دہوم دہام سے ضیافت کی بیش بہا تحفے پیشکش کئے بعض چیزین بادشاہ نے قبول فرمائین علاوہ اس کے اور بھی چند مرتبہ بادشاہ اون کے مکان پر گیا وبشمول عواطف خسروانی فرمایا اکثر سفر وحضر مین اکبر کے ساتھہ اور لڑائیون مین شریک رہے سنہ ۳۱ جلوس و سنہ ۹۹۴ھ مین اکبر نے ہرصوبہ مین بخشیون کے پاس دو دو دیوان مقرر کئے شہباز خان اوسوقت ملتان کے بخشی تھے اور کرم اللہ خان اون کے دیوان بیسوین تیر ماہ سنہ ۱۰۰۲ ایکہزار دو ہجری بمقام (سرونج) بیماری سے انتقال ہوگیا اکبر نے اون کے بیٹون کو مراحم خسروانی سے تسلی وتشفی دے کر

[۱] بکلانہ دکن مین ایک ملک ہے اوس کے دو قلعہ (سالیر) (ہلیر) سر بفلک کشیدہ ہین چودہ سو برس سے بہرجی حاکم اُس ملک کے اباواجداد کے تصرف مین تھا پندرہ لاکھہ سالانہ آمدنی تھی سنہ ۱۱ جلوس شاہجہانی مین مطابق سنہ ۱۰۴۸ھ شاہزادہ محمد اورنگ زیب نے فتح کیا اعتدال آب وہوا وکثرت انہار واشجار ثمردار وسبزہ وریاحین مین نظیر کشمیر ہے خوشہ انگور فخری وترنج آٹھہ آٹھہ اور ایک ایک آنبہ ڈیڑھ ڈیڑھ سیر وزن کا ہوتا ہے وہان کے آنبون کی کثرت وکلانی اور اوس کی فصل کی درازی مدت اور بیخ کموو کی تختگی اہل دکن مین مشہور ہے ۱۲ منتخب اللباب صفحہ ۱۶۱ ج ۲ —

سنگیبا گیا بعض مورخ لکھتے ہین کہ خواجہ شاہ منصور کو جو مرزا حکیم سوتیلی بہائی اکبر کے ساتہہ سازش رکھنے کی علت مین منزل کھیہ کوٹ نواح انبالہ مین سولی دئے گئے اون کے قتل کی سازش مین کرم اللہ بہی شریک تھے اور کچھہ خطوط پیش کئے جو جعلی تھے تعجب یہ ہے کہ راجہ مان سنگہ نے بہی تین خط اٹک سے گرفتار کرکے بھیجے اور لکھا کہ شادمان کے بستر مین سے نکلے ہین منصور کے مزاج مین وقت جزرسی سخت گیری بندت تھی امراء سے سپاہی تک سب اون سے تنگ تھے راجہ توڈرمل سے اُنکی چشمک اور نہایت اَن بن تھی اونہین کی کارسازی تھی اوسوقت کوئی نہ سمجھا بعد مہم مرزا حکیم کے کابل ہوکر اکبر نے تحقیقات کی اور راز کھلا راجہ اور خواجہ کی کاغذی بحثین تھین دونون منجھے ہوئے اہلکار اور سُلجھے ہوئے پچیت تھے خدا جانے طرفین سے کیا کیا وار چلتے ہون گے اُس وقت اُنکا چلگیا اُنکا نہ چلا۔

شیخ مجاہد خان ابن مصاحب خان ابن محب علے خان صاحب طبقات اکبری نے بضمن امراء کبار پائے تخت اکبری انکا ذکر کیا ہے نہایت شجیع و دلاور تھے منصب ہزاری پایا تھا بڑی بڑی لڑائیون مین شریک رہکر داد شجاعت دی جب اکبر ۹۸۴ھ سنہ ۲۲ الٰہی اجمیر مین تھا سرکردگی کنور مان سنگہ پانچہزار سوار جرار رانا کیکا کی سرکوبی کو روانہ کئے شاہ غازیخان تبریزی و خواجہ محمد رفیع بدخشی و مجاہد خان سرداران کو اُن کے ہمراہ کیا آصف خان کو منصب بخشی گری اور مان سنگہ و جمیع سرداران کو خلعت فاخرہ و اسپان عراقی و عربی عطا ہوئے ۲۰ محرم ۹۸۵ھ کو یہ لشکر فتح و فیروزی کے ساتھ واپس آیا۔

جس زمانہ مین شہباز خان ملک بہاتی مین جس کے شرق طرف دریائے شور و جانب مغرب کوہستان بنگالہ و جنوب ٹانڈہ و شمال دریائے شور و کوہستان تبت ہے عیسی والی بہاتی سے معرکہ آرائی کر رہا تھا اور امرا تخت عیسی سے زر کثیر لیکر براہ کوتاہ بینی لشکر شاہی کی شکست چاہنے لگے شہباز خان کے اطلاع دینے پر اکبر نے اول سعید خان چغتا و پیشرو خان اور خواجہ فتح اللہ خان کو بہر راجہ رامداس کچھواہہ و شیخ مجاہد کو جو سردار نامدار تھے روانہ کیا اور شہباز خان

کو لکھا کہ اور سپاہ درکار ہو تو راجہ تو ڈرمل و مطلب خان و شیخ جمال بختیار و دیگر بندگان کارگذار کو بھیجا جاوے۔ اوس نے جواب دیا کہ لشکر کافی ہے اور مکرر چڑھائی کر کے بعبور دریائے شور جنگ کی معصوم خان کو شکست فاش ہوئی بہت سے آدمی اوسکے گرفتار ہوئے اور غنیمت بیشمار ہاتھ آئے عیسیٰ خان نے اطاعت قبول کی۔ معصوم خان کو یقین تھا کہ لشکر اس دریار بزرگ سے عبور نکر سکے گا یہی باعث اوسکی نخوت و پندار کا تھا بالاخر (شیخ مجاہد) نے ولایت (کوتلمیر) کے معرکہ جنگ مین مردانہ داد شجاعت دیکر درجہ شہادت حاصل کیا (محب علی خان) مجاہد خان کے دادا بھی امرا شاہی مین تھے اکثر مخالفان سلطنت سے نبرد آزما و گرم پیکار رہکر نام آوری حاصل کی۔

شیخ گدائی اصلی نام عبدالصمد تھا۔ مولانا شیخ جمالی دہلوی جو مشہور شاعر و عالم عارف تھا اوسکے بڑے بیٹے ہین بزرگی و جاہ مین ہم پہلوئے پدر نامور تھے۔ آغاز شعور سے پایان عمر تک ہمت عالی اکتساب مفاخر و معالی پر مصروف رکھے ہمیشہ اطوار بزرگی اور اوضاع جاہ و دولت کا پاس ملحوظ رہا طبیعت لطیف پائی تھی کمالات صوری خوب حاصل کئے۔ بڑے بڑے فاضلون کی صحبت مین رہے اور اونکی برکتون سے متمتع ہوئے۔ ماورائے دیگر کمالات علمی شعرگوئی سے بھی انکو مناسبت تھی۔ ہندی زبان مین خوب لکھتے اور پڑھتے بھی اچھا تھے میر علاء الدولہ قزوینی متخلص (بہ کاہی) نے اپنے تذکرۃ الشعرا موسوم بہ (نفایس المآثر) مین یہ غزل انکی نقل کی ہے۔

غزل

گئے جان منزلِ غم شد گئے دل	غمت را ہے بر ہم منزل بمنزل	مشو غافل زحالِ دردمندے
کہ از حالِ تو یکدم نیست غافل	دلِ دیوانہ در زلف تو بستم	گرفتارم بآن مشکین سلاسل
بجان دادن اگر آسان شدی کار	نبودے عاشقان را کار مشکل	گدائی جان بناکامی برآمد
نشد کارم زلعل یار حاصل		

شروع مین نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے مقربون مین تھے جب سلطنت شیر شاہ کے ہاتھ آئی بوجہ اون خصوصیتون کے جو ہمایون کے ساتھ تھین ہند مین

ٹھیرنا مناسب نجانا سیاحت کو اقامت پر ترجیح دیکر گجرات گئے وہان سے معہ اہل وعیال حرمین
شریفین کی راہ لی حج سے مشرف ہوکر جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد دولت مین وطن مالوفہ
کی طرف مراجعت کی - ہمایون کے شکست کہانے کے بعد جب نواب بیرم خان خانخانان
شیرشاہ کے پاس گرفتار ہوگیا اور بسفارش مسند علی وعیسیٰ خان رہائی پاکر گجرات گیا شیخ
گدائی وہان موجود تھے - اوس حالت غربت وبیکسی مین خانخانان کے ساتھ اونھون نے بہت
لطف ومدارا کیا اور نہایت آدمیت وجوانمردی سے پیش آکر بکمال حسن سلوک عزت وحرمت
سے ہمایون پاس روانہ کردیا تھا - سال اول جلوس اکبری مین مطابق ۹۶۳ھ نوسو تریسٹھ ہجری شیخ
نے گجرات سے دہلی پہونچکر بلازمت شاہی حاصل کی آوسوقت سلطنت کی باگ بیرم خان کے
ہاتھ مین تھی اوس نے بوجہ سابقہ حقوق صحبت وصداقت شیخ کا نہایت اعزاز واکرام کیا اور منصب
اعلیٰ (صدارت کل) پر جو قریب منصب وزارت ہے شیخ کا تقرر ہوا - تمام ہندوستان - ماورالنہر
خراسان - عراق کے علما ومشایخ کا شیخ سے رجوع وتعلق تھا - خانخانان کے ساتھ ایسی موافقت
آئی تھی کہ خان موصوف کوئی ملکی کام ہو یا مالی بلا مشورت وبغیر صلاح شیخ کے ہرگز نکرتا تھا -
فرمانون کے پشت پر شیخ کی مہر ہوتی تھی - اور تسلیم اونکو معاف ہوگئی تھی - شیخ کی عظمت شان
اس درجہ بڑھ گئی تھی کہ سواری مین عرش آشیان (اکبر) کے ساتھ مصافحہ کرتے تھے مجلسون
اور محفلون مین جمیع اکابر وعلما اور کل سردارون پر شیخ کو ترجیح دیجاتی تھی - جبکہ اکبر حصار سرہند
مین تھا باہم ناصر الملک وشیخ کے اَن بَن ہوگئی بیرم خان کو شیخ کی رعایت ملحوظ تھی وہ اوس کا
جانبدار ہوگیا ناصر الملک چند روز دربار مین نہ آیا بارے چند مصلحون نے درمیان پڑکہ صلح کرادی
جب بیرم خان ترک تعلقات کرکے عازم حرمین شریفین ہوا نواحی بیکانیر مین شیخ اوس سے رخصت ہوکر
بوجہ خصومت بعض حسد پیشہ اشخاص کے چندے کوہ (جا جلیر) پر قیام کیا - پہر دہلی آئے اور گوشہ
آسایش مین قیام فرمایا - مدد معاش معین پر قناعت کی - مشایخ دہلی کے مزارات پر عرس کی تقریبون
مین بڑی زیب وزینت وکرّوفر سے مجلسین ترتیب دیتے - اور باوصف کبرسن نہایت عیش وتنعم

وعظمت کے ساتھ بساطین بہشت آئین مین بسر کرتے تھے شیخ کی وضع صوفیانہ تھی اکثر خانخانان اور گاہ گاہ خود شہنشاہ جلال الدین اکبر اونکے مکان پر جاکر مجالس سماع مین شریک ہوتا تھا امرا کو اوس کے اس مرتبہ سے ایسا حسد ہو گیا تھا کہ گویا گھر گھر ماتم تھا میر سید نعمت اللہ رسولی نے ایک قطعہ اوسکی ہجو مین لکھکر مشہور کر دیا تھا کسی شخص نے شیخ کی مسجد مین لکھ بھی دیا تھا ایک شعر اوسکا یہ ہے۔ **شعر**

نام گدائی میرتان گدائی مخور	زانکہ گدائی بد است روئی گدائی سیاہ

سنہ ۹۷۶ھ نوسو چہتر ہجری مین بمقام دہلی شیخ نے سفر آخرت اختیار کیا۔ اپنے باپ کے مقبرہ مین مدفون ہوئے۔ ایک مسجد نہایت عالی شان اونکی بنائی ہوئی مزار پدر کے متصل موجود و یادگار زمانہ ہے **شیخ جان محمد** اونکے بیٹے اور جانشین تھے اکبر کو اونکے ساتھ لطف وحسن ظن تھا۔ شیخ پر حسد پیشہ و نفاق سرشت لوگون نے بعض الزام لگائے ہین مثلاً بیرم خان کا بادشاہ سے بگاڑ کرا دینا۔ اراضی مدد معاش کا ضبط کر لینا اپنے درباروارونکو جاگیرین عطا کرنا۔ ملائی بدایونی نوعیب چینی و بدگوئی کے بادشاہ ہین بقول ازاد دہلوی۔ (جو شخص ملا صاحب کی تاریخ پڑھے گا بلکہ دربار اکبری مین اونکی باتین سنیے گا سمجھ جائے گا کہ انکی طبیعت کا حال کیا ہے کسیکو ترقی کرتے دیکھا نجاتا تہا جسے عزت کے کپڑے پہنے دیکھے ضرور نوچنی لی اہل علم کی زیادہ کہ ہم پیشہ تھے انمین اگر شیعہ ہے تو کیا کہنا شکار ہاتھ آیا بہلا تمام دنیا کے لوگ کیسے اہل معرفت و اہل اللہ بچا یئین[1]) اونہون نے عاذنا بات بات پر چٹکیان لی ہین۔ دہلی زبان سے شیخ کے نسب پر بھی حملہ کر گئے ہین لکھتے ہین کہ (شیخ کی معراج سے جسکے نسب کو بھی اچھا نہ سمجھتے تھے سب اکابر گبھرائے) واقعات سنہ ۹۷۶ھ مین شیخ کے مرگ کی تاریخ (مُردہ خوک کلان) لکھکر اپنے جوہر فضیلت وشرافت نفس و پاک طینتی کا ثبوت دیا ہے۔ پھر لکھتے ہین کہ اوسکی اولاد کا گھر بھی اور گھرون کی طرح خراب ہے۔ لیکن اہل خرد جانتے ہین کہ یہ سب امور کچھ زیادہ وقیع اور قابل لحاظ نہین۔ بات صرف اتنی ہے کہ بیرم خان خانخانان سے انکی خصومت

[1] صفحہ ۲۶۲ دربار اکبری ۱۲

تھی - بیرم خان جو کہنے کو وزیر پر تدبیر کا بادشاہ تھا - جو سارے مصائب مین ہمایون کا ہمدم و ہمقدم اور اکبر کا حامی رہا - جو ہندوستان مین سلطنت تیموریہ کا بانی ہوا - جسے اکبر خان بابا کہتا تھا - جسکی خوبیان لکھنے مین اہل تاریخ کی زبانین خشک ہوئی جاتی ہین بالاخر خود غرض لوگ اوسے نہ دیکھ سکے وہ وہ داؤن چلے کہ دربار اکبری سے ایسا دلسوز دانشور مدبر علیحدہ ہی کر دیا گیا اور جس طرح اوسکی جان گئی اس داستان طویل کے اس مختصر مین گنجایش نہین - جب بیرم خان نے تنگ آکر اپنے وفادار مصاحبون سے مشورہ کیا بعض کی رائے تھی کہ بہادر خان کو فوج دیکر مالوہ بہیجا ہے وہان چلو ملک تسخیر کرو اور بیٹھ جاؤ - بعض کی صلاح تھی کہ خانزمان پاس چلو پورب کا علاقہ افغانون سے صاف کر کے وہان رہو شیخ گدائی وچند دیگر اشخاص کی رائے ہوئی کہ جریدہ سوار ہو کر حضور شاہی مین حاضر ہو کر عرض و معروض کرو - اس واقعہ سے شیخ کے خیالات کی پاکیزگی صلاحیت و سنجیدگی رائے ہوا خواہی سلطنت ظاہر ہوتی ہے اگر شیخ بد دماغ کوتاہ نظر بدخواہ سلطنت اور بدسگال سلطان ہوتا تو مثل دوسرے سردارون کے بغاوت کی رائے دیتا - اوسوقت ذرا ذرا سی مخالفت پر حقوق نعمت دیرینہ نظر انداز کر کے امرا باغی ہو جایا کرتے تھے - بیرم خان ہر شخص اور زمانہ کا مزاجدان و دولت اکبری کا جان نثار اور خود اس چمن کا باغبان تہا اوس نے شیخ ہی کی نیک صلاح پر کاربند ہونا مناسب جانا - باانیہمہ خود غرض ستم پیشہ لوگون کے ہاتھون جو کچھ اوسپر گذرا تاریخ مین جلی حرفون سے لکہا ہوا ہے - یہانپر یہ بات بہت آسانی سے سمجھ مین آسکتی ہے کہ جب خانخانان جیسے شخص کے ساتھ بدخواہون نے وہ سلوک کئے ہین اوسکی مدفقار پر کیا کیا وار چلے ہونگے بچارے شیخ گدائی جسکی خصوصیت اوسکے ساتھ سب سے زیادہ تھی اونکے طعن و تشنیع سے کیونکر بچ رہتے اور جو کچھ اونکی نسبت کہا اور کیا جاتا بہت تہوڑا تھا - پر ہم سے پوچھو تو شیخ تہا خوش قسمت جب بیرم خان سے جدا ہو کر حضور شاہی مین آیا بقول صاحب (مآثر الامرا) ارکان خلافت و امرا دربار نے اوسکی ایذا دہی کے واسطے ہر طرح بادشاہ کو بہڑکایا اور کوئی دقیقہ

سعایت گری کا اوٹھا نہ کہا لیکن دانشمند بادشاہ ذرا نہ بگڑا اور کمال عنایت و مہربانی سے پیش آیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ بالآخر خرد دربادشاہ نے بیرم خان اور اوسکی رفقا خصوص شیخ گدائی کی بیگناہی اور خودغرضون کی چالین تاڑلی ہونگی ورنہ لغزش و بدراہی کی حالت مین بڑے بڑون کا ایکدم مین قلع قمع ہوجاتا تھا۔ شیخ الاسلام مخدوم الملک ملان عبداللہ سلطانپوری اور شیخ عبدالنبی صدر وغیرہ کے حالات سے یہہ اسرار کہل سکتے ہین۔ صاحبو وقفی املاک داراضیات مدد معاش کی حالت اور متولیون کی دیانت تمہارے پیش نظر ہے

شعر

چشمے داری و عالمے درنظر است	دیگر چہ معلم چہ کتابت باید

صدارت کا عہدہ کوئی ادنی عہدہ نہ تھا تمام قلمرو ہند کے اوقاف کا اوس سے تعلق اور کل علما و مشایخ و متولیون کا اوس سے علاقہ تھا سب نوری نہ تھے اکبر کے وقت مین بھی یہی زمین و آسمان اور یہی حضرت انسان تھے ہر طرح کی بدمعاشیان اور بدعنوانیان ظہور مین آتی تہین ہر قسم کے مقدمات پیش ہوکر لوگ سزائین پاتے تھے قصورداروں جابرون ستمگرون غاصبون کی جاگیرین ضبط بھی ہوتی ہونگی خالق بیچون وچرا سے تو مخلوق راضی رہ نہین سکتی کسطرح ممکن ہے کہ تمام دنیا کی بے انتہا مخلوق کو اوتھی مین کا کوئی شخص اپنے سے سیکو راضی رکہ سکے جب ہم دیکھتے ہین کہ اکبر ہی کے زمانہ مین بڑے بڑے مقدس شیوخ و صدور پر سخت بددیانتیون بدعنوانیون بداعمالیون کی پاداش مین مقدمات قایم ہوکر سنگین سزائین دی گئی ہین اور شیخ گدائی ان الزامون اور آفتون سے محفوظ رہے تو ضرور یقین ہوتا ہے کہ شیخ نے کس خوش اسلوبی سے اس کار عظیم کو انجام دیا ہوگا۔

ازاد دہلوی دربار اکبری کے صفحہ ۴۷ مین لکھتے ہین (خانخانان نے جو انہین صدارت کا منصب دیا تھا بادشاہی فرمان مین جہان اور اعتراض ہین ایک یہہ بھی اعتراض ہے) خانخانان نے ضرور کہا ہوگا کہ شیخ نے میرے ساتھ جو رفاقت کی ہے شاہ جنت مکان کا ملازم سمجھکر کی تھی اور بادشاہی امید پر کی تھی اب جو اوسکے ساتھ کیا گیا بادشاہی خدمت کا صلہ ہے

اپنا حق قرابت نہین جو لوگ باپ دادا کا نام لیکر آج حاضر ہین او سوقت کہان گئے تھے حریفون کے ساتھ تھے یا جان بچا گئے تھے جنہون نے رفاقت کی بہر صورت اونکا حق مقدم ہے اور حضور حق شناسی سے قطع نظر کر کے دیکہین آئین مملکت کیا فتویٰ دیتا ہے جو لوگ بُرے وقت مین رفاقت کرتے ہین اگر پہلے وقت اون سے سلوک نکیا جائے تو آیندہ کسیکو کیا امید ہو گی مسجد نشین مُلانے یا خود غرض لوگ جو چاہین کہین یہ مسجد و مدرسہ کا وظیفہ نہین کہ حضرت پیر صاحب کی اولاد ہین یا مولوی صاحب کے بیٹے انہین کو دید و یہ مہمات سلطنت ہین ذرا سی اونچ نیچ مین بات بگڑ تی ہے اور اس سے ایسا طوفان اوٹھ کہڑا ہوتا ہے کہ ملک و مملکت تہ و بالا ہو جاتی ہے اور ذرا ہی سی بات مین بنجاتی ہے پھر کسیکو معلوم بھی نہین ہوتا کہ کیا تھا **ازاد** جن مشائخ اور امامون سے اونچا بٹھایا تھا غور تو کرو وہ کون تھے وہی بزرگوار جنکا حال چند سال بعد کھل گیا اگر ایسے لوگون سے اونچا بٹھایا تو کیا کفر ہو گیا)

باقی رہا نسب کا طعن وہ ایسا ہے جیسا کہ شیخ مبارک پدر ابو الفضل کو گندم نما جو فروش حاسدون نے بے اصل مطعون کر دیا تھا اگر کوئی واقعی کھوٹ ہوتی تو ملا صاحب اوسے خوب کہرا کر کے کہاتے اتنا ہی کہکر چپ نہو جاتے کہ شیخ کی معراج سے جسکے نسب کو بھی اچھا نہ سمجھتے تھے سب کا بر آئمہ کہیرا ئے - **ازاد دہلوی** دربار اکبری صفحہ ۷۰۴ مین لکھتے ہین مجھے ابتک نہین کھلا کہ شیخ گدائی کی ذات یا صفات مین کیا داغ تھا ہر صاحب تاریخ انکے باب مین گول گول بات کہتا ہے مگر کھول کر نہین کہا دوسری جگہ لکھتے ہین - ازاد حیران تھا کہ شیخ گدائی اور اونکے بزرگون کی ابتک کوئی برائی نظر نہین آتی کیا سبب ہے کہ اکثر اہل تاریخ اونہین سبک الفاظ سے یاد کرتے ہین - اور ملا صاحب کا تو کیا کہنا نظم نثر لطیفہ تاریخ کے تیرون سے خاک تودہ بنا دیا ہے آخر سے یہ عقدہ حل ہوا کہ انکے خاندان کا مذہب بھی شیعہ تھا - الہی تیری امان الہی تیری امان - **شعر**

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے	بدنہ بولے زیر گردون گر کوئی میری سُنے

فصیح فارسی کیا خوب کہتا ہے -

درحقیقت نسب عاشق و معشوق یکے ست یک چراغ است درین خانہ کہ از پرتو آن		بو الفضولان صنم و برہمنے ساختہ اند ہر کسے مے نگرے انجمنے ساختہ اند

شیخ کی تاریخ وفات مین جو داد فضیلت و فضیحت دیگئی ہے اوسکی شکایت نہین ہوسکتی ملا صاحب کی عادت ہی یون ہے مثل مشہور ہے علت بدلے عادت نہین بدلتی اکبر کے دربار یون اور امرا مین بہت سے شان و شوکت والون کی نسبت اونہین کے ہمعصر حاسد ہجو گویون نے بہت کچھ لکھا ہے۔ شیخ سلیم چشتی رح کے بڑے صاحبزادے شیخ ابراہیم نے ۹۹۹ھ مین انتقال کیا یہ بڑے دولتمند تھے ملان صاحب نے لکھا ہے ۲۵ کروڑ نقد و علی ہذا القیاس ہاتھی گہوڑا د اجناس چہوڑا (شیخ لئیم) اور (ذمیم الاوصاف) تاریخ ہوئی۔ حکیم ابو الفتح گیلانی کی تاریخ وفات ملا صاحب نے یہ لکھی ہے۔ (خدایش نزاد باد) ابو الفیض فیضی فیاضی نے ۱۰۰۴ھ ہجری میں انتقال کیا ملا صاحب نے (قاعدہ الحاد شکست) تاریخ کہی۔ موتمن الدولہ عمدۃ الملک راجہ ٹودرمل وزیر جو وفادار سلطنت تہا اوسکی تاریخ ہے۔ **تاریخ**

ٹوڈرمل آنکہ ظلمش بگرفتہ بود عالم تاریخ رفتنش را از پیر عقل جستم		چون رفت سوئے دوزخ خلقی شدند خرم خوش گفت پیر دانا او رفت در جہنم

اور کسی نے اوس کا سجع یون لکھا ہے۔ ؎ انکہ شد کار ہند از و مختل ؛ راجہ راجہاست ٹودرمل ابو الفضل ساجان نثار سلطنت جسکے لاشہ بے سر کو اکبر دیکھکر آٹھ آٹھ آنسو روتا اور یہ شعر پڑہتا تھا۔ **شعر**۔ شیخ ما از شوق بے حد چون سوئے ما آمدہ ؛ ز اشتیاق پائے بوسی بے سر و پا آمدہ آزاد لکھتے ہین امرار اکبری کے دلون کا حال اس نکتہ سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کوکلتاش خان نے تاریخ اوسکی لکھی ہے ؎ تیغ اعجاز نبی اللہ سر باغی برید ؛ مگر اوس نے خواب مین اوس سے کہا کہ میری تاریخ تو۔ بندہ ابو الفضل کے اعداد سے نکلتے ہی اسکی قبر بمقام (انتری) گوالیار سے پانچ چھ کوس کے فاصلہ پر موجود ہے اوس کے دل کی روشنی اور نیک نیتی کی برکت ہے کہ آجتک انتری کے لوگ ہر جمعرات کو وہان ہزار دن چراغ جلاتے اور

چڑہا واچڑہاتے ہین۔ قاضی علی بغدادی ملا حسین واعظ کے پوتے جو عہدہ صدر پر مقرر تھے ملان صاحب نے اونکی تاریخ وفات لکھی ہے ؎

چونکہ قاضی علی بغدادی		حسرتے یادگار باخود برد	
خامۂ منشی قضا بنوشت		سال تاریخ اوکہ موذی مرد	

خواجہ منظفر علی المخاطب بہ منظفر خان جب دیوان کل ہوئے۔ ظالم تاریخ کہی گئی۔ مرزا عبدالرحیم خانخانان جو خوبیون اور محبوبیون مین اپنا آپ نظیر تھا جسکی بے انتہا خوبیون کے لکھنے مین مورخون کے قلم گہس گئے ہین پہر بھی کسی حریف یا حریفون کے خوشامدی نے اوسکی نسبت لکھا ہے۔ **شعر** یک وجب قد وصد گرہ در دل ✦ مشتکی استخوان وصد مشکل ✦
شاہجہان اور جہانگیر کی بدمزگیون مین دراب اسکے بیٹے کا سر کاٹ کر خوان مین کہانے کی طرح کسوا کر بدنصیب باپ کے پاس بہیجدیا تھا مہابت خان کے ملازمون نے بموجب اوسکی حکم کے کہا حضور نے تربوز بہیجا ہے دل فگار باپ نے آبدیدہ ہوکر کہا درست (شہیدی) ہے۔ خواجہ امین الدین تربتی خراسانی مخاطب بخان جہان سفر ایران مین ہمایون کے ساتھ رہا ایام شہزادگی مین اکبر کا بخشی بیرم خان کا معتمد تھا ابو الفضل اوسکی حساب دانی خوش خطی مہمات سلطنت و بندوبست مال کی قابلیت بیان کرکے لکھتا ہے کہ غرضمندون کی کارسازی مین بے نظیر تھا اپنے بیگانے کی قید نہ تھی درباریون مین جسکا کام آن پڑتا فوراً کوشش کرکے طوغ علم نقارہ سب کچھ دلوادیتا لیکن حق سعی لے لیتا اہل علم و فضل کو ہزارون ہی دلوائے خود ملا صاحب کو اقرار ہے کہ اونکی سعی سے بادشاہ مجھے بہت کچھ روپیہ دیتا تھا اور جسطرح اور امیر دیتے تھے وہ خود بھی دیتا تھا اور ہر شخص سے سلوک کرتا تھا ملا عصام تاشکندی مصنف تفسیر سورہ محمد کو بادشاہ و امرا سے چالیس ہزار دلوائے پھر ملا صاحب لکھتے ہین کہ رشوت خواری کا شیر تھا

سلہ ابھی حال مین ایک یورپین سیاح کا ابو الفضل کی قبر پر گذر ہوا اوس نے قبر کو نہایت شکستہ حالت مین پایا ایک بوڑہے شخص نے بیان کیا کہ قبر پر بخط عربی ایک کتبہ تھا ۲۰ برس کے قریب ہوئے کہ ایک شخص اوسے بھی اوکھاڑ کر لیگیا عبرت عبرت!!

ہو سکے اختیار سے لوگ اکبر سے بھی ناراض ہو گئے تھے صوفی شاعر نے لکھا ہے ؎

براہل ہنر ستد سکندر در تست	یاجوج کہ گویند صفت لشکر تست
در دور تو آثار قیامت پیدا است	وجال توئی خواجہ امینا خر تست

خواجہ شاہ منصور دیوان کل تھے۔ دفتر حساب کو خوب درست کیا پر انسے معاملات سلجھائی مزاج مین تیزی بھی تھی کسی کا شعر ہے۔ ؎

ناقابل است انکہ بدولت نمی رسد	ورنہ زمانہ در طلب ہر دکامل است

ملا صاحب اصلاح دیکر خواجہ پر یون چوٹ کرتے ہین۔ ؎

ناقابلان دہر بدولت رسیدہ اند	پس چون زمانہ در طلب ہر د قابل است

مظفر خان وکیل مطلق توڈرمل کے شریک کام کرتے تھے ۹۸۰ھ مین بنگالہ کا انتظام انکی سپرد ہوا اہل ظرافت مین ایک شعر مشہور تھا۔ شعر

سگ کاشے بہ از خراسانی	گرچہ صد بار سگ زکاشے بہ

یارون نے جلکر یہہ اصلاح دی۔ شعر

سگ راجہ بہ از مظفر خان	گرچہ صد بار سگ زراجہ بہ

اکبر نے جب مالگذاری کا بندوبست کیا چپہ چپہ زمین کی پیمایش کرائی چوریان خرابیان دور کین آئین مقرر کئے لیکن انسان قدرتاً کسی پابندی کو پسند نہین کرتا اسپر ناخوشیان ہوئین عاملون کی ہجوین کی قواعد آئین کے مضحکہ اوڑائے انہین مین سے جریب کے حق مین کسی شوخ کا شعر ہے شعر

در نظر عبرت مرد لبیب	مار دو سر یہہ کہ طناب جریب

ناظرین یہہ سب رقابت خود غرضی و خود مطلبی کی بہار ہے جو مشتی نمونہ از خروار ہے لیکن کسی زمانہ پر اس کا انحصار نہین آج ایسے مہذب زمانہ مین بھی کوئی دربار ایسی باتون سے خالی نہین اور بیسیون نظرین ہماری پیش نگاہ ہین عوام کالانعام کا بُرا کہہ لینا شاید

کسی موقع پر جایز ہو علما کو دیکھیئے کہ اپنی ہی جماعت کے مقدس لوگون کی نسبت ذراسی مخالفت اور خود غرضی پر کیا کچھ کھ جلتے ہین مسلم کو کافر و ملحد بتا دینا اونکے نزدیک ایک ادنےٰ بات ہے اکبر کے زمانہ مین کسی نے یہہ طریقہ اختیار کیا تو کیا تعجب ہے۔

ملا صاحب نے شیخ گدائی کی اولاد کو بھی نظر شفقت سے دیکھا ہے ہمین تسلیم ہے کہ ضرور ایسا ہی ہوگا جیسا کہ ملا صاحب فرماتے ہین بخت و مقدر میراث نہین نوشتہ تقدیر موروثی پٹہ نہین کہ باپ سے بیٹے کو منتقل ہو سے

بخت و دولت بکار دانی نیست	جز بتائید آسمانی نیست

شیخ کی اولاد مین بیشک اونکے باپ دادا کی سی قابلیت نہو گی لیکن زمانہ کی اکثر یہی حالت ہے اسواسطے بطور خردہ گیری اس کا مذکور کرنا صرف اظہار لطافت طبع ہے ہان بطور تاسف کہا جاتا تو نیک خیالی تھی بات بات ہی مین تو فرق ہو جاتا ہے اور کلام سے ہی آدمی کی دلی کیفیت سمجھی جاتی ہے۔ ہم اوسی زمانہ کی چند نظیرین اس باب مین بھی دکھاتے ہین شیخ ابو الفضل جو آسمان فضل و کمال کا آفتاب تھا اوسکے بعد اوسکے خاندان مین پھر کوئی اوس جیسا باقی نرہا۔

آزاد دہلوی کا یہہ فقرہ جو اوس نے نہ چشمک سے نہ چوٹ چٹکی بلکہ دلسوزی سے لکھا ہے کسقدر موثر ہے۔

(افسوس کے قلم اور سینہ بختی کی سیاہی سے لکھنے کے قابل یہہ بات ہے کہ جو فضل و کمال تھا فضل اور فیضی کے ساتھ گیا اتنے بھائی اور عبد الرحمن اکلوتا بیٹا تھا سب خالی رہ گئے)

حکیم ہمام برادر حکیم علی گیلانی کے دو بیٹے تھے حکیم حاذق و حکیم خوشحال منصب ملا مگر کمال مین باپ کا سا رتبہ نپایا۔ حکیم ابو الفتح کے بیٹے کو بھی وہ فضل و کمال نصیب نہوا بلکہ جہانگیر کے عہد مین بمقام کابل خسرو کی سازش کے الزام مین یہہ سزا ملی کہ گدھے پر اولٹا سوار کیکے منزل بمنزل تشہیر کرنے کے بعد آخر اندھا کر دیا گیا۔

خود ملان عبد القادر بدایونی کی اولاد مین کوئی مثل ملان کے ذیعلم و با نام و نمود نہین ہوا
بہا ئیو ابتدا ء آفرینش سے دنیا کی یہی چال ڈہال ہے کیسکی بد اقبالی یا اولاد کی ناہنجاری
باعث تاسف ہونا چاہیے نہ موجب مسرت و مضحکہ سلطنت کی انحطاط اور زوال کے ساتھ
بڑے بڑے خانوادون کا تنزل ہوتا گیا لیکن شیخ کی اولاد کا ہر وقت مین پتہ ملتا رہا ہی
اب بھی میرٹھ و امروہہ مین اونکی نسل موجود ہے۔ **محمد محتشم خان دہلوی امروہوی**
بن محمد اشرف خان بن دانشمند خان بن بہلول خان شیخ گدائی کی اولاد مین سے تھے
صاحب نخبتہ التواریخ نے لکھا ہے کہ بنظر رابطہ موروثی دربار محمد شاہی مین معزز منصبدار تھے
ایام غدر نادرشاہی مین (دہلی) سے نقل کر کے (امروہہ) آرہے اونکی اولاد مین
اکثر لایق لایق اور مقدس بزرگ گذرے ہین - اِنکے پر پوتے حاجی امیر علی حضرت
مولانا عبد الحی قدس سرہ کے مرید نہایت خاکسار بردبار جامع صلاح و تقوی تھے پیر کے
ساتھ انکو عشق تہا بعد وفات پیر حرمین شریفین کو گئے مدینہ طیبہ مین نکاح کر لیا وہین
وفات پائی اونکے بہائی حاجی قایم علی بھی صالح تھے حج سے لوٹتے ہوئے بمقام بمبئی
جوار بمبئی مین انتقال کیا اونکے بیٹے شیخ اشرف علی شاہ احمد سعید دہلوی کے مرید و رہ
ہر دلعزیز شخص تھے طبیعت پُرمذاق پائی تھی اب اونکی اولاد کچھ میرٹھ کچھ امروہہ مین ہے

خانجہان عماد الملک - ملک تاج الدین - میان حسن حجاب خاص

یہ تینون حضرات ارکین سلطنت اور امرا ء کبار مین شمار تھے منجملہ چونتیس ۳۴ کس امراء نامی کے
جو سلطان بہلول لودی کے تخت نشینی کے وقت رونق افروز دربار تھے ملک حسن منسب
خانجہان عماد الملک کا نام لیا گیا ہے اور جبکہ سلطان سکندر بن سلطان بہلول لودی
کے جشن تخت نشینی کی رسم ادا ہوئی تریپن ۵۳ امراء عالی منزلت و اعیان والا پایہ شریک
دربار تھے صاحب تاریخ فرشتہ نے اون سبکی اسمواء فہرست دی ہے اور
ان حضرات گرامی کا نام نامی بھی اون مین شمار کیا ہے و صاحب طبقات اکبری نے

بالتصریح بتایا ہے کہ سکندر لودی کے امرا مین مولانا چمن (حجاب[1] خاص) و عماد الملک (میر عدل[2]) تھے۔

شیخ عبد العزیز سلطان ابراہیم لودی کے مدار المہام سلطنت تھے بادشاہ کے باغی بہائی کو انکے بہادر فرزند نے گرفتار کیا تھا سلطان سکندر نے اتوار کے دن ۱۷- ذیقعدہ سنہ ۹۲۳ھ مین سلطنت دنیا سے کنارہ کیا تہا اوسیدن ابراہیم اوس کا چھوٹا بیٹا اگرہ مین تخت نشین ہوا۔

ساقیا نند رین بزم بدان بیرحمی	کہ چو ہنگام طرب جام مدور گیرند
کاس عشرت ز گل خاک سکندر سازند	بادۂ عیش ز خون دل سخیر گیرند

سکندر و ابراہیم کے وقت سے شیخ عبد العزیز کے زمانہ کا پتہ ملتا ہے۔

نواب اعتماد الملک سنبہلی امیر کبیر وزیر خوش تدبیر و صاحب خیر و صلاح تھے جس زمانہ مین شیر شاہ ہمایون کے ساتھ گرم پیکار تھا انھون نے شیر شاہ کی سرکار مین نوکری کی اور اپنی ذاتی قابلیت و جوہر دانش و بلاغت سے تہوڑی مدت مین داخل مقربان بارگاہ ہوگئے۔ جدال و قتال کے معرکون مین دل کہول کر داد شجاعت دی اور ناخن تدبیر سے کارہائے سربستہ کی عقدہ کشائی کی اوسی جنگ مین انکا پیارا بیٹا میاذر خان مارا گیا جب سنہ ۹۴۶ھ نو سو چھالیس مین شاہ فتحیاب ہوکر تخت دہلی کا مالک ہوا نواب کو

[1] ابتدا سلطنت اسلام مین حاجب نہایت جلیل القدر منصب تھا خلفا کے روبرو وہی سب کام پیش کرتا اور کل احکام وہی جاری کرتا تہا وزیر اعظم تک اوسکے دست نگر رہتے تھے اوسکے ذریعہ سے خلیفہ کی ملاقات ہوتی تھی جب وزرا کے اختیارات کا انتظام ہوا دیوان اور اہل دفاتر مقرر ہوئے تدریجا حاجب کے رتبہ مین کمی ہوگئی بالآخر اوس کا لقب عرض بیگی و داروغہ دیوانخانہ قرار پایا سلاطین تیموریہ کے عہد دولت مین جو شخص سلطنت قاہرہ کی طرف سے شاہان مطیع و راجگان باجگذار کی اصلاح نیک و بد و خبرداری کے واسطے اون کی ریاستون مین رہتا تہا اوسکو حاجب کہتے تھے اب انگریزی سلطنت مین اوسکو رزیڈنٹ و ایجنٹ کہتے ہین ۱۲ تاریخ الخلفا صفحہ ۲۰-

[2] میر عدل حاکم عدالت کو کہتے تہے ۱۲

بحسب استحقاق منصب وزارت اعلیٰ پر سرفراز کیا اور اعتماد الملک خطاب دیا سنبھل ان کا مسکن اور وہی مدفن ہے مقبرہ پر گنبد دار عمارت بنی ہوئی ہے سال رحلت دریافت نہین ہوئے سنبھل مین انکی نسل کا پتہ پایا جاتا ہے ۔

شریف خان صدر اورنگ زیب عالمگیر کے وقت مین منصب جلیلہ صدارت پر ممتاز تھے مآثر عالمگیری مین بضمن واقعات سال چہتیں جلوس عالمگیری ۱۰۹۲ ایکہزار بانوے ہجری مذکور ہے کہ شریف خان صدر نے ۱۲ رجب کو رخت ہستی چھوڑا (محمد عادل) و (محمد صالح کنبو) فرزندان مرحوم نے خلعت تعزیت پایا۔ شیخ مخدوم منشی کو خدمت صدارت کل کا اعزازی خلعت ملا۔ اور محمد صالح کنبو بتغیر میر کسین پیشدستی صدارت پر مقرر ہوا

شیخ عبد المومن سنبھلی قدیم سے عالی خاندان امیر با نام و روسا رعظام سنبھل سے تھے دربار دُربار شاہجہان بادشاہ مین مقرب و منصب دیوان تن حاصل تھا بڑے فیاض وسیرچشم تھے انکے دست کرم نے سنبھل کے محتاجونکو غنی بنا دیا تھا نواب سعد اللہ خان وزیر شاہجہان صاحبقران آغاز حال مین انکے اطفال کی تعلیم کیواسطے مقرر ہوکر آپکی رفاقت مین رہا کرتے تھے۔ صاحب ملاحت مقال نے نقل کیا ہے کہ والئے ایران نے شاہجہان کو لکھا جہان مین بہت سے ملک اور کثیر التعداد سلاطین ہین تم جمیع اقالیم کے فرمان روا کب ہو کہ شاہجہان اپنا لقب کیا ہے مصرع برعکس نہند نام زنگی کافور بادشاہ کو جواب مین تردد ہوا امرا کو حکم دیا کہ سوچکر جواب معقول عرض کرین سب متفکر تھے۔ سعد اللہ خان معلم اطفال دیوان عبد المومن تھے اونہون نے اپنے آقا سے وجہ تشویش دریافت کرکے کہا حضور شاہ تک میری رسائی ہو تو اسکی عقدہ کشائی ہو چنانچہ حضور مین پہونچائے گئے اور عرض کیا کہ۔ لفظ (جہان) (وہند کے) اعداد مساوی ہین حقیقۃً شاہجہان سے شاہ ہند مراد ہے نہ تمام دنیا کی بادشاہ بادشاہ کو جواب پسند آیا اور یہی نکتہ انکی قرب و منزلت کا باعث ہوا خلعت و اسپ خاصہ عنایت کیا گیا پھر اسی سال ۱۴ سنہ جلوس و ۱۰۵۰ھ منصب ہزاری و دویست سوار و خطاب خانی و داروغگی دولتخانہ

خاص مرحمت ہوا رفتہ رفتہ وزارت کل و منصب ہفت ہزاری پر عروج کیا۔ ایام وزارت مین بوجہ حقوق پیشین سعد اللہ خان شیخ کے ساتھ مسلوک رہا اونکے لڑکون کو جو اوسکے شاگرد تھے اپنی نیابت مین مناسب دیوانی تن و دیوانی خالصہ پر مقرر کیا اوسوقت نظم سلطنت چار ارکان پر منحصر تھا۔ وکیل مطلق اس کا رتبہ سب سے اعلیٰ تھا وزیر بھی اوسکے روبرو کھڑا ہو کر دستخط کراتا تھا بادشاہ کو کسی جگہ مثل دار القضا حاضری دینا ہوتا تو بجائے شاہ وکیل مطلق جاتا۔ وزیر بندوبست تمامی مداخل و مخارج اوس سے متعلق تھا اوسکے دو نائب ہوتے تھے۔ ایک دیوان خالصہ درآمد برآمد و اہتمام خزانہ اسکے ہاتھ مین تھا۔ دوسرا دیوان تن جمع خرچ سالانہ و ماہانہ و عطائے جاگیرات و ترقیات مناصب اس سے متعلق تھے ہر نائب کے چار چار پیشکار ہوتے تھے۔ امیر الامرا جسے وزیر جنگ کہیے بحالی و برطرفی فوج کا اوسکو اختیار تھا۔ صدر الصدور امور قضا و افتاء و احتساب و قواعد معافی و مدد معاش اوسکے اہتمام مین تھے بالجملہ عبد المومن شاہ عبد الرحمن سنبہلی کے مریدان خاص و یاران با اختصاص مین تھے عنایات مرشدی سے اونکو بہرہ وافی ملا تھا بظاہر سلطان مجازی کی خدمت مین کمربستہ و بحسب تعلقات باطن شاہنشاہ حقیقی کی یاد مین دل خستہ تھے انکے اخلاف مین (محمد جہانگیر) و (محمد انوار) شاہی منصبدار تھے۔ انکی نسل ابتک سنبہل و مارہرہ مین موجود ہے۔ از انجملہ نواب وقار الدولہ وقار الملک مولوی مشتاق حسین خان بہادر انتصار جنگ نہایت معروف و مشہور شخص مین جدی سلسلہ دیوان عبد المومن خان سے اور مادری حکیم محمد منیر سے ملتا ہے شیخ فضل حسین بکار شیخ نجیب علی دادا کا نام تھا دختر نیک اختر انور علی پسر حکیم محمد منیر کے ساتھ انکے باپ کی شادی ہوئی اور یہی توطن امروہہ کا سبب ہوا۔ نواب صاحب نے امروہہ مین نشو و نما پایا وہی مسکن ہے۔ مکارم اخلاق و محاسن اوصاف مین شہرۂ آفاق ہین۔ سادگی بے تکلفی تہذیب ایمین کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہے۔ تدین۔ تدبیر۔ نیک اندیشی حق پژوہی۔ راستبازی۔ ہمدردی۔ دستگیری ضعفا۔ کنبہ پروری۔ مہمان نوازی۔ انکا حصہ ہے۔ بروئے علم فارسی عربی مین کامل الاستعداد اور خط نستعلیق کے اوستاد

ہین - طاعات وعبادات مین علاوہ معمولی - فرایض وسنن کے تہجد اشراق چاشت
تک کبھی قضا نہین کیا - انتہائی پابندی صلواۃ یہہ ہے کہ جس زمانہ مین سررشتہ دار کلکٹری
ضلع علیگڈہ تھے جب نماز کا وقت آتا فوراً کام چھوڑکر حکام مجازی کے اجلاس سے حاکم
حقیقی کے حضور مین نہایت خشوع وخضوع سے حاضر ہوجاتے - اور جمعہ کے دن جامع
مسجد مین شریک جماعت ہوتے - چونکہ یہہ امور انکی کمال تدین وصلاحیت کی دلیل تھی
حکام وقت نے کبھی اسیات کی روک ٹوک نہین کی - جب بجٹ کالون صاحب نے
کلکٹری ومجسٹریٹی کی کرسی پر اجلاس فرمایا اونکو یہہ امر پسند نہ آیا فرمایا تمہارے چلے جانے
سے کام کا حرج ہوتا ہے عرض کیا نماز مین دیر نہین لگتی پندرہ منٹ مین فارغ ہوکر آجاتا
ہون - صاحب موصوف نے ارشاد فرمایا ضرور حرج ہے دو کام ایک وقت مین نہین ہوسکتے
جواب (مین نماز نہین چھوڑ سکتا) استعفا حاضر ہے - چنانچہ استعفا لکھکر پیش کردیا
انکی ایمانداری اور کام مین اعلی درجہ کی قابلیت مسلم تھی صاحب بہادر نے اولاً
فہمایش کی اور بالاخر چھہ مہینہ کی رخصت دی -

ناظرین مقام غور ہے - اول تو نماز کی مواظبت اور پابندی کرنے والے تھوڑے ہین
اور جو ہون بھی تو اونکے مزاحمت پر ایسی جرات کرنا ہر کسی کا کام نہین - لیکن جس شخص
کے پاک دلمین مضمون - اَقِمِ الصَّلٰوۃَ[1] ط اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط وَلَذِکْرُ اللّٰہِ
اَکْبَرُ ط وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۵ گہرے لفظون مین لکھ گیا ہو اور جس نے - اِنَّ[2] اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ
پر پورا بھروسا کرلیا ہو اوس کا دکھنا اور باز رکھنا آسان نہ تھا - سچ ہے مسلمان اور مسلمانی
مین بہت فرق ہے گنتی گنانے کو دنیا مین مسلمانون کی کمی نہین لیکن اسلام کے خط مستقیم
پر چلنے والے تھوڑے ہین - نظم

[1] ترجمہ کہڑی رکھ نماز بیشک نماز روکتی ہے بیحیائی اور بُری بات سے اور اللہ کی یاد سب سے بڑی ہے اور اللہ کو خبر ہے
جو کچھ کرتے ہو - ۱۲ - آغاز پارہ ۲۱ [2] ترجمہ البتہ اللہ ساتھ ہے ڈروالون کے ۱۲ - پارہ ۱۱ سورہ توبہ

سالکا اسلام اگرآسان بدی تانگردی تومسلمان ازدرون	ہرکسے چون شبلئے واد ہم بدی کے توانی شد مسلمان ازبرون

علیمٌ بذات الصّدور یعنی چھپی ہوئی باتون کا جاننا اور عالم الغیب والشہادۃ وہو الحکیم الخبیر[1] خدا کی صفت ہے۔ انکی قلبی صداقت اور ارادی استقامت اوسکی جناب مین منظور و مقبول ہوگئی۔ یہہ علیحدگی جو ظاہر بین آنکھون مین ذرا کھٹکتی ہوگی حقیقۃً ایک بڑی ترقی کا سامان تھا۔ ایام رخصت ابھی ختم ہونے پائے تھے کہ بحسب انّ اللہ لا یضیع اجر المحسنین[2] لطیفۂ غیبی ظہور مین آیا۔ اور ونجزینّہم اجرہم باحسن ما کانوا یعملون[3]۔ کا وعدہ پورا ہوا۔ یعنی سر سالار جنگ بہادر وزیر اعظم حضور نظام حیدرآباد دکن نے بتعین تنخواہ پانچسو روپیہ ماہوار بولالیا اور جاتے ہی معتمدی دیوانی کے عہدہ پر مقرر کردیا۔ وہان انکو اپنے جوہر قابلیت دکہانے کا بہت زیادہ موقع ملا محنت دیانت معاملہ شناسی خوش فہمی سے وہ رنگ جمایا کہ تہوڑے ہی عرصہ مین بمشاہرہ بارہ سو روپیہ صوبہ دار سمت شمالی مقرر ہوئے۔ پہر بیافت اٹھارہ سو روپیہ ماہانہ ہوم سکرٹری گورنمنٹ نظام ہوگئے۔ اوسکے بعد دو ہزار تین سو روپیہ ماہوار پر ترقی پائی نائب وزیر بپیشدست مدار المہام و مشیر سلطنت ہوگئے۔ پہلے نواب انتصار جنگ خان بہادر۔ اور پہر دسمبر ۱۸۹۰ء مین نواب وقار الدولہ وقار الملک مولوی محمد مشتاق حسین خان بہادر انتصار جنگ کا معزز خطاب ملا۔ انصرام امور سلطنت و انجام خدمات مین ہر پہلو دولت آصفیہ کی بہبود اور گورنمنٹ نظام کی بہی خواہی ملحوظ رہے۔ بیر پائی اور دیانت داری مین وہ ناموری پائی جسکی نظیر نہین۔ باوجود ایسے عروج اور اتنے وسیع اختیارات کے اپنی سادگی وضع انکسار طبع اور تدین و راستبازی کو ہاتھ سے ندینا اسی بہادر نیکدل پاک نہاد مقدس شخص کا

[1] ترجمہ چھپا اور کہلا جاننے والا اور وہی ہے تدبیر والا خبردار ۱۲ پارہ ۰ قریب ثلث [2] ترجمہ تحقیق اللہ نہین کہوتا ہے حق نیکی والون کا ۱۲۔ پارہ ۱۱ سورہ توبہ [3] اور بدلے مین دین گے ہم اون کو عوض انکی نیک کامون کا جو کرتے تھے پارہ ۱۴ سورہ نحل رکوع ۱۳۔

کام تھا - اب آٹھ سو روپیہ ماہوار کی پنشن پاکر خانہ نشین اور امور خیر مین شاغل و مصروف وبہمہ اوصاف موصوف ہین -

سرسید احمد خان کے ساتھ انکو ابتداسے تعلق وارتباط پیدا ہوا لیاقت نے سرسید کے دلمین جگہ کرلی پہر گو یکجائی کا زمانہ ختم ہو گیا لیکن یکجہتی یین روز افزون ترقی رہی اور ہے لیکن جب مسودہ ٹرسٹیان مدرستہ العلوم مسلمانان واقعہ علیگڑہ کا معاملہ پیش ہوا نواب صاحب نے اوسکی نسبت جو رائے تحریر فرمائی ہے اونکی کمال آزادی سچائی بے ریائی ایمانداری ہمدردی اسلامی وپابندی اسلام کی دلیل کافی وبرہان شافی ہے جسکی چند دفعات نظیراً ہم نذر ناظرین کرتے ہین -

دفعہ ۲۴ سید صاحب یہ تو قبول کرین گے کہ جو محبت اور فکر اونکو اپنی قوم کی نسبت ہے اوس سے بہت زیادہ محبت اور فکر پیغمبر صاحب ہمارا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی اُمت سے تھی سید صاحب کے سامنے صرف ایک کالج کا انتظام ہے اور آنحضرت ؐ کے سامنے اس قدر بڑے مذہب کا انتظام تھا لیکن مین اوسی عقیدہ اہل سنت وجماعت کے ساتھ جو میرا اور سید صاحب کا یکسان ہے انکی توجہ اسبات مین چاہتا ہون کہ آخر نبی ؐ نے کیا کیا یہی کیا کہ خلافت کا مسئلہ امت ہی پر چھوڑا اور خدا جو ایک ایسی جمہوری کام مین ایسی تفریق بعد ہونے کے نتیجہ سے بخوبی واقف تھا اوس نے بھی کوئی وحی نبی ؐ کو اسباب مین نہین بھیجی کہ اپنے جانشین کا معاملہ نبی ؐ کو اپنے سامنے طے کرنا چاہیے -

دفعہ ۲۵ یہہ فقرہ جواب مین لکھتا ہون کبھی بھی نہ لکھتا اگر مجھکو خوف نہوتا کہ میرے دلایل جو مین اوپر بیان کرتا ہون صرف اسیقدر رکھنے سے غلط ثابت ہو جائین کہ سید صاحب نے بھی خلافت کے اس مسئلہ کو امت ہی پر چھوڑا ہے جسکو اونہون نے اوسکے تصفیہ کے لئے کالج کمیٹی کے ممبرون کے سامنے رکھدیا اور یہہ کہدیا کہ اخیر تصفیہ ممبرون کی کثرت رائے پر منحصر ہے مگر یہہ عذر صحیح نہو گا سید صاحب نے کم از کم اسقدر کوشش تو ضرور

کی ہے کہ یہہ مسئلہ اونکے سامنے ہی طے ہو جائے حالانکہ اسقدر بھی اونکو اوس اعلی درجہ
کے مناسب نہ تھا جسکی ہم سب لوگ ابتدا سے قدر کرتے چلے آتے ہین کیونکہ آنکھون
کی مروت اور پیٹھ پیچھے کی بات مین بہت فرق ہوتا ہے اسوقت یہ بات ممکن ہے کہ جو لوگ
سید محمود صاحب کو سکرٹری کے عہدہ کے قابل نہ بھی سمجھتے ہون وہ سید صاحب کی مروت سے
اقبال کرلین سید صاحب کے بعد یہہ احتمال جاتا رہیگا اوسوقت جو مفید ہوگا وہ بالکل آزادی کا
فیصلہ ہوگا جو اوس شخص کے لئے بھی کہ جسکے حق مین فیصلہ ہو البتہ ایک عزت
کی بات ہوگی-

دفعہ ۲۶ پہر واقعات یہہ ہین کہ صرف اسی پر قناعت نہین کیگئی کہ مروت ہی سے
کام نکل سکے بلکہ اوس سے زیادہ کارروائی ہوئی ہے مینے بچشم خود سید صاحب کی وہ
تحریر بھی دیکھی ہے اور سید صاحب نے اوسکو مخفی بھی نہین رکھا ہے کوئی دقیقہ اس
بات کے لئے اوٹھا نہین رکھا گیا کہ رائے دینے والے سید محمود کے حق مین رای دین-
رائے دینے والون کو یہانتک خوف دلایا گیا ہے کہ اگر وہ سید صاحب کی اس تجویز سے
اتفاق نکرینگے تو سید صاحب صرف سکرٹری عہدے ہی سے استعفا دینگے بلکہ جو مدرسے سے
تعلق اسوقت تک ہوا ہے اوس سبکو ملیا میٹ کرکے رکھدینگے ان تحریرون کا اثر
رائے دینے والون پر یہہ تھا کہ وہ سمجھے کہ اگر سید صاحب کے خلاف مزاج ہم کوئی رائے
دیتے ہین وہ سید صاحب کی بے انتہا ناراضی برداشت کئے بغیر ناممکن ہے پھر اون مین
کوئی تھا کہ سید صاحب کی مروت اوسپر غالب تھی اور اسبات سے تو شاید کوئی بھی خالی ہو گا
کہ جس کے دلمین سید صاحب کی عظمت کا ادب ملحوظ نہو اور اس قسم کا دباؤ ڈالا گیا ہو تو نتیجہ
جو ہو سکتا ہے وہ محتاج بیان نہین ہے مجکو اپنے ایسے دوست معلوم ہین کہ جنہون نے
مسودہ کے پڑہنے کی تکلیف نہین اوٹھائی اور یہہ کہکر کہ سید صاحب قوم کے بہت بڑے
خیر خواہ ہین اور بہت بڑے دانشمند ہین اونھون نے جو کیا ہو گا اوسمین کچھ مصلحت ہوگی

تمام مسودہ کی نسبت آنکھ بند کرکے ووٹ دیدیا خیر یہانتک بھی پردہ ڈھکا ہوا تھا مگر مین اون صاحبون سے بھی واقف ہون کہ جنھون نے سید صاحب سے کہا کہ یہہ آپ کیا غضب کرتے ہین اور اوسکا جواب اونکو ایسے لفظون مین ملا کہ وہ ڈر گئے اور سمجھے کہ اگر اقرار نہین کرتے تو سید صاحب کے ساتھ اپنی قدیمی دوستی اور وضعداری کو قایم نہین رکھ سکتے اور اس بات کو اچھی طرح سمجھ کر کہ وہ جو کچھ کر رہے ہین ناانصافی ہے اونھون نے سید صاحب کی ہان مین ہان ملادی اور ووٹ دیدیا کہ سید صاحب کے بعد سید محمود سکرٹری مقرر کردئے جاوین یہہ مین کسی چھوٹے آدمی کی طرف اشارہ نہین کر رہا ہون بلکہ ایسے بڑے درجہ والون اور مشہور قابلیت والون اور لیاقت والون کے لوگون کی داستان بیان کر رہا ہون کہ اگر اونکا نام لون تو فارسی مین ایک اور انگریزی مین تین سطرین اونکا نام اور خطاب لکھنے کے لئے درکار ہون اس سے زیادہ کونسا نامناسب طریقہ انتخاب کا کام مین لایا جاسکتا ہے اور کیونکر ایسے ووٹون کی بنیاد پر ایسے بڑے مسئلہ کا تصفیہ ہوسکتا ہے۔

دفعہ ۲۷ میری خود کبھی ہمت نہ پڑتی کہ مین اس ازادی سے اپنی رائے لکھتا اگر مجکو یہہ خوف نہوتا کہ ایکدن مرنا ہے اور خدا کے سامنے اپنے اعمال کا جواب بھی دینا ہے اگر ایک خدا کا گناہ ہوجائے تو ممکن ہے کہ اوس سے توبہ کرین اور وہ اپنی رحیمی سے بخشدے انسانون کی متعلق اگر ایک دو کی نسبت کچھ خطا ہوجائے تو اون سے معذرت کرکے صفائی حاصل کرسکتے ہین لیکن قوم اور ملک کا گنہگار کس کس سے اور کہان کہان تک اپنا گناہ بخشواتا پھرے گا تمام عمر بھی اگر صرف ہوجائے تو عہدہ برا نہین ہوسکتا سید صاحب نے بیشک اس درجہ کے کالج کے لئے سید محمود صاحب کے انتخاب کو مفید خیال کیا کہ اوسکے حاصل کرنے مین اونھون نے جایز و ناجایز دونون ذریعون سے کام لینے کو مباح کردیا ہے مگر مجکو امید ہے کہ اگر سید محمود صاحب اس تفصیل کے ساتھ ان واقعات پر مطلع ہونگے تو وہ خود خیال کرینگے کہ جو انتخاب ایسے ذریعون سے ہوا ہو وہ کوئی عزت کا انتخاب نہین ہے۔

دفعہ ۲۸ مضمون اس حصہ کے متعلق میری بہت کچھ خواہش تھی کہ صرف مسودہ قانون کی نسبت اپنی رائے دیدون اور سید محمود صاحب اور مولوی سمیع اللہ خان کی ذات سے کچھ بحث نکرون اور ہرچند مینے اوسکو سوچا لیکن چونکہ مسودہ قانون مین خود ذاتیات سے بحث تھی لہذا مجکو کوئی راستہ نہین ملا جسمین اپنے مدعا کو اور اپنے دلایل کو بغیر ذاتیات کی بحث مین پڑے ہوئے کافی طور پر بیان کرسکتا با اینہمہ اگر مجسے اونمین سے کیسکی نسبت کوئی ایسی بات لکھی گئی ہو کہ جسکو ناپسند کرتے ہون گو مینے حتی الامکان اوسکے ہر ایک موقع پر ممکن احتیاط کو ملحوظ رکھا ہے تو مین اونکی معافی چاہتا ہوان ۱۲-

بالآخر جسوقت قانون ٹرسٹیان پاس ہوگیا اور سرسید کے بعد سید محمود ہی کا سکرٹری ہونا قرار پایا تو جن لوگون نے اس تجویز سے اختلاف کیا تھا سبنے کالج کی ممبری اور ٹرسٹی ہونے سے استعفا دیدیا اکثر کالج کے مخالف ہوگئے مگر اس مہذب مآل اندیش کو مخلصانہ اختلاف تھا نہ مخاصمانہ اس رائے پر عمل نہونے سے اونھون نے سرسید کے ساتھ بدمزگی اور کالج کے ساتھ بے اعتنائی پیدا نہین کی اپنی اوسی استقامت وضع پر قایم رہے اور کالج جو مسلمانون کی تعلیم و تربیت کا مرکز و ترقی و بہبود کا آلہ ہے اوسکی امداد و ہمدردی مین ذرا کوتاہی نکی - اوسکی بعد ریاست نظام سے کالج کیواسطے ایک ہزار روپیہ جاگیر مین اضافہ کرایا - دکن سے کالج کے چندہ کی کوشش کی - اور ہمیشہ اپنی ذات خاص سے مدد کرتے رہے - جب سرسید نے ابتدائً علیگڈہ مین انسٹیٹیوٹ سوسیٹی قایم کی تھی اوسکے سرگرم ممبر اور اخبار انسٹیٹیوٹ سوسیٹی کے عرصہ تک مہتمم رہے اور اوسمین عمدہ مضامین نگاری کی - جب سرسید نے تہذیب اخلاق مسلمانون کی اصلاح و ترقی کیواسطے جاری کیا اوسمین انکے مضامین نہایت زور و شور سے نکلے - ایک دفعہ جب کسی پولیٹکل وجہ سے تعلق ریاست چھوڑ کر چلے آئے تھے علی گڈہ مین مقیم رہکر نہایت محنت کے ساتھ بورڈنگ ہوس کا کام انجام دیا - اوسکے بعد پھر حیدرآباد بلالئے گئے - انکے علمی مذاق کا ثبوت یہ ہے کہ اپنے وطن امروہہ مین اپنے ذاتی صرف سے ایک مدرسہ

موسوم بہ (تاج المدارس) جاری کیا۔ سرکاری مدرسہ موجودہ امروہہ مین انتفاع عوام کی غرض سے بجائے مڈل کے انگریزی انٹرینس تک کی تعلیم کا بندوبست کرا دیا۔ سب سے بڑھ کر یہ ہمدردی اسلامی قابل شکر گذاری ہے کہ انگریزی تعلیم کی وجہ سے جو بد نتایج کا ظہور ہونے لگا اور آزادی پسند نوجوانون کی طبیعتون مین بسبب ناواقفیت اصول مذہبی جدید فلسفہ نے نئے نئے خیال پیدا کر دئے نواب صاحب نے ان خانہ برانداز مشکلات کے رفع کرنیکو اسباب کی کوشش کی کہ انگریزی مدارس مین مذہبی تعلیم کی اجازت دیجائے اور محض تعلیم یافتہ نوجوان مسلمانون کی اصلاح کی غرض سے اپنا وقت عزیز صرف کر کے دو مہینہ نینی تال پر قیام کیا اور بفضلہ تعالی ایک حد تک اوسمین کامیابی حاصل کی گورنمنٹ نے ہفتے مین دو بار آدہ آدہ گھنٹہ کا وقت مذہبی تعلیم کیواسطے منظور کر لیا اور اوسکا انتظام و نصاب درس کی درستی و خواندگی مین تغیر و تبدل کا اہتمام مسلمانون کی تجویز پر چھوڑ دیا نواب صاحب نے اوسکی قواعد چھپوا دی اور (ندوۃ العلما) سے درخواست کی کہ اسکا انتظام اپنے ہاتھ مین لے و نصاب درس مرتب کرے چنانچہ اجلاس چہارم ۱۷۔ شوال ۱۳۱۴ھ و ۲۱۔ مارچ ۱۸۹۷ء منعقدہ شہر میرٹھ مین جمیع علما و حاضرین جلسہ نے گورنمنٹ کی اس عنایت اور نواب صاحب کی سعی کا نہایت مسرت سے شکریہ ادا کیا۔

نپولین بونا پارٹ شہنشاہ فرانس جس نے ایک سپاہی کے درجہ سے شہنشاہی پر عروج کیا اوسکی سوانح عمری کا انگریزی دان کی امداد سے اپنی زبان مین ترجمہ کیا۔

حضرت رسول مقبول صلعم نے جو نامہ جات شاہان وقت کے نام جاری فرمائے ہین اونکو یکجا فراہم کر کے اور اپنے ذاتی سرمایہ سے چھپوا کر کل جلدین اوسکی مدرسۃ العلوم مسلمانان کو وقف کر دین۔

غریب طلبا کو وظیفہ دیتے اور اکثر ایک ایک طالبعلم کو اپنے ذاتی صرفہ سے تعلیم دلاتے ہین امروہہ و سنبھل اپنے اور اپنے اجداد کے وطن مین کثیر التعداد بیمایہ و معذور عورتون

کی ماہوار تنخواہین مقرر کردی ہین ایک طبیب صرف اسلیئے ملازم ہے کہ اوسکی خدمات بلا اجرت غربا کے لئے وقف ہوں سنا ہے کہ اکثر ادویات بھی غربا کو بلا قیمت دیجاتی ہین -
کسی بیکس غریب و مفلس کے مکان پر جانے اور اوسیطرح سادگی کے ساتھ اوس سے ملنے جلنے ہین انکو ذرا بھی تکلف نہین -
سب سمجھتے ہین کہ قومی افلاس کس درجہ بڑھ گیا ہے صدہا ناجایز و نامشروع و غیر ضروری رسمین جو شادی غمی کے موقعون پر ہمسایہ قومون کے اتصال یا دولتمندی کے سبب رایج ہوگئی تہین مقتضاء وقت یہ تھا کہ اب اون سے احتراز کیا جاتا پر نہین ساری قوتین سلب ہوگیئن اسمین ابھی مادہ ایجاد موجود ہے بناء کن اصراف کی وجہ سے انّ المسرفین کا مصداق بننا اور لاتسرفوا ط انہ لایحبّ المسرفین ط پر عمل نکرنا فخر مندانہ اولوالعزمی اور مردانہ ہمت جانتے ہین مولوی صاحب نے ڈوبتی ہوئی قوم کو اس دلدل سے نکالنے مین بھی دلچسپی لی ہے چاہتے ہین کہ قوم فضول خرچیون سے محترز ہو کر معتدل حالت پیدا کرے سنہ ۱۳۱۰ ہجری مین ایک رسالہ مصارف شادی کی تخفیف اور اوس سے معذورین و مستحقین قوم کی امداد و پرداخت کئے جانے کے باب مین لکھا عملاً خود اوسکی نظیر اپنے ہان قایم کی - **بالجملہ** اس نکبت قومی کے وقت مین من کل الوجوہ جو اوصاف گزیدہ انکی ذات باصفات مین مجموعاً پائے جاتے ہین جہانتک میرا خیال ہے نہ صرف اپنی قوم و قبیلہ خاص بلکہ اسلامی دنیا مین آج اونکا نظیر کم ملے گا اونکی ذات ستودہ صفات اکابر سلف کی عمدہ و قابل تقلید نمونہ ہے -
مینے چاہا تھا کہ اس فخر قوم بزرگ کے حالات ذرا اور تفصیل سے لکھے جامین اور اوسکے معلوم کرنے مین کوشش بھی کی خود حضرت معزی الیہ سے مستدعی ہوا اونھون نے اس امر خاص کی نسبت جو جواب دیا ہے وہ فقرات بجنسہ یہان درج کئے جاتے ہین - وھو ہذا جو کچھ مہربانی سے میرے نامۂ اعمال کی نسبت ارشاد ہوا ہے اوسکی شرح میرے قلم سے مشکل ہے اسلیئے کہ اپنے

معائب سے جس قدر مجکو وسیع اطلاع ہے ایسی کسی دوسرے کو نہین ہے اور وہ اسقدر زیادہ ہین کہ محاسن کو بالکل اپنے مین ڈہکے ہوئے ہین یہہ نہ میرے لیئے انصاف کی بات ہوگی اور نہ ایک مورخ کے لیئے کہ وہ حسنات کو تو بتلا دے اور سیات سے درگذر کرے پس اگر شرح احوال پُراختلال میرے ذمہ ہو تو وہ سرتا سر ایک خرابانی دفتر ہوگا ۔۔

اسکے بعد ایک اور عنایت فرمائے جو اس کام کے لیئے سب سے زیادہ موزون و مناسب تھی خط کتابت کی گئی بعد چندین تحریرات اونھون نے مفصل واقعات کی اطلاع دہی کا اطمینان دلایا لیکن بالآخر وہ اپنے وعدہ کو پورا نکر سکے اور نتیجہ مین ناکامیابی کا افسوس رہا۔

دبیر بے نظیر والا پایہ گاہ امارت دستگاہ شیخ عنایت اللہ باشندہ لاہور شاہجہان بادشاہ کے عہد مین خدمات دیوانی و میر منشی گری پر مامور تھے انشا پردازی مین جو سحر کاری اونکو حاصل تھی وہی باعث عروج ہوئی ابتداءً عدالت شاہی مین عرایض نویسی کیا کرتے تھے **نقل** ہے۔ کہ ایک روز کسی مفلس برہمن نے درخواست کی۔ میرے دو لڑکیان ناکتخدا ہین تہیدستی اونکی ازدواج کی مانع ہے آپ عرضی لکھدین تو حضور شاہی مین پیش کرکے بخت آزمائی کرون اونھون نے قلم اوٹھاکر دو حرفی عرضداشت ان الفاظ مین لکھدی (این عاجز بیارہ دو عاجزہ عاجز ہے چو عاجز رہانندہ دانم ترا ۔ درین عاجزی چون نخوانم ترا) برہمن نے عرضی اعلیٰ حضرت شاہجہان بادشاہ کے حضور مین پہونچادی بادشاہ نے بملاحظہ عرضداشت حسن خط اداے مضمون طرز تحریر پسند کرکے برہمن کو بلایا اوس نے نویسندہ کا نام و نشان بتایا چوبدار کو کاتب عرضداشت کے پیش کرنے کا حکم ملا عنایت اللہ حاضر دربار ہوئے اداب شاہی بجالائے بات چیت طور و قیافہ سے قابلیت کا اندازہ کرکے بسبب کمال جوہر شناسی جو اعلیٰ حضرت کی ذات مین ودیعت تہا اپنی میر منشی گری پر مقرر فرمایا۔ **نقل** ایک مرتبہ بادشاہ نے کسی امیر کے نام فرمان لکھنے کا حکم دیا تھا عنایت اللہ بھول گئے دوسرے دن

جب حاضر حضور ہوئے بادشاہ نے فرمایا فرمان لکھدیا عرض کیا طیار ہے اور سادہ کاغذ ہاتھ مین لیکر فر فر پڑھ سنایا بادشاہ نے مضمون و مطالب کو پسند فرمایا پہر دفتر مین اگر قلمبند کیا جب بادشاہ کو حقیقت حال معلوم ہوئی بہت خوش ہوا اور بعطاے خلعت و انعام و اضافہ منصب سرفراز کیا **بہار دانش** انکی تصنیف سے مشہور کتاب ہے جو آغاز سال سنہ ۱۰۶۰ ایکہزار ساٹھ ہجری مین بعہد شاہجہان بادشاہ مرتب ہوئی محمد صالح کنبو نے جسکو انکے ساتھ نسبت ہم گوہری و شاگردی حاصل تھی ایک دیباچہ اس کتاب کا لکھا ہے عنایت اللہ کی فکر سخن مین سحر کاری اور اوسکی رشحات قلم کی معجز نگاری محتاج دلیل و برہان و حاجتمند تفسیر و بیان نہین - بہار دانش باعتبار فصاحت و بلاغت و متانت عبارت جس خوبی کی کتاب ہے ماہران زبان واقف ہین اوسکی نسبت زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہین اڑہائی سو برس تک یہہ کتاب داخل درس   ہر مبتدی و منتہی رہی ہے - مصنف کی قابلیت اور اوسکے زور قلم کا ہر شخص کو اعتراف رہا ہے - الا اوسکے مضامین جو مکار عورتون کی مکاید کے ظاہر کرنے مین ایک صاف و شفاف شیشہ کا کام دے رہے ہین بعض طبیعتین پسند نہین کرتین ذرا غور کیا جاوے تو اعتراض زیادہ باوقعت نہین ہے دانشمندون نے پند و نصایح کرنے اور حسن و قبایح بتانے کا ایک انداز اور کوئی طرز خاص اختیار نہین کیا کبھی صریح گاہی کنایہ استعارہ مین بیان کرتے ہین کبھی اصلی واقعات اور گاہ فرضی قصص و حکایات لطافت و ظرافت کے پیرایہ مین اور بعض اوقات جانورون کی زبان مین لکھتے ہین غرض مختلف اقسام کی اخلاقی امور کثرت کے ساتھ موجود ہین عورتون کے مکاید کسی مبسوط اور مستقل کتاب مین منضبط نہین تھے حالانکہ عورتون کی نسبت دنیا کے تمام مذاہب و اقوام نے بے اعتباری ظاہر کی ہے - زمانہ قدیم کے کل مقنن قریب قریب عورتون کے باب مین ہمرائے و ہمزبان ہین - ہندونکا قانون کہتا ہے تقدیر - طوفان - موت - جہنم - زہر - زہریلے سانپ انمین سے کوئی اسقدر

خراب نہین جتنی عورت - آنحضرتؐ سے دو ہزار سال پہلے (منو) ہندوستان کے مُقنّن قدیم نے اس بے اعتباری کو صاف الفاظ مین ظاہر کیا ہے "کسی عورت کو زانیہ کہنے کے لئے اسقدر کافی ہے کہ وہ کسی مرد کے ساتھ اتنی دیر علیحدہ رہی ہو جتنی دیر مین ایک انڈا تلا جا سکتا ہے" (منو) کا قانون کہتا ہے کہ عورت - صغیر سنی مین ماباپ کی مطیع ہے - جوانی مین شوہر کے بعد بیٹون کی بیٹے نہون تو اقربا کی کیونکہ کوئی عورت ہرگز اس لائق نہین کہ خود مختاری سے زندگی بسر کر سکے - کتاب مقدس مین لکھا ہے عورت موت سے زیادہ تلخ ہے - عہد قدیم کے باب وعظ مین ہے جو خدا کا پیارا ہے اپنے کو عورت سے بچائے گا مینے ہزار آدمیون مین ایک خدا کا پیارا پایا لیکن تمام عالم کی عورتون مین ایک بھی ایسی نہ پائی جو خدا کی پیاری ہو - چینیون مین مثل ہے اپنی بی بی کی بات سُنّی چاہئے لیکن اوسے ہرگز یقین نکیا جاوے - روسی مثل ہے دس عورتون مین ایک روح ہوتی ہے - اطالیون کا قبول ہے گھوڑا اچھا ہو یا بُرا اوسے مہمیز کی ضرورت ہے عورت اچھی یا بُری ہو اوسے مار کی ضرورت ہے - اسپین کی زبان مین مثل ہے بُری عورت سے بچنا چاہئے - مگر اچھی صورت پر کبھی بھروسہ نکرنا چاہئے - خود کلام پاک مین فرمایا گیا ہے - اِنَّ کَیۡدَکُنَّ عَظِیۡمٌ (البتہ تمہارا فریب بڑا ہے)

جامی سعدی وغیرہ مصنفین نے بھی بعض حکائتین مختصر و متفرق طور پر اس مضمون مین لکھی ہین - ایک شاعر کا کلام ہے **قطعہ** (غالب دہلوی)

بہ آدم زن بشیطان طوق لعنت	سپرند از رہ تکریم و تذلیل
ولیکن ندا سیرے طوق آدم	گرانتر آمد از طوق عزازیل

مصنف بہار دانش نے وہ تمام امور شرح و بسط سے ایک علیحدہ کتاب مین جمع کر دئے تاکہ دور اندیش آدمی چالاک عورتون کے فریب سے بچا رہے اور اونکے دام تذویر مین مبتلا نہو سکے عبارت کی عمدگی نے کتاب کو قبولیت کا درجہ دیا دلچسپ قصص نے نہ صرف ناظرین کو ربط عبارت بندش الفاظ حسن انشا کا شیفتہ کیا بلکہ جس اعلی مقصد کے لئے کتاب

لکھی گئی تھی اوس کا اچھا نتیجہ پیدا ہوا **امیر دوستو** بدکردار عورتون کی نسبت بوجہ اونکی ناقص العقل ہونیکے جو کچھ لکھا پڑھا گیا اور کہا سنا جائے تھوڑا ہے پھر بھی عورتون کی طرف سے بالکل بے اعتنائی و بالعموم بدخیالی ویسے اعتبار ی مناسب نہین وہ خداوند تعالی کی عمدہ ودیعت ہین اونمین بہت سی خوبیان و محبوبیان پائی جاتی ہین قدرت نے اونکو ضعیف الخلقت بنایا ہے اونمین لینت ترحم خداترسی رحمدلی غمخواری دردمندی زیادہ ہے اونھون نے حیات اُخروی کے اعلیٰ مراتب - اور معاد کے اقصی مدارج حاصل کرنے مین مردون سے کم حصہ نہین لیا مذہب اسلام جو دنیا کے تمام مذاہب مین سے مہذب معتدل و محمود ہی اوس نے اونکے ساتھ رفق و ملایمت اور سلوک و مصالحت رکھنے کی ہدایت کی ہے مہتدا امور معاشرت دنیوی مین بھی عورتین نہایت مفید و کار آمد ثابت ہوئی ہین کسی نے سچ کہا ہے ؎

عیش دنیا با زن و دندان بود	بے زن و دندان جہان زندان بود

مصنف بہار دانش کی ایک انشا بھی ہے اومین فرامین شاہی اور خطوط جو لایق مصنف نے اپنے عزیزون کو لکھے ہین اور دیباچہ و خاتمہ بعض کتب کے نثرین تحریر کی ہین محمد صالح کنبو مصنف شاہجہان نامہ نے سنہ ایکہزار بہتر ہجری مین بعہد ابوالمظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی جمع کیا ہے - **اشرف الصحایف** اس انشا کا نام ہے - دو رقعہ غیر منقوط الفاظ مین لکھے ہین - ایک ۲۳ سطر کا - دوسرا ایکسو گیارہ سطر کا جسمین کوئی نقطہ دار حرف نہین آیا - پہلا رقعہ صدر الصدور کے نام ہے اسمین ایک عالم کے اودار معینہ کے اجرا کی سفارش کی گئی ہے مضمون یہہ ہے کہ ملا معصوم مدرس مدرسہ مطہرہ نے راہ مکہ مین انتقال کیا اونکے فرزند ملا محمد عاصم نے دار السرور لاہور مین بجائے اپنے باپ کے علوم حدیث و فقہ و تفسیر و کلام کا درس دینا شروع کیا ہے حاکم لاہور نے روزینہ مقررہ بند کر دیا ہے وہ بدستور جاری کر دیا جاسے - اس سے انکا علم دوست و ہوا خواہ علما ہونا ثابت ہوتا ہے - دوسرا رقعہ ایک دوست کے نام ہے اومین فتوحات

شاہی کا مذکور ہے بادشاہ کی تعریف مین جو نظم بے نقطہ لکھی ہے اوسکے چند اشعار یہان درج کئے جاتے ہین۔

عماد عالم و عادل سوا عرصۂ ملک	اساس طارم اسلام و سرور عالم	ملک علاء و عطا ارد علوم و مہر عطا
سماک رمح و اسد حملۂ ہلال علم	دل مطہر او ہمدم کلام علوم	دم مکرم او مورد صلاح امم
رسوم محکم او کرد حکم عالم رد	سموم حملہ او کرد کار اعدا گم	ہم او ہم دل او دار عدل را معمار
ہم او ہم دم او دائی ملک را مرہم		

رقعات سے شیخ کا کابل و قندہار جانا وہان کے جلسے زمین کابل کی برف باری و زمستانی موسم کی بہار معلوم ہوتی ہے۔ غرض انشا پردازی مین یہ شخص اوستاد وقت تہا۔

خواجہ حسن ملتانی مارہروی ابن خواجہ بڈہی ابن خواجہ عبد الرحمن حسب مصرحہ کتاب سلسلہ عالیہ انکا سلسلہ نسب پانچ واسطون سے شیخ عبد اللطیف کے ساتھ ملتا ہے شیخ عبد اللطیف عابدین و مجاہدین مین سے تھے جو قریب زمانہ سلطان محمود غزنوی ہندوستان مین آئے اور ندائے جاہد الکفار بلند فرمائی اونکی اولاد ملتان مین جاگزین ہوئی۔ خواجہ حسن چار بہائی تھے۔ احمد قاسم۔ واحمد ہاشم و محمد امین و خواجہ حسن دو بہائی اخر الذکر تحصیل علم کے شوق مین دورو سیر کرتے ہوئے ۹۳۱ھ نوسو اڑتیس ہجری ابتدائے سلطنت ہمایون بادشاہ مین ملتان سے چلکر بحسب اتفاق قصبہ طیبہ (مارہرہ) مین پہنچے انکے آنے سے پہلے **خواجہ عماد الدین المعروف شیخ عماد قریشی ملتانی** جو انکی قوم قبیلہ سے تھے معہ اہل و عیال خود کمبوجہ سے ملتان چھوڑ کر **مخدوم شیخ ظہیر الدین** قدس سرہ کے مرید و مستفیض بیعت ہوکر وہین سکونت پذیر ہوگئے تھے اور شیخ کی توجہ سے اونکو بہت جمیعت و فارغ البالی حاصل تھی۔ شیخ اکابر افاضل اور اجلہ مشایخ سے تھے انکا مزار اندرون آبادی (مارہرہ) محلہ کڑہ احمد سعید خان مین زیارت گاہ خلایق ہے جب یہ دونون بہائی مارہرہ آئے بوجہ رابطہ ہمقومی محمد عماد کے مکان پر فروکش ہوئے

پہلے حضرت مخدوم قدس سرہ سے علم کی تکمیل کی۔ بعد فراغ علمی رسم بیعت بجالائے محمد حماد کی دو لڑکیان نہین مخدوم صاحب نے بجہت اتحاد قومی دونون لڑکیون کے ساتھ ان دونون بھائیون کا نکاح کرادیا تھین توجہ حضرت مخدوم یوماً فیوماً انکو ترقی ہونے لگی۔ جب شیر شاہ افغان سور ہمایون بادشاہ پر غالب آیا اور ہندوستان کا بادشاہ ہوا اوس نے رفاہ رعایا کی غرض سے عمدہ عمدہ انتظام کئے ہر پرگنہ مین چودھری اور قانونگو مقرر کیا تاکہ دفتر شاہی مین پرگنات کا حال مفصل معلوم ہوتا رہے اور نیا عامل پرگنات کے جمع وحالات جزئیہ وکلیہ کے معلوم کرنے کا محتاج نہو۔ چنانچہ (مارہرہ) کے پرگنہ مین خواجہ حسن برادر خرد محمد امین ازروئے علم وفراست وعقل وکیاست وشرافت نسب ان عہدون کے واسطے نامزد اور منتخب ہوئے ۹۴۹ھ نوسوانچاس ہجری مین دونون عہدہ انکو عطا کئے گئے۔ اوسوقت سے اس دم تک ان عہدون کا تعلق انکے خاندان مین نسلاً بعد نسل اور بضیمہ ان عہدون کی کل ریاست اس قصبہ کی انہین کی اولاد مین چلی آتی ہے چنانچہ ہنوز چودھری عنایت الٰہی جو خواجہ حسن سے دسوین پشت مین ایک ہنرمند نیک سیرت واخلاقمند شخص ہین گورنمنٹ انگلشیہ سے عہدہ قانونگوئی کی پنشن پارہے ہین مگر اب چند سال ہوئے کہ قانون جدید انگریزی کے موافق عہدہ قانونگوی کا حق موروثیت زائل ہوگیا ہے انکی نسل مین خداوند تعالیٰ نے برکت عظیم عطا فرمائے بہت سے ہنرمند ذیعلم اور صاحب ثروت وامارت گذرے ہین ایک جماعت کثیر انکی اولاد کی اب بھی قصبہ مارہرہ مین موجود ہے۔ ذانہ از خرمن وخارے از گلشن۔ ریاست قدیم کے کچھ آثار پائے جاتے ہین چودھری عنایت الٰہی کے دادا چودھری کرم اللہ کے نام کا فرمان عطیہ شاہ عالم بادشاہ ہمنے دیکھا ہے فرمان کی پشت پر خلاصہ عرضی کرم اللہ اور کیفیت دفتر ومہر وزیر الممالک ابو المنصور خان صفدر جنگ یحیٰ خان آصف الدولہ بہادر ہزبر جنگ ودیگر امرا واہل دفاتر کی مہرین دستخط وعبارتین بکثرت درج ہین جنہین طوالت کے سبب ہم قلم انداز کرتے

ہین یادگار کے طور پر اصل فرمان کی نقل کی جاتی ہے کیفیت دفتر مندرجہ پشت فرمان سے یہہ
بابت معلوم ہوئی کہ اوسوقت کاغذات پرگنہ مارہرہ سرکار کول مضاف صوبہ مستقر الخلافتہ اکبرآباد بابت
سال سنہ ۱۱۲۴ف بدستخطی اعظم خان جد چہارم کرم اللہ کے دفتر شاہی مین موجود تہی اور خدمت چودہری و
قانونگوی اونکے نام مقرر تہی۔

ہوالغالب

باسمہ سبحانہ وتعالی شانہ



فرمان بادشاہ عالیجاہ المظفر
جلال الدین محمد شاہ عالم

درینوقت میمنت اقتران فرمان والاشان

واجب الاطاعت والاذعان صادر شد کہ خدمت چودہری وقانونگوئی پرگنہ مارہرہ سرکار کول مضاف صوبہ
مستقر الخلافتہ اکبرآباد موافق معمول قدیم دروجہ انعام التمغائی کرم اللہ ولد عتیق اللہ ابن محمد عزیز
بافرزندان از ابتدائے ربیع ئیلان ئیل بمعافی تصدیق و یادداشت و پیشکش معہ رسوم نانکار وغیرہ
مقرر باشد باید کہ فرزندان نامدار کامگار عالی نسب والانبار و وزرائی ذوالاقتدار و امرائے
عالی مقدار و متصدیان مہمات دیوانی و متکفلان معاملات سلطانی ابداً و موبداً در استقرار استمرار
این حکم مقدس معلی کوشیدہ مشاراً الیہ نسلاً بعد نسلاً و بطناً بعد بطناً خالداً و مخلداً چودہری و
قانونگوئی مستقل پرگنہ مذکور دانستہ دیگرے را سہیم و شریک او ندانند و رسوم چودہرائی و قانونگوئی

موافق معمول قدیم سید ہاینده باشند ودست تصدی موہم الیہ در امور متعلقہ خدمات مزبور مستقل
دانند واز صوادم تغیر وتبدیل مصوون ومحروس شمارند دریں باب تاکید اکید وتہدغن مزید دانستہ
ہر سال سند وتطلبند وازیر لیغ کرامت تبلیغ والاتخلف والانحراف نوازند تاریخ پنجم شہر
رمضان المبارک سال سی و نہم از جلوس ابد مانوس مقدس معلیٰ زیب تحریر یافت۔
شاہ عالم ۳- جماد الاول ۱۱۴۰ھ مین پیدا اور ۴- جماد الاول ۱۱۷۳ہجری کو تخت نشین ہوا
اور ۷- رمضان ۱۲۲۱ہجری مین رحلت کی اور کرم اللہ نے ۲۰- شعبان ۱۲۲۲ہجری کو انتقال کیا
وزیر محمدؐ الملقب وزیر خان باشندہ مارہرہ خواجہ حسن سے تیسری پشت نہایت
مخیر اخلاقمند صلاح وتقویٰ جود وسخا مین بے نظیر تھے سید العارفین مرشد العالمین حضرت
سید عبد الجلیل بن شیخ عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ جو اولیا رکرام سے تھے انہین کے زمانہ
مین ۱۰۱۷ھ ایکہزار سترہ ہجری کو مارہرہ تشریف لاکر رونق افروز سجادہ مشیخت ہوئے وزیر خان کو
عالم رویا مین مکرر بشارت ہوئی تھی کہ تمہارا پیر صاحب ولایت مارہرہ سمت مشرق سے آتا ہے
اوسکی خدمت مین حاضر ہوا ورصورت بھی دکھائی گئی تھی بعد تکرار متنبہ ہوکر جماعت صلحا ورؤسا
کے ساتھ شہر سے باہر نکلے - اترنجی کہیڑہ ایک مقام ہے مارہرہ سے چارکوس پورب کی
طرف پہلے یہان ایک بڑا راجہ رہتا تھا جسے راجہ مین کہتے تھے - سلطان[1] معز الدین سام ملقب
بہ شہاب الدین غوری نے راجہ سے جنگ کرکے اوس مقام کو سرنگ سے اوڑا کر پلیٹ دیا ہی
وہ جگہ پہر آباد نہین ہوئی جنگل ویران پڑا ہوا ہے گاہ گاہ پرانے سکہ کے روپیہ پیسہ کیسیکو
مل جاتے ہین ایک بزرگ کا وہان مزار بھی ہے جو حسین شہید کے نام سے مشہور ہے شاید
اوسی معرکہ کے شہدا مین سے ہون - اوس پر انبوہ جنگل مین برگ نباتات سے ستر پوشی کئے

[1] یہ بادشاہ شجاع عادل خدا ترس تھا ۵۶۹ھ مین غزنین پر حکمران ہوا چند مرتبہ ہندوستان پر لشکر کشی کی ۵۸۸ہجری مین
رائے پتہورا قتل ہوا ۵۸۹ھ مین دہلی دار الاسلام ہوا - ۳ شعبان ۶۰۲ہجری قریب غزنین بمقام دمیک شہید ہوگیا ۳۲ برس چند
مہینہ سلطنت کی پانچسو من الماس جواہر نفیس چہوڑا دیگر مال ومتاع کو اسی پر قیاس کرسکتے ہین ۱۲

ہوئے آپ مراقب بیٹھے تھے جب وزیرخان پہونچے فرمایا وزیرخان تو آگیا انہون نے بھی اوس شبیہ سے جو خواب مین دیکھی تھی پہچانا اور جلال ولایت کا رعب و اثر اونپر غالب ہوگیا فوراً قدمبوس ہوکر مارہرہ لائے اور معہ جمیع اکابر و اصاغر مرید و مستفیض ہوئے حضرت میر پر پہلے جذب غالب تہا بارہ برس کامل صحرا گردی و بیابان نوردی و تجرید و تفرید مین برگ نباتات سے قوۃ لایموت کیا اب سلوک مین آئے تھے۔ تقریباً چالیس برس ہنگامہ ارشاد گرم رکھکر بعہد شاہجہان بادشاہ ۴ صفر ۱۰۵۸ھ کو رحلت فرمائی عالم قدس ہوئے مزار پرانوار حضرت کا مارہرہ مین زیارتگاہ خلایق ہے۔ انکی اولاد مین بڑے بڑے نامی مشایخ اور اولیار کبار گذرے ہین اور انکی اولاد کا ایک خاص محلہ جسکو (پیرزادون کی بستی) کہتے ہین مارہرہ مین آباد ہے (اثار احمدی) مصنفہ عنایت حسین طبیب مارہروی حضرت میر کے خاندان کے حالات کی خاص تاریخ ہے۔ بالجملہ وزیرخان ایک نامور رئیس تھے قبولیت خداداد حاصل تھی تجلات قدیم سے ۱۲۰۶ ایکہزار ستر تک انکا منصۂ حیات پر جلوہ گر ہونا پایا گیا ہے۔

گھورن خان وزیر محمد خان کے پوتے نہایت بہادر و شجاع و صاحب عزت و جاہ تھے باہم انکے اور راجہ کشن سنگھ ایٹہ والہ کی جو رایان والا تبار مین سے تہا بہت دوستی تھی دونون پگڑی بدل بہائی بن گئے تھے آخر راجہ کی امداد مین کسی معرکہ جدال و قتال مین مردانہ وار شہید ہوگئے۔

غلام حسین خلف کریم الدین محمد وزیر محمد خان سے چوتھی پشت امارت و ریاست مین مشاہیر زمان قابلیت مین رشید خاندان علم و دانش و حذاقت و فن مصوری موسیقی سہنس رکہت مین بے نظیر نہایت خوبصورت نیک سیرت رنگین طبع خوش مزاج عالی ہمت فراخ حوصلہ خط نسخ مین اوستاد نغمہ و سرود کے شایق تصنیفات ہندی مین اوستادون پر فایق تھے پچاس برس کامل اسیطرح نشاط و کامرانی و علوجاہ کے ساتھ حکمران رہے ۲۰ - ربیع الاول سنہ ۱۲۰۴ بارہ سو چار ہجری مین بعد نماز صبح کدورت گاہ فنا سے نزہتگاہ بقا

کی راہ لی حضرت سید شاہ گدا صاحب سجادہ سرکار خرد مارہرہ نے بدیھہ فقرہ **آہ غلام حسین** مین تاریخ وفات کہی۔

محمد جیون خان وزیر محمد خان کے چھوٹے بیٹے صاحب ثروت وجاہ تھے بارگاہ خسروی مین حاضر ہوکر مجدد اسناد عہدہ وریاست حاصل کے پایان عمر تک با اقبال رہے۔

عمر خان شہید خواجہ حسن ملتانی مارہروی کے دوسرے بیٹے رئیس مرتاض بنہایت فیاض مجمع البحرین فضایل صوری ومعنوی صلاح وتقوی مردانگی ہمت خلق ومروت مین بے نظیر وقت تھے جلال الدین اکبر بادشاہ جب مارہرہ مین خیمہ انداز ہوا انکا ذکر خیر سنکر باریابی کا حکم دیا اور وقت ملاقات بملاحظہ قابلیت مورد الطاف خسروانہ کیا موقع پاکر طعام ماحضر لانے کے مستدعی ہوئے اور منظوری سلطانی حاصل کرکے بڑی دھوم دھام کی دعوت کی بادشاہ نے انکی وسعت حوصلہ حسن سعی اور خوش سلیقگی کی داد دیکر دریافت کیا جو مدعا اور ضرورت ہو اوس کا اظہار کیا جائے بمقتضاء استغناء ذاتی انھون نے کچھ خواہش نکی تاہم بادشاہ نے پانچہزار بیگھہ پختہ آراضی بنام مقبوضہ خاص بسمت شرقی ملحق آبادی قصبہ مارہرہ معہ فرمان عُشر اور سند مجدد عہدہ چودھری وقانونگوی عطا فرماکر باعزاز رخصت کیا انھون نے اوسی زمین مین محلہ جداگانہ آباد کیا جو اب (کنیو محلہ) کے نام سے مشہور ہے اوسکے قریب سرائے وبازار بنایا اور محلہ مین مسجد تعمیر کرائی ۹۷۰ نو سو ستر ہجری وسنہ جلوس اکبر بادشاہ مین ہمراہ کسی سادات کے حسبۃً للہ شہید ہوگئے مرقد انکا مارہرہ مین ہے۔ سید شاہ جلال بسوی قدس سرہ متخلص بہ خرد جو ایک اکابر طریقت سے تھے اونھون نے تاریخ شہادت یون لکھی ہے **تاریخ وفات**

از باغ جہان رفت عمر خان افسوس	گردید بزیر خاک پنہان افسوس
تاریخ وفاتش ز خرد پرسیدم	گریان شد وگفت حیف وا ز خان افسوس

انکے پوتے **شیخ محمد** خلف ارشد علیخان صاحب حکومت وثروت تھے اونکی پہلی شادی دختر

عالی اختر نواب شہباز خان اکبری کے ساتھ اور دوسری عشیرہ کنبوہان سنبھل مین ہوئی تھی پہلی بیوی سے محمد شریف خان نہایت ذیجاہ و مرتبت ہوے سجلات قدیم سے سنہ ۱۰۸۰ھ مین انکا بقید حیات ہونا پایا گیا ہے کول مین محمد سعید خان شہید شاہجہانی کی دختر بلند اختر سے ان کی شادی ہوئی تھی انکے بیٹے **محمد افضل** بڑے بختمند فروغ کاشانہ ریاست تھے سو برس کا ل نہایت جاہ و جلال کے ساتھ رہے سنہ ۱۱۵۵ گیارہ سو پچپن ہجری مین رحلت کی مسجد جامع مارہرہ انکے آثار خیر و صلاح کی نشانی ہے **تاریخ بناء مسجد**

در جہان این قصر نور آگین شدہ	نور او بر چہرہ پروین شدہ
سال تاریخ اساسش گفت خضر	مسجد افضل بنائے دین شدہ ۱۱۴۵

محمد عاقل شیخ محمد کے پوتے دانشمند بلیغ تھے وراثت قدیم پر اکتفا نکی اپنے خسر محمد جیون کے ساتھ بارگاہ خسروی مین باریاب ہوکر سند تجدد عہدہ موروثی کی لی اور بہت جمعیت و اقتدار سے بسر کی **کرم علی** محمد عاقل کے بیٹے نواب غالب جنگ احمد خان بنگش والی فرخ آباد کی رفاقت و ملازمت مین نہایت مقتدر و معزز رہے سنہ ۱۱۹۳ گیارہ سو ترانوے ہجری مین انتقال کیا۔

نیاز علی بن کرم علی حسن صورت و سیرت جود و سخا ثقاہت وضع متانت طبع دانش و قیافہ جو صفات بشری چاہئین ائمین سب موجود تہین پایان شباب تک باپ کی زندگی مین دنیا کا عیش جیسا چاہیے سب کر لیا رات دن یاران رنگین طبع کے ساتھ گل چہرے اوڑاتے بعد مرگ پدر مسند ریاست پر رونق طراز ہوے اور خوب ناموری حاصل کی جب عیش و طرب سے طبیعت سیر ہو گئی حق شناسی کی طرف میل ہوا حضرت قدوۃ الاصفیا سید شاہ آل احمد اچھے[1] میان صاحب مارہروی قدس سرہ العزیز سے مستفید بیعت و مستفیض طریقہ باطن ہوے بعد کسب اشغال مراقبہ تلاوۃ

[1] حضرت اچھے صاحب اپنے وقت کے مشاہیر اولیا سے تھے ۲۰- رمضان سنہ ۱۱۶۰ ہجری کو انجمن امکان مین جلوہ افروز ہوے (سلطان مشائخ جہان) تاریخ پیدایش ہے اور ۱۷- ربیع الاول سنہ ۱۲۳۵ ہجری کو رحلت فرمائی عالم قدس ہوے بڑے بڑے نامی گرامی عالم فاضل اصحاب شریعت آپ سے مستفیض بیعت طریقت اور آپ کے حلقہ ارادتمندان مین داخل تھے مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب کشفی آپکی شان مین فرماتے ہین ؎ ندانم جز جنید و شبلی از سیر مقاماتش ٭ بگویم با کہ کشفی داستان آل احمد را

وجود سے کشایش راہ مقصود ہوئے بتوجہ مرشد کامل تہوڑے عرصہ مین استغراق کلی ہوگیا
پہر تمکین وسلوک مین آگئے بحکم مرشدی دل بیار و دست بکار پر عمل رہا وحدۃ الوجود مشرب
تہا عہدہ کا کام چہوڑا تہین جو فتوح آتا علاوہ بایحتاج خود محتاجونکو تقسیم کردیتے ۔ باتین تمکین
وفصاحت تھی ۔ رموز تصوف و اسرار حقایق اشارات وکنایات مین ادا فرماتے ۔ فن موسیقی
ہندی کو اون سے بہتر جاننے والا اوسوقت اس نواح مین کوئی نہ تہا ۔ گاہ گاہ بسبب تفنن
طبع خلوۃ مین کچھ گاتے تو سننے والے بیخود ہو جاتے ۔ قریب پچاس برس بجمعیت صوری وعنار
معنوی کوس یکتائی بجاتے رہے ۔ کاسگنج جو مارہرہ سے چار کوس سمت شمال ہے دہان ناظم وقت
سے ملنے گئے تھے ناگاہ رات کو درد احشا مین مبتلا ہوئے صبح تدبیر تسکین کرکے اپنے کام مین مشغول
ہوگئے ابتدا ادائے نماز ظہر بہ بیداری دل وآگاہی باطن دولیعت جان خدا کو سونپی نعش
مارہرہ لاکر دفن کی گئی ۔ ۲۲ ۔ شعبان ۱۲۱۶ھ بارہ سو سولہ ہجری کو یہ حادثہ پیش آیا
تاریخ وفات من نتایج فکر حکیم عنایت حسین مصنف سلسلہ عالیہ وغیرہ

ز دنیائے دون چون نیاز علی	بیکایک بملک عدم برد پے
خرد فکر سعدی پسندید و گفت	بود در بہشت برین جائے وے

مصرع اخیر تمام تاریخ ہے ۔

چودہری حمایت حسن بن رونق حسن محمد عاقل سے چوتہی پشت اپنے عہد مین مارہرہ کے
نامی گرامی رئیس و علاقہ دار فیل نشین نہایت خوبرو وجیہ تنومند و شجیع تہے ۔ ایام غدر ۱۸۵۷ء
مین گورنمنٹ انگلشیہ کے خیرخواہ اور مورد لطف حکام ذیجاہ رہے شہر مارہرہ کی خوب حفاظت کی
ہر موقع پر بلوائیون سے بچایا ۔ گہوڑے ہاتھی مرغ بط کبوتر لعل طوطی مینا طرح طرح کے جانور
رنگ برنگ کی چڑیان چہوری کٹاری بندوق تلوار قسم قسم کے ہندی ولایتی یورپی ہتیار
ہر چیز کا ذوق و شوق تہا فن طب مین عمدہ دستگاہ تہی حکیم عنایت حسین مارہروی مولف
کتاب ریاض احمدی و آثار احمدی وغیرہ سے جو طبیب والا پایگاہ تہے طب پڑہی تھی اونہین سے

مطلب کہا تھا۔ ۲۰ ۔ شوال روز پنجشنبہ ۱۱۲۰ بارہ سو ستر ہجری مین ڈیڑہ پہر دن چڑہے بیبک ناگاہ اچہے خاصے موٹہ کی راہ خون کبشر ڈالکر بیک چشم زدن سب جاہ وحشم چہوڑ کر جہان گذران سے عالم جاودانی کو سفر کیا۔ ــہ

جہان اے برادر نماند بکس		دل اندر جہان آفرین بند وبس

کوئی اولاد نہین چہوڑی ۔ انکی جایداد کبشر انکی ہمشیر کے نواسون پر منتقل ہو گئی ۔ جنمین حافظ محمد یعقوب علیخان ابن حاجی محمد مومن علیخان لایق اور مدبر شخص ہین انکا سلسلہ نسب اباے عشیرہ نواب خیر اندیش خان مین نواب صواب اندیش خان میرٹہی سے ملتا ہے ۔

چودہری حافظ حسن حمایت حسن کے چہوٹے بہائی عظمت وحشمت مین ہم پہلو سے برادر نامور رکہتے شعر وسخن سے ذوق تہا بڑے مدبر ومنتظم تہے ۲۹ ۔ ذیقعد ۱۲۰۱ بارہ سو اکیاسی ہجری مین انتقال کیا ان سے نسل دختری باقی رہی ۔

شیخ علی احمد ملتانی مارہروی صاحب ثروت واقتدار و نواب شایستہ خان[ہ] کے عمدہ رفقا

ــہ نواب شایستہ خان امیر الامرا کا نام مرزا ابو طالب تہا یمین الدولہ آصف خان کے فرزند رشید تہے سال اول جلوس شاہجہان مین پنجہزاری ہوئے اورنگ زیب کے حضور سے ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب اور امیر الامراے کا خطاب پایا حلم تواضع حسن سلوک جود وسخا مین کوئی امیر انکا ہمسر نہ تہا نخوت وپندار چہو نگئے تہے لاکہون روپیہ مساجد ومہمانسراے وپلون کی تعمیر مین لگادئے اونکے مال ومتاع کی انتہا نہ تہی **نقل ہے** جب سنہ جلوس مین بنگالہ سے حاضر دربار ہوئے تیس لاکہ نقد اور چار لاکہ کا جواہرات معہ دیگر تحایف نفیسہ نذر شاہی کیا تحفہ مین ایک آئینہ عجیب صفت کا تہا جب آئینہ اوسکے مقابل رکہتے خشک ہو کر قطرہ قطرہ پانی اوس سے ٹپکتا تہا ایک صندوق تہا ایک طرف اوسکے ہاتہی دوسری جانب بکرے کو باندہ دیا ہاتہی نہ کہینچ سکا بکرا صندوق کو معہ ہاتہی کہینچ لیگیا بادشاہ خوش ہو کر سنگ یشم کی عصا جو دست مبارک مین تہے عطا کی اور حکم ہوا کہ امیر الامرا غسل خانہ تک پالکی مین آیا کرین شاہ عالم کی نوبت کے بعد اونکی نوبت بجا کرے ۔ **نقل** ایکمرتبہ سرکار عالمگیر مین موم مطلوب تہا عمال خالصہ و پرگنات نے بعذر برسات لکہا کہ اسوقت قطعاً میسر نہین آتا خانسامان نے عرض کیا موم کہین نہین ملتا مگر امیر الامرا کے کارخانہ دہلی مین موم کا ذخیرہ سنا جاتا ہے حکم ہوا کہ بقدر ضرورت عاریت لے لیا جاوے امیر الامرا کے متصدی کے نام فرمان جاری ہوا امیر اوسوقت بنگالہ مین تہا اجازت منگانے مین تاخیر متصور رہتی اس عرصہ تک فرمان شاہی کی تعمیل نکرنا ممکن نہ تہا ناچار دو سو من اپنی طرف سے اور ہزار چکتیان موم کے جنمین سے ہر ایک کا وزن دو دو تین تین من تہا پیشکش کر کے معذرت کی کہ اسوقت امیر الامرا تشریف نہین رکہتے زیادہ

مین تھے نواب کی رفاقت مین عمر عزیز اعزاز و حشمت سے بسر کی مارہرہ مین بوجہ خویشی محمد وزیر خان قانونگو کے سکونت پذیر ہوئے انکی نسل مین مولوی فضل احمد حافظ کلام اللہ متقی پرہیزگار حلیم و باوقار شخص تھے فارسی مین کامل دستگاہ تھی عبارت دلچسپ قلم برداشتہ لکھتے تھے عمر گرامی درس و تدریس کے مشغلہ مین بسر کی اب اونکے چھوٹے بیٹے مولوی عبد الجلیل عہدہ جلیلہ ڈپٹی کلکٹری پر ممتاز ہین طبیعت لطیف اور شعر و سخن کا مذاق ہے۔

محمد امین انکے اسلاف ملتان سے آکر بدایون مین مقیم اور وہان کے عہدہ چودہری و قانونگوی پر مامور ہوئے ایکمدت بعیش و کامرانی بسر کی اتفاقاً حاکم و عامل وقت سے ناچاقی ہوگئی عہدہ سے استعفا دیکر اور اسناد پارہ پارہ کرکے حاکم کے موتھ پر مار کر معہ عشایر و قبایل سنبہل پہونچے دیوان عبد المومن کا زمانہ تھا اونھون نے خیر مقدم کہا لہذا وہین توطن کیا خدا نے جوہر بلاغت عطا فرمایا تھا اورنگ زیب عالمگیر کی سرکار مین حاضر ہوکر منصب لایقہ پر سرفرازی پائی انکی شجاعت نقش نگین خاطر سلطانی تھی ہمیشہ ہمرکاب ظفر انتساب رہتی تھی جب بادشاہ تسخیر دکن کو چلا لشکر شاہی کے ساتھ تھے اوسی سفر مین انتقال کیا۔

حافظ محمد نظام ساکن قصبہ جیور دربار شاہی سے ملک بوندیلکھنڈ کی حکومت پر سرفراز تھے راجہ ستر سال بوندیلکھنڈ کا فرمان روا جو راجایان باشوکت و اقبال مین شمار ہوتا تھا حافظ صاحب کے ساتھ پگڑی بدل بہائی تہا اب سے پہلے موتھ بولے بہائیون مین مان جائے بہائیون سے زیادہ محبت ہو جایا کرتی تھی مارہرہ مین شادی ہونے کی وجہ سے جیور کی سکونت چھوڑ کر وہان توطن اختیار کرلیا تھا تا آخر عمر اوسی حکومت و امارت سے گذاری انکے بعد (بایزید خان) اونکے بیٹے باقتضاء جوہر بلاغت و قابلیت مورد مراحم خسروانی ہوکر بجائے پدر حاکم مقرر ہوئے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۹۔ نہین بہیج سکا یہی تھوڑا سا بھیجا جاتا ہے ذخیرہ موم کے واسطے کوئین کھود رکھتے تھے گرمی کے موسم مین اون مین پانی بھر دیا جاتا تھا کہ گل بجاوے اسی پر دیگر اسباب و اجناس کا قیاس کرلیا جاوے سنہ جلوس عالمگیری مین مطابق سنہ ہجری امیر الامرا نے وفات پائی ۱۰ تاریخ وفات یہ ہے۔ **قطعہ** ۔ مصدر فیض و کرم شایستہ خان ✤ گوئی جود و فیض از آفاق برد
سال نقل آن امیر با کرم ✤ گفت ہاتف اہل خیر و داد مرد۔

بلکہ باپ سے بھی زیادہ مقتدر رہے عزیزون قریبون و اہل استحقاق کے ساتھ بہت مراعت وسلوک کرتے تھے بوندیلکھنڈ مین کسی معرکہ مین مردانہ وار شہید ہوئے اونکے پوتے (محمد اشرف) پرگنات راٹھ مہوبہ پنواری وغیرہ متعلقہ ملک بوندیلکھنڈ کے حاکم تھے۔

محمود خان بن عبداللہ خان بن شیخ عبدالصمد ملتانی عالی نسب والاخاندان روشناس بارگاہ سلطانی تھے ملتان سے دہلی اور دہلی سے (شاہگڈھ) آئے قصبہ شاہگڈھ مارہرہ سے پچھم کی طرف بارہ کوس جہان اب (کوڈیا گنج) آباد ہے حضور بادشاہی سے انکی جاگیر مین تھا ہمقومی اور سابقہ تعلقات ہموطنی کی وجہ سے خواجہ حسن ملتانی مارہروی کی لڑکی کے ساتھ انکا عقد ہوا۔ انکے انتقال کے بعد عمر خان شہید ابن خواجہ حسن اپنی بہن بہانجونکو مارہرہ لے آئے اور اپنی ظل عاطفت مین رکھا حویلی اور زمین سکنی اور پانسو بیگھہ پختہ آراضی زرعی منجملہ مقبوضہ خاص اپنی انکو دی چنانچہ (احمد نگر عرف نگلہ مدا) خاص اوسی جگہ آباد ہے مدا خان جمال خان شہباز خان۔ انکے تین فرزند قابل ہمہ دان فصیح و بلیغ تھے اردوئے معلی خاقان وقت مین حاضر و داخل بندگان شاہی ہوئے۔ **مدا خان** نے نیابت صوبہ داری لاہور پہ سرفرازی پائی۔

دولت خان مدا خان کے پرپوتے نہایت شجاع و بہادر تھے دیوان بازید خان کی رفاقت مین ملک بوندیلکھنڈ کی جنگ مین مردانہ شہادت پائی انکے بیٹے

نعمت اللہ ملقب بہ نعمت خان قاضی انعام اللہ دہولپوری کے نواسہ حافظ قرآن ورشید دودمان معزز اماثل واقران صاحب خیر و برکت و رشد اقبال تھے لڑکپن سے ایام بلوغ تک دہولپور مین نہایت ناز و نعم سے پرورش پائی بہرہ رونق طراز مقام آبائی ہوئے خوب عظمت و جمعیت بہم پہنچائی آخر مین شوق خداشناسی دامنگیر ہوا اسباب دنیوی سب ترک کردیا ۱۱۷۰ھ گیارہ سو ستتر ہجری مین رحلت کی اور بحسب وصیت زمین پائین درگاہ شریف حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ جانب دیوار جنوبی احاطہ سرائے کے سرہانے ...

استراحت پر رکہکر آسایش فرمائی -

جمال خان محمود خان کے دوسرے بیٹے گو ثروت و اقتدار مین نامدار تھے اور تقرب بارگاہ سلطانی بھی حاصل تھا لیکن از ازادطبیعت نے منصب حاصل کرنے کی طرف ملتفت نہین کیا اور پابند تاہل بھی نہین ہوئے -

شہباز خان پسر خرد محمود خان عمدہ ملازمان شاہی سے تھے شجاعت و مردانگی مین یکتا گنے جاتے تھے ہنگام مہم کابل و قندہار ہمرکاب ظفر انتساب عالمگیر مردانہ دار شہادت پائی قلعہ قندہار کے دروازہ پر انکی نعش دفن کی گئی -

محمد عمر خان مدا خان کے چہوٹے بیٹے نہایت معزز و موقر و شجاع تھے مہم قندہار مین ہمرکاب دولت شاہی شہادت پائی انکے بیٹے تھے **الہ بخش** نام دربار حضرت محی الدین عالمگیر بادشاہ غازی مین اونکو تقرب حاصل تہا دانش و ثقاہت و متانت مین یادگار ثقات سلف تھی انکی انگشتری پر یہ شعر نقش نگین تہا

بندۂ بادشاہ عالمگیر	شد الہ بخش از صفا ضمیر

شیخ لآلی قدمائی میرٹھ مین گنے جاتے ہین معزز و دولتمند شخص تھے لآلی کا بازار جو شہر میرٹھ مین لالہ کا بازار مشہور ہے انہین کا آباد کیا ہوا تھا پر انقلاب زمانہ سے آج اوس کا ذرا سا حصہ بھی انکی نسل کے ہاتھ مین باقی نہین رہا انکی اولاد مین اکثر نامور و ذیعلم ہوتے رہے ہین **شکر اللہ المعروف شاکر محمد لاکہوری** ان سے چوتھی پشت مین بڑے دولتمند صاحب امارت و اقتدار و معزز سلاطین روزگار تھے بعض قراین سے شاہجہان و اورنگ زیب عالمگیر کے ہمعصر ہونا پایا جاتا ہے شکر اللہ سے ساتوین پشت **منشی ممتاز علی سررشتہ دار کمسریٹ میرٹھ** انشا ر فارسی و متانت تحریر مین دبیر عدیم النظیر گذرے ہین علم مجلسی بہت اچھا تہا انکی لسانی و خوش بیانی کا میرٹھ مین ابتک چرچا ہے تمام عمر خوشحالی و فارغ البالی مین امیرانہ بسر کی خدمت علما و مہمانداری امرا مین سیر چشم تھے نواب مصطفی خان

شیفتہ و حسرتی تخلص رئیس جہانگیر آباد و نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان غالب دہلوی وغیرہ عماید واہل فضل و کمال کے ساتھ بے تکلفانہ صحبت اور دوستانہ تعلقات تھے اب اونکے بیٹے **مولوی محمد احسن مہاجر بیت اللہ** منجانب حکام بیت الحرام عہدہ مطوفی پر مامور اور اوس بقعہ شریفہ مین معزز و مشہور ہین۔

شیخ لالی کی نسل مین اسوقت **منشی رضا حسین** متوطن بریلی روہیلکھنڈ فارسی عربی مین ذہی استعداد انگریزی زبان کے فاضل ہین انگلش مین (ایم اے) کی سند پائی ہے ذکی متین خلیق بے تکلف سادہ مزاج پابند صوم و صلواۃ صاحب دیانت و تقوی ہین۔ دنیوی اعزاز اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے کہ عالیجناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی واودہ کے میر منشی اور اونکے دفتر کے اسسٹنٹ سکرٹر ہین۔

اسی سلسلہ مین **مولوی فدا حسین منصف پنشن یافتہ ہین** انکے اب و جد مارہرہ رہتے تھے بعد مین بریلی سکونت کی بعد فراغ و تحصیل علم امتحان وکالت مین پاس حاصل کیا ضلع بریلی مین درجہ اول کے وکیل ہوئے پھر بعد رزانی حکام عہدہ منصفی پر امتیاز پایا اب پنشن لیکر وکالت کا کام کرتے ہین نہایت ذہین وطباع و خلیق و متواضع ہین انکی قانون دانی اور معاملات کی سمجھ بوجھ پر وثوق واعتماد کیا جاتا ہے اور دیوانی کے معاملون مین راے و مشورت مسلّم مانی جاتی ہے فارسی عربی کی استعداد کامل ہے نستعلیق نسخ و شفیعہ وغیرہ خطوط مین خوش قلم و شیرین رقم ہین ۱۳۰۷ تیرہ سو سات ہجری مین ایک کتاب متضمن حالات اصحاب بدر رضوان اللہ علیہم اجمعین اور طریق استعانت حضرات موصوف کے اسما متبرک سے کتب احادیث و سیر سے انتخاب کرکے اُردو زبان مین مرتب کی اور مطبع اعجاز محمدی آگرہ مین چھپوادی۔ اس کتاب کا تاریخی نام (ذکر باحوال اصحاب البدر) ہے اسمین مختصراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احوال تیمناً شامل بھی لکھا گیا ہے غرض اچھی کتاب ہے۔

محمد سعید خان شہید ابن محمود خان باشندہ کول علیگڈہ حضرت مخدوم

شیخ اسحاق دہلوی قدس سرہ العزیز سے پانچوین پشت مین انکا سلسلہ ملتا ہے - عہد شاہجہان
بادشاہ مین ایک شجیع وبہادر سپہ سالار اور صاحب اعتبار و اقتدار سردار تھے وحسب اسم خود
صلاح وتقوی سے آراستہ ہمیشہ دل بیار و دست بکار رہتے اکثر معرکون مین بادشاہ کے
ساتھ رہکر داد شجاعت دی - بالآخر مہم لکھی جنگل سرکار دیبال پور متعلق صوبہ ملتان مین معہ اپنے
ایک لڑکے محمد علی کے دیگر جماعت غازیون کے ساتھ مردانہ جام شہادت پیا اور داخل سلک
احیاء عند ربھم یرزقون ہ ہوئے - چونکہ بارگاہ سلطانی مین تقرب حاصل تھا انکی وصیت
کے موافق بادشاہ دین پناہ نے نہایت عظمت واحترام سے نعش کول انکے وطن کو روانہ کی
جب تابوت قصبہ شاہگڈہ جو کول و مارہرہ کے درمیان مین واقعہ ہی پہونچا - محمد شریف خان نگوی
داماد شہید مغفور اپنے وطن مارہرہ سے یہ خبر وحشت اثر سنکر پہونچے اور دونون تابوت اپنی
ہمراہ شاہگڈہ سے مارہرہ لاکر اپنے باغ مین ملحق بہ آبادی شہر بجد گوشہ مغرب وجنوب مدفون کیا -
محمد خان ابن محمد سعید خان شہید اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے عہد مین معظم
وقت یگانہ زمانہ معزز سلاطینیان تھے - علوم وحکمت دانش وبلاغت مین طاق ہمت ومردانگی
شجاعت وتیغ آزمائی مین شہرہ آفاق - راجہ جے سنگھ سوائی جو عماید شاہی سے تہا انکا پگڑی
بدل بہائی تہا اور اس امر کو اپنی سربلندی کا باعث سمجھتا تہا - امرا نامدار وشاہزادہائے
کامگار عزت واحترام کرتے تھے - حضرت حاجی سید شاہ عبد اللہ سیّاح جو اکابر وقت مجاذیب
سالک وفرزندان جناب غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ سے تھے اونکے ساتھ بیعت و
ارادت تہی ذوق معنوی غنائی صوری کے ساتھ انکی ذات بابرکات مین جمع تھا عمر
گرامی اسیطرح بجمیعت ظاہری وباطنی عظمت واقتدار سے بسر کی سولہوین ربیع الاول
سنہ ۱۱۲۴ گیارہ سو چوبیس ہجری مین رہ نورد عالم قدس ہوئے - اسی سال کی ۱۲ - محرم کو
ابو المظفر قطب الدین محمد معظم بہادر شاہ شاہ عالم پسر دوم اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے
پانچ برس حکمرانی کے بعد انتقال کیا - انکی اسلاف کول کی حکومت حاصل کرکے دہلی سے

وہان آرہے تھے[1] اب حسب خواہش محمد شریف خان قانونگو انھون نے مارہرہ کی اقامت اختیار کی نواب دلدار خان دہلوی کی ہمشیرہ سے انکی شادی ہوئی اوس مخدرہ محترمہ کے بطن سے دو فرزند صاحب علم و دانش و شجاع خلیق و متواضع صاحب صلاح و تقوے معزز و موقر ہوئے محمد لہرسپ خان و ہدایت اللہ خان **محمد لہرسپ خان** باپ کی حیات مین مردانہ وار ایک معرکہ مین شہید ہوگئے انکی شہادت کا واقعہ ۱۱۰۷ھ گیارہ سو سات ہجری مین ہوا

ہدایت اللہ خان نے ۲۰۔ ماہ صفر ۱۱۴۲ھ گیارہ سو بیالیس ہجری مین رحلت فرمائی جود و سخا و صلاح و تقوی و خلق و مروت مین مستثنائے روزگار تھے بفضلہ تعالی ان دونون کی نسل باقی ہے۔ چنانچہ اس بندہ ناچیز فیض احمد مسود اور راقم ہذا کا سلسلہ نسب جیسا کہ حضرت مخدوم شیخ اسحاق دہلوی کے حالات مین مذکور ہوا ہدایت اللہ خان سے ملتا ہے۔

نواب دلدار خان دہلوی اورنگ زیب عالمگیر کے عہد سلطنت مین امیر بانام و صاحب شوکت و احتشام تھے مدت العمر عظمت و اقتدار کے ساتھ رہے۔ پایان کار منصب و ملازمت شاہی سے کنارہ کش ہوکر یکسوئی و فارغ نشینی اختیار کی۔

مظفر خان ابن سعید خان دہلوی مشاہیر عہد اور عمدہ ملازمان شاہی سے تھے ایک مدت صوبہ کشمیر و اکبرآباد کی نیابت پر حکمران رہے۔ انھون نے دو لایق فرزند چھوڑے۔ عبد الرحمن و عبد اللہ دونون بھائی امیر صاحب شروت اور نواسا محمد سعید خان شہید کولوی مارہروی کے تھے۔ اونکے مامون شیخ محمد خان مارہرہ مین ان دونون بھائیون کی اقامت کے باعث ہوئے۔ حسب مرضی اونکے دہلی سے

[1] ایک پرانا کاغذ ۱۱۳۱ھ ہجری کا لکھا ہوا جامع مختصر ہذا کی نگاہ سے گذرا ہے اوس سے پتہ چلتا ہے کہ محمد خان اور انکے بھائی محمد طاہر خان کے مکانات اندرون قلعہ کول متصل سید دائرہ متصل درگاہ پر غیب طرف میتھی کہڑکی کے تھے۔ ۱۲

ترک سکونت کرکے مارہرہ چلے آئے۔ عبدالرحمن کی تین شادیاں ہوئی تھین اول تو محمد شریف قانونگوی کی دولڑکیون کے ساتھ یکے بعد دیگرے تیسری مرتبہ دختر شیخ جان محمد خلف شیخ گدائی دہلوی کے ساتھ **محمد مقیم** عبدالرحمن کے بیٹے پہلی بیوی کے بطن سے فاضل جیدا ورتمام اوصاف حمیدہ مین مستثنائے روزگار تھے **عبداللہ** ابن مظفرخان کی شادی نواب دلدارخان کی لڑکی سے ہوئی تھی **درویش محمد** عبداللہ کے بیٹے جاہ ومرتبت مین عمایدزمانہ سے تھے۔

تتارخان و یعقوب خان ابنائے علی خان ابن جلال خان مخدوم شیخ اسحاق دہلوی قدس سرہ سے پانچوین پشت مین ہین نواب منوچہر[له] خان عرف مرزاجان نبیرہ نواب خانخانان بہادر کے عمدہ ملازمون اور خاص رفیقون مین تھے دونون بھائیون نے بمقام ایرج تیس برس کامل نواب موصوف کی رفاقت مین نہایت عظمت وشان کے ساتھ بسر کی **شیخ غلام محی الدین** تتارخان کے بیٹے بڑے منشی اورصاحب عزت ووقار تھے دہلی مین اونکی شادی ہوئی اورکول سے ترک سکونت کرکے مارہرہ مین بودوباش کی انکے صرف ایک بیٹے تھے **شیخ عظیم الدین** یہ بھی شاعر نامدار اوربا علم ودانش تھے انکی نسل باقی نہین رہی۔

نواب ابو محمد خان و نواب بہادرخان میرٹھی شیخ عماد انکے باپ کا نام تھا۔ **نقل ہے**۔ کہ شیخ صدرالدین عرف صدرجہان ابو محمد خان کے دادا شیخ لاآلی کے ساتھ آکر میرٹھ مین اقامت گزین ہوئے۔ اونکے دو بیٹے تھے شیخ عماد اورشیخ حبیب۔ انھین سے شیخ حبیب بڑے مقدس بزرگ تھے جنکا ذکر سامی اس مختصر مین بذیل مشایخ کیا گیا ہے۔ شیخ عماد صاحب جاہ تھے اونکے بیٹے اقبالمند ہوئے۔ دونون بھائی بعہد نورالدین جہانگیر بادشاہ وشہاب الدین شاہجہان صاحبقران امرائے شاہی سے تھے۔

[له] منوچہر ایرج الملخاطب بہ شاہنوازخان ابن مرزا عبدالرحیم خان خانان کا بیٹا تھا اور دربار جہانگیری میں دوہزاری ہزار سوار کا منصب رکھتا تھا۔

صفحہ ۳۰۰ بادشاہ نامہ مین عبدالحمید لاہوری نے لکھا ہے کہ شاہجہان صاحبقران کے عہد دولت مہد مین ابو محمد خان کنبو کا منصب ہزاری ذات وہشت صد سوار کا تھا۔ اور صفحہ ۳۲۲ کتاب مذکور مین مرقوم ہے کہ نواب محمد بہادر خان کنبو شاہ موصوف کے زمانہ سلطنت مین منصب یالصدی ذات وچارصد سوار ممتاز تھے۔ اور صفحہ ۵۳۴ مین لضمن واقعات سال یازدہم جلوس شاہنشاہی لکھا ہے کہ عنایت اللہ خان ولد قاسم خان و نواب بہادر خان کنبو حاضر حضور شاہی ہوئے عنایت اللہ خان نے دو اور نواب بہادر خان نے تین ہاتھی نذر کئے۔ یہہ دونون بہائی صاحب خیر وصلاح تھے انھون نے بڑے بڑے کام کئے ہین۔ رسالہ مبارک سے مستنبط ہوتا ہے کہ بنگلی بندر کے راجہ کو شکست دیکر ابو محمد خان نے اوس ملک کو فتح کیا تھا۔ (کالی ندی) سے ایک چشمہ کاٹکر میرٹھ مین لائے مرور دہور اور مرمت نہونے کے سبب سے خراب ہوگیا ہے اب عوام الناس اوسکو (ابو کا نالہ) کہتے ہین۔ میرٹھ کی عیدگاہ پختہ انکے نشانات خیر کی ابتک خبر دے رہی ہے۔ ایک قلعہ تعمیر کردہ انکا میرٹھ مین تھا اوسکی دیوارین وبرج سب مسمار ہوگئے لیکن اوس جگہ ایک بڑا محلہ آباد اور (کوٹلہ ابو محمد خان) کے نام سے مشہور ہے۔ مقبرہ عالیشان شیخ عماد سنگ سرخ سے بنایا ہوا انکا یادگار زمانہ ہے مقبرہ کی محراب شمالی پر متعدد اشعار تواریخ کندہ ہین اونمین سے ایک تاریخ کا مصرعہ اخیر یہہ ہے مصرعہ

از **شیخ عماد** آہ گفتا جس سے ۱۰۳۹ سنہ ہجری نکلتے ہین مقبرہ کے اندر چند قبرون کے تعویذ وحوضہ سنگ مرمر کے ہین اونپر خط نسخ مین کلمہ توحید ابہرے ہوئے حرفون مین کندہ ہے۔ یہ مقبرہ ابو محمد خان کے نام سے مشہور ہے۔ اسکی وجہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ ابو محمد خان نے بعد انتقال اپنے باپ کے تعمیر کرایا ہوگا اور خود بھی وہین مدفون ہوئے لہذا اونہین کے نام سے شہرت پذیر ہوا۔ ابو محمد خان کے وفات کی تاریخ کندہ نہین ہے۔ اس مقبرہ کے متعلق صدہا بیگہ زمین تھی جسکا زیادہ حصہ اب آباد ہوگیا ہے باقیماندہ مین کاشت ہوتی

ہے اور کُل زمین اسی قوم کے لوگون کے قبضہ مالکانہ مین ہے - اور قصبہ (بڈہانہ)
مین مساجد و مہالنسرائے وچاہ و باولی و قصبہ (جھجانہ) ضلع مظفرنگر مین بازار و
جوئبار و مساجد و مسافرخانہ و تالاب پختہ اور باغ و بساطین وغیرہ - و موضع ابو محمد پور
متصل قصبہ مرادنگر ضلع میرٹھ انہین کا آباد کیا ہوا ہے - شاہ العالمین شاہ عبدالرزاق
جھجانوی قدس سرہ کے ساتھ شیخ عماد وغیرہ کو ارادت تھی - اور شہر میرٹھ مین بہت سی
چھوٹی چھوٹی صندوقی مسجدین بہادرخان کی بنائی ہوئی موجود ہین انکی اولاد کا سلسلہ
بھی ابتک میرٹھ مین پایا جاتا ہے - ایک فرمان ابوالمظفر شہاب الدین محمد صاحب قران
ثانی شاہجہان بادشاہ غازی کا ابو محمد خان کے نام ہماری نظر سے گذرا ہے ملاحظہ ناظرین
کے واسطے بجنسہ یہان اوسکی نقل کیجاتی ہے -

اللہ اکبر

بخط طغرا

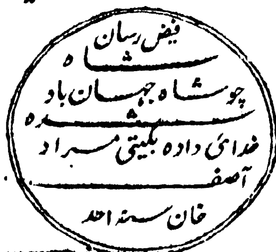
فرمان ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحب
قران ثانی شاہجہان بادشاہ
غازی



لایق العنایۃ والمرحمۃ شجاعت شعار شیخ ابو محمد بعنایات بادشاہانہ سرفراز گشتہ بداند
کہ از مضمون عرایض کسان اعتقاد سلطنت و فرمان روائی - اعتماد خلافت و کشورکشائی
نقش خاتم شجاعت و بختیاری - آب گوہر فتوت و جانسپاری - طراز آستین اُبہت و اجلال
گوہر درج دولت و اقبال - مخزن اسرار الٰہی - مجمع اطوار ہواداری و فیض خواہی -
مونس وحدت سرای حضور - محرم خاص الخاص سریر سرور - صاحب فطرت عالی عنوان

مثال ہمثالی انجمن آرائے محفل بادشاہی - باریک بین دقایق آگاہی - ہمدم دلکشائے مجلس خاص - جلیس خلوتسرائے وناد واخلاص - دقیقہ یاب سرایر سلطانی - رمز شناس عالم مزاجدانی - منتخب نسخہ دانشوری ودانائی - فہرست مجموعہ بینش وبینائی شناسائی رموز سلطنت - نگاہبان قوانین معدلت - قدوۂ خواتین سمو المکان - عمدۂ امراء رفیع الشان - مشید ارکان دولت عظمی - ممہد ضوابط سلطنت کبری - عموی بجان برابر دانائی بلند مکان - مبارز الدین یمین الدولہ آصف خان - چنان بعرض اشرف رسید - کہ شقداران عمدۃ الملک لشکر خان - دزدان ومفسدان را درمحال جاگیرہائے آن رکن السلطنۃ جائے دادہ حمایت مے نمایند - ونمیگذارند کہ بجزائے اعمال خود برسند - واز مضمون عرضداشتہائے لشکر خان خلاف این بعرض مقدس مے رسد - بنابرآن حکم فرمودیم کہ سیادت پناہ میر عبد الکریم - بآن پرگنات رفتہ بحقیقت معاملہ بازرسد ومقدمہ متنازعہ فیہ را داشگافتہ حقیقت را از قرار واقع معلوم خود نمودہ بہر دستور کہ مطابق حق وعدل بودہ باشد تجویز نماید تا مطابق تجویز او بہ عمل آید دیگکس از تجویز وتشخیص او قدم بیرون نہند واگر برائے رفع مناقشہ معاملہ اجارا را قرار دہد احدی از صلاح میر مذکور بیرون نشود تا بہر تقدیر کہ میر مشار الیہ مناسب داند بعمل آورده مے باید کہ آن شجاعت شعار در تادیب وتنبیہ متمردان ومفسدان نہایت سعی بتقدیم رساند وایمعنی را باعث مجرائے خوب خود شناسد و سرگرم کار وخدمت مرجوعہ خود بودہ باشد از فرمودہ تخلف نورزد تحریر فی تاریخ ۱۲ - دیماہ الٰہی سنہ

عبارت پشت



برسالہ کمترین اخلاص کیشان آصف خان

نواب خیر اندیش خان میرٹھی - بن نواب محبت خان - بن نواب اسد خان
بن نواب دادن خان - محمد خان اصلی نام اور خیر اندیش خان شاہی خطاب تھا بڑے مدبر
مخیر ہنرمند دانشور اور فیاض امیر تھے انکے اسلاف واخلاف سب نامور گذرے ہین -
منقول ہے کہ نواب دادن خان صوبہ لاہور تھے اور نواب اسد خان نہایت
تنومند روزآور وجیہ و پرخور تھے - مشہور ہے کہ ایک کتکہ آہنی گران وزن انکے ہاتھ
مین رہتا تھا جب چاہتے بزور بازو نہایت آسانی سے اوسکو دوہرہ کر دیتے اور جب
جی ہوتا سیدہا کر لیتے پانچ سیر صبح کا ناشتہ تھا اسی پر روز و شب کی غذا قیاس
کر سکتے ہین انکی طاقت بدنی و قوت جسمانی کی بہت سی نقلین انکے خاندان مین مذکور
چلی آتی ہین لکھتے ہین ایک مرتبہ ولایت ایران و توران سے ایک نہایت قوی ہیکل
زبردست پہلوان وارد ہندوستان ہوا اور سلطان وقت کے حضور مین حاضر ہوکر
بعد استحصال شرف آستانہ بوسی اپنے مدمقابل کی درخواست کی پہلوانان دربار
اوس عفریت سرشت کی صورت و ترکیب جسامت و تناسب اعضا سے اوسکی قوۃ کا
اندازہ کرکے جہجکنے لگے بادشاہ نے اسد خان کی طرف اشارہ کیا یہ مستعد ہوئے
ولایتی نے کشتی چاہی انھون نے کہا کشتی لڑنا عمل بہیمی اور عوام کالانعام کا کام ہے -
آؤ بیٹھے ہوئے زور آزمائی کرلین اسی سے ہر واحد کی قوۃ کا اندازہ ہو سکتا ہے آخر
فیصلہ اس پر ٹھیرا کہ دونون مین جو شخص دوسریکو زور کرکے ہاتھ کے بل اپنی طرف
گھسیٹ لے بازی اوسکے ہاتھ رہے اسد خان کی کمر کو پٹکہ مضبوط بندہا ہوا تھا
ولایتی نے اوسمین ہاتھ ڈالکر چاہا کہ کھینچے بہت زور آزمائی کی پر انکو جگہ سے ہلا نہ سکا
جب قوت کی انتہا ہو چکی اور پہلوان عاجز آگیا - قریب تھا کہ پٹکہ سے ہاتھ علیحدہ کرلے
انھون نے اپنا پیٹ پھولانا شروع کیا اور ایسا پھولایا کہ پنجہ نکل نسکا اونگلیان ایسی
دبین کہ ہر سر انگشت سے فوارہ خون جاری ہوگیا بازی انکے ہاتھ رہی پہلوان کو دوبارہ

زور آزمائی کا حوصلہ باقی نہ رہا۔ دیگیر اتفاقیہ شاہی کشتی ریت مین جالگی ہاتھیون سے دھکے لگوائے اور بہت سی تدابیر و زور آزمائیان کی گئین لیکن ہٹ نہ سکی اسد خان ہمراہ تھے جب دیکھا کہ سب عاجز آ گئے کشتی کو کمر پر اوٹھا کر پانی مین ڈھکیل دیا کشتی تو چل نکلی الا اس غیر معمولی قوت سے گردہ وغیرہ اعضائے شریفہ پر صدمہ پہونچ گیا اور بالآخر اسی صدمہ سے جان دی۔

نواب محبت خان کی تعمیر کردہ جامع مسجد عالیشان سنگ سرخ کی پشاور مین اینک موجود ہے وہان اوس سے بہتر کوئی مسجد نہین انکا مقبرہ شہر میرٹھ مین مزار پر انوار مخدوم شاہ ولایت صاحب کے پاس سرخ پتھر کا بنا ہوا ہے۔ کہتے ہین کہ نواب محبت خان کے کوئی فرزند نہ تھا ایک بزرگ نے درود شریف بتایا اور فرمایا بعد نماز عشا بارہ سو بار پڑھ لیا کرو نواب نے تعمیل کی اوسکی برکت سے جمال جہان آرائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور تولد فرزند صالح کی بشارت ہوئی نواب خیر اندیش خان پیدا ہوئے محمد خان نام رکھا گیا ابتدا ہی سے حسب بشارت نبوی آثار رشد پیدا تھے جون جون سن بڑھتا گیا اخلاق فاضلہ وفنون عالیہ مین ترقی ہوتی گئی۔ علوم مین فضیلت طب مین حذاقت حاصل کی۔ انشاپردازی خوش نگاری مین سلیقہ راست پایا۔ جناب رسالت مآب کی حضور مین نیاز خاص رکھتے تھے۔ ہر مہینہ کی بارھوین تاریخ نہایت تکلف واہتمام سے حضرت کا فاتحہ انجام دیتے۔ وہ درود شریف جو انکے باپ کی معمولات سے تہاہر شب بطور ورد پڑھتے اوسکی برکت سے مشرف برویت حضور سرور کائنات ہوئے اور بشارت پائی کہ ایک درویش اس شکل و شمایل کا ہمارا موئے مبارک تبرکاً تمکو دیگا۔ نواب نے بیدار ہو کر خوشی منائی فاتحہ و خیرات ادا کیا۔ دربانون جو بدارون کو ہدایت کی جو فقیر آئے ہم جس حالمین ہون ہمکو خبر پہونچائی جائے۔ ایک دن دوپہر کیوقت نواب محل سرائے مین تھے کہ درویش صفاکیش کے آنے کی اطلاع ہوئی مستورات کو پردہ کرا کر وہین بلا لیا

دیکھا کہ مرد نورانی پستہ قد باریش سفید ہے زبان اکثر عربی کچھ فارسی کچھ ہندی درویش نے کہا مین روم مین تھا حضور سرور کائنات ؐ سے حکم ہوا کہ ہمارا موئے مبارک نواب کو پہونچا دو مین ایک ہفتہ مین آیا ہون اپنی امانت لو چنانچہ موئے شریف دیا نواب نے نہایت ادب سے لیا اور سجدۂ شکر ادا کیا فقیر صاحب کو باحترام تمام خواجہ سرا کے ساتھ باہر بھیجا اور بایمک توقف ادائے نذر و خدمات کے واسطے خود باہر آئے فقیر کو نپایا ہرچند چارون طرف سوار و پیادہ دوڑائے پتہ نچلا نواب کی وفات کے بعد وہ موئے مبارک بذریعہ شاہ روح اللہ صاحب سلطان العاشقین قدوۃ العارفین حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ العزیز کے پاس پہنچا۔ چنانچہ ہنوز خاندان عالیہ برکاتیہ مارہرہ مین موجود و داخل تبرکات ہے۔ ہر سال دو مرتبہ بتقریب عرس ہمراہ دیگر تبرکات سب خاص و عام زیارت سے مشرف ہوتے ہین۔ الغرض بعد اکتساب کمالات علمی اول شاہزادہ دارا شکوہ کے متوسل ہوئے۔ بعد قتل دارا شکوہ ملازمان بارگاہ عالمگیر کی شمار مین آئے۔ پنجہزاری نک منصب پایا۔ اور شاہ عالم بہادر شاہ کی عہد مین شش ہزاری منصب پر پہونچے۔ جان نثاری و خیر سگالی حاشیہ دولت تو اسی سے ظاہر ہے کہ خیر اندیش خان کا خطاب پایا۔ شہنواز خان نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ خیر اندیش خان آبادی ملک و معموری بلاد و درستی عمل و کارگزاری مین یگانہ آفاق تھے۔ شجاعت خان صوبہ دار گجرات کے واقعہ مرگ اور اوسکی جگہ دوسرا سردار مقرر کرنے کے باب مین جو رقعہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے نواب جملۃ الملک اسد خان وزیر کے نام لکھا ہے اوس سے اونکی جوہر قابلیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اور عالمگیر سے دانشور ہمہ دان مردم شناس و باخبر بادشاہ کو اونکے حسن عمل پر جیسا اعتماد تھا وہ بھی اوس سے سمجھ مین آسکتا ہے۔ یہ رقعہ مفاوضات عالمگیری مین موجود ہے۔ اور ہم اوسکی عبارت مین اوسکو یہان درج کر دیتے ہین۔

وہو ہذا۔ رقعہ حضرت اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ۔ آن فدوی خاص بداند شجاعت خان درگذشت انّ للہ وانّ الیہ راجعون آدم کاردان بود در گجرات عمل درست داشت صوبہ داری بہت المملک تجویز باید کرد دو سہ کس سنجیدہ عرض نمود عالیجاہ ہم میخواہند اگر بادشاہزادگی (اعظم شاہ) را کار نفرمایند وبہتر از دیگران انجام کنند میتوان داد در ینمقدمہ بہتر از خیر اندیش خان دیگر کسے نیست اما میگویند کہ چشمانش از کار رفتہ بارے او را یا دیگرے را مقرر نمایند) یہ بھی انکے حسن کارگذاری کا ثبوت ہے کہ دربار عالمگیری سے مورد مراحم و مصدر صلات گرانمایہ رہا کرتے تھے۔

مرزا محمد ساقی مستعد خان نے مآثر عالمگیری المشتہر بہ عالمگیرنامہ مین بضمن واقعات سال چہلم اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی موافق سن ایکہزار ایکسو بارہ ہجری (۱۱۱۲) لکہا ہے کہ خیر اندیش کنبو فوجدار اٹاوہ نے سات لاکھ دام انعام پائے اور دہامونی کی فوجداری بھی پائی۔ **آثار و یادگار** انھون نے اپنے بہت سے آثار اور نشانیان یادگار زمانہ چھوڑین جنمین سے اکثر ہنوز رونمای عالم ہین میرٹھ اپنے وطن مین قلعہ پختہ معہ بازار و مسجد عمدہ و مکانات تعمیر کرکے بمناسبت نام خود خیر نگر اوسکا نام رکہا۔ نواب چونکہ ایک باخدا اور برگزیدہ شخص تھے غالبًا خود اونہین کے مبارک ہاتھون سے اس با فضا مسجد کا بنیادی پتھر رکہا گیا ہوگا جو ابتک نہایت فیض و برکات کے ساتھ اباد ہے قلعہ کا باب عالی بھی اپنی نیک نہاد بانی کی عظمت شان کی نشانی ہے **مرکز الخیر** (۱۱۰۰) قلعہ کی اور **خیر المساجد والمعابد** مسجد کی تعمیر کی تاریخ ہے بفضلہ تعالی انکا خاندان اب بھی عظمت وحشمت کے ساتھ اسی جگہ آباد ہے۔ لکن پور مین حضرت شاہ بدیع الدین زندہ شاہ مدار کا مقبرہ و دیگر مکانات انہین کی معماری ہمت کے تعمیر کردہ ہین ضلع اٹاوہ مین موضع خیر نگر آباد کیا ہوا موجود ہے۔ شہر اٹاوہ مین کٹرہ سیوا کلی انکی کنیز کے نام سے آباد ہے اٹاوہ مین ایک شفاخانہ قایم کیا تھا بڑے بڑے نامی گرامی طبیب یونانی اور بید ہندی اوسمین ملازم تھے دوا غذا غربا کو انکی سرکار سے ملتی تھی۔ فن طب مین کتاب خیر التجارت انکی تالیفات سے ہے شفاخانہ کا اوسمین ذکر کیا ہے تہوڑا سا اوسکا دیباچہ اظہار حال کیواسطے بعبارتہٖ درج کیا جاتا ہے **وہو ہذا** امابعد این قلیل البضاعت

کثیر العصیان مسمی بہ محمد خان مخاطب بخطاب خیر اندیش خان کہ برائے اکتساب صواب اخروی
در بلدہ اٹاوہ دار الشفا بنا ساختہ اکثر اطبا مثل حکیم عبد الرزاق نیشاپوری و حکیم عبد المجید صفاہانی
و مرزا محمد علی بخاری و حکیم محمد عادل و حکیم محمد اعظم حکما یونانی و کنول نین و سکھانند و نین سکھ
مشران ہندی کہ رفیق قدیم این احقر اند مامور ساختہ تا دوا ہائے قیمتی و سہل البیع از ہر اقسام
معہ غذا ہائے مایحتاج برائے مساکین و غربا مہیا دارند و لوازمات معالجات و بیمارداری باعنوان
شایستہ بتقدیم رسانند چنانچہ بفضل الہی حسب دلخواہ کارخانہ جاری ست انتہی - اس کار خیر کا
نمونہ ابتک انکی اولاد مین کسیقدر باقی ہے **وفات** - اس برگزیدہ شخص کو جیسا خدا نے اقبال
بڑا دیا تھا عمر بھی دراز عطا فرمائی تھی تین بادشاہون کا زمانہ دیکھا اکسو بیس ۱۲۰ برس کامل دنیا مین عیش
و کامرانی اور نیک نامی کے ساتھ بسر کر کے بروز عید الفطر سن گیارہ سو بائیس ۱۱۲۲ ہجری مین جہان
فانی سے عالم باقی کو رحلت کی **تاریخ وفات** - نواب نماز عید در جنت کرد ۱۱۲۲ **دیگر** قدسیان
گفتند رکن الخیر بود ۱۱۲۲ **دیگر** مخیر الامرا ۱۱۲۲ - عبد اللہ بدایونی نے اپنی تاریخ نو ملقب مختصر سیر ہندوستان مین
بزمرہ حکما و اطبا مختصراً آپکا ذکر اسطرح لکھا ہے کہ خیر اندیش خان از قوم کنبوہ در عہد بہادر شاہ ابن
عالمگیر بادشاہ بمقام میرٹھ بوجہ احسن میگذرانید و خود را بزمرہ اطبا شمار میکرد چنانچہ کتاب خیر التجارب
ترجمہ طب ہندیہ از تالیفات اوست در ۱۱۲۳ھ ہجری جہان فانی را پدرود نمود چنانچہ تاریخ وفاتش
این ست - یوم عید بہ بہشت رسید ۱۱۲۳

محمد فاضل نواب خیر اندیش خان کے فرزند مثل نام خود عالم و فاضل کامل تھے انہون نے
امارت کی طرف توجہ نہین کی تارک دنیا ہو کر طاعت و عبادت خداوندی مین مصروف رہے - عالمگیر
بادشاہ تو نہایت غیور تہا ادنی قصور پر امرا معاتب اور معزول کردئے جاتے تھے نقل ہے ایک مرتبہ
کسی بات پر ناخوش ہو کر خیر اندیش خان کو عہدہ سے معزول کر دیا - ایک امیر نے باظہار اپنے
خیر خواہیون کے شاہزادہ محمد معظم بہادر شاہ کے ذریعہ سے عطائے خطاب خیر اندیش خانی
کی درخواست کی اوسپر دستخط خاص بدین نمط مزین ہوئے - **شعر**

کار خود کن کار بیگانہ مکن	در زمین دیگران خانہ مکن

محمد فاضل نے جب یہہ حال سنا گوشہ ریاضت سے نکل کر اردوی معلی مین پہونچے اور جسطرح بسنا
خدام شاہی کے جرگہ مین جگہہ پائی قابل تو تھے ہی چند ہی دنون مین مرزا حیدران منظور نظر ہو گئے
لشکر بادشاہی مین پہلے کبھی آنے جانے کا اتفاق نہوا تھا انہین کوئی جانتا نہ تھا انکو اپنا افشا راز
کسی پر مقصود تہا - ایکروز بادشاہ کے عقب مین کہڑے ہوئے پنکہا ہلا رہے تھے بادشاہ کسی معاملہ
ملکی مین کچھ تجویز لکھہ رہا تہا تحریر پر انکی نظر پڑی طبیعت اوس طرف لڑی کام اپنے ہاتھ سے رکا بادشاہ
نے کن انکھیون سے دیکھا متنبہ ہو کر پنکہا ہلانے لگے طبیعت کا لگاؤ تو بری چیز ہے مکرر ایسا ہی ہوا
بادشاہ نے براہ تفرس جانا کہ ہماری تحریر پر خیال کیا ہے نسبت انصراف طبیعت نے اپنے کام سے
اوسکو غافل کر دیا ہے ارشاد ہوا کچھ لکہنا جانتے ہو عرض کیا جانتا ہون بادشاہ نے انکی قابلیت
اندازہ کرنے کی غرض سے کاغذ و قلمدان خاص عنایت فرما کر تحریر کا حکم دیا یہہ ادب بجا لائے
اور معاملہ کو نہایت شایستگی و سنجیدگی سے مدلل و مبرہن لکہکر پیش کیا بادشاہ نے پختگی تحریر
و رزانت رائے کو بہت پسند کیا اور انکی لیاقت عجیبہ سے خوش ہو کر بے اختیار بادشاہ کی زبان
سے لفظ خیر اندیش نکلا - چونکہ بادشاہ روشن دل ہمیشہ مردم کاردان کا طالب رہا کرتا تھا
فرط الطاف سے خطاب خیر اندیش خانی انکے واسطے تجویز کیا تب عرض کیا یہہ میرے باپ کا خطاب
ہے اور وہ مورد عتاب ہے اگرچہ باپ کا خطاب بیٹے کے لئے مبارک اور موزون ہے لیکن
مجکو یہہ قہر پہنچتا ہے - بادشاہ نے حقیقت حال سے آگاہ ہو کر بحسب مراحم خسروانہ انکے
باپ کو بدستور بحال کیا اور انکو نیک اندیش خان خطاب دیا اور بعطائے خلعت و انعام
منصب لایق دینا چاہا الا یہہ معذرت خواہ ہو کر بدستور عزلت گزین ہوئے اور بقیہ عمر یاد الہی
مین بسر کی - **محمد مسیح المخاطب بہ نواب خیر اندیش خان ثانی** خلف محمد فاضل
امارت وجاہ و مرتبت و شجاعت مین مثل اپنے دادا کے تھے بارہ برس کی عمر مین راجہ چترسال
بوندیلہ کو شکست دیکر گرفتار کیا - اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے اس باغی راجہ کی مہم پر اول

اول نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کو جو اول درجہ کے ہفت ہزاری امیر تھے
اور جنکی اولاد اب تک فرمان روائی ملک دکن ہے مامور کیا تھا۔ اس عرصہ مین فیما بین
عالمگیر بادشاہ و شاہ عباس ایرانی کے سوء مزاجی ہوگئی غازی الدین خان کو اوس
کام کے انصرام کے واسطے طلب کرلیا۔ راجہ بوندیلہ کے گوشمالی نواب خیراندیش خان
اعلی کے متعلق ہوئے۔ شہنواز خان مورخ نے اپنی کتاب مین اس جنگ کی تشریح نہین
کی مجملاً اسیقدر لکھا ہے کہ (یکے از کارنامہ ہائے خیراندیش خان فتح ستر سال بوندیلہ است
کہ داد شجاعت و مردانگی دادہ مظفر و منصور گشت) لیکن مشہور یون ہے کہ نواب خیراندیش خان
خود رزمگاہ مین نہین گئے محمد مسیح اپنے پوتے کو جنکی عمر ابھی بارہ[۱۲] برس کی تھی تنبیہ بوندیلہ
کیواسطے روانہ کیا ہنگام کارزار محمد مسیح نے بذات خود قلب راجہ پر حملہ کیا دونون سردارون
کی فیل سواری برابر ملگئی محمد مسیح کے فیلبان نے جرارت و تیز دستی کرکے راجہ کے فیلبان کو
قتل کردیا اور راجہ کے خواصے نے محمد مسیح کے خواصے کو مار ڈالا۔ یہ دیکھتے ہی قطب خان
و شمس خان خواہرزادگان نواب خیراندیش خان نے جو بڑے بہادر و جوانمرد و آزمودہ کار
سردار تھے گھوڑا کوداکر فوراً سر موقع پہنچے اور راجہ کے خواصے کو تیر سے زخم کاری پہونچایا
وہ نیچے گرا راجہ تنہا دست و پا گم کردہ رہگیا۔ محمد مسیح نے اپنے حوضہ مین کھڑے ہوکر
راجہ کے دونون ہاتھ پکڑلئے راجہ کو بجز اطاعت چارہ کار نتھا محمد مسیح نے رومال سے
ہاتھ باندہکر اپنے ہاتھی پر لے لیا اور دست بستہ دادا کے پاس لائے ہر طرف سے صدائے آفرین
و مرحبا و جزاک اللہ بلند ہوئے نواب نے خوش ہوکر پوتے کو چھاتی سے چپٹا لیا۔ اور اوسیطرح
راجہ کو ہمراہ محمد مسیح اپنے عرضداشت کے ساتھ حضور شاہی مین روانہ کیا۔ بادشاہ ایک
لڑکے کی زبانی حالات جنگ سنکر اور وضع و لیاقت و شجاعت اوسکی دیکھکر بہت خوش ہوا
اور نیمچہ مار پیچ جو بادشاہ کے زانو تلے رکھا تھا عطا فرمایا۔ واضح رہے کہ شاہان سلف سلاح
خاص خلعت کے ساتھ امرا کو اوسی حالت مین دیا کرتے تھے جبکہ نہایت محظوظ ہوں اور

یہ بڑا اعزاز سمجھا جاتا تھا وہ تلوار ابتک انکے خاندان مین موجود ہے۔ محمد مسیح نے مزاج شاہی
خوش پاکر راجہ کے عفو تقصیر کی درخواست کی فرمایا ستر سال بڑا بدسگال ہے پھر بغاوت کریگا
اسکا قتل کرنا واجب ہے محمد مسیح نے عرض کیا غلام پھر پکڑ لائے گا بادشاہ متبسم ہوا محمد مسیح کو
خلعت و منصب یکہزاری و خطاب نیک اندیش خان پر سرفراز کیا اور راجہ کو بھی بعفو تقصیر
و عطائے خلعت رخصت کیا باشندگان بوندیلکھنڈ ابتک اس جنگ کے واقعات کو بطور
آلہ و گیت کے گاتے ہین۔ بعد انتقال عالمگیر کے جب شاہزادہ عظیم الشان بنگالہ سے آیا خیر اندیش خان
نے خزانہ و توپخانہ پیش کیا اور محمد مسیح کو معہ فوج شایستہ ہمراہ کردیا چنانچہ نعمت خان عالی نے
جنگ نامہ اعظم شاہ و بہادر شاہ صفحہ ۱۱ مطبوعہ بیت السلطنت لکھنؤ مین) لکھا ہے (خیر اندیش خان
در اثناء اشرف ملازمت دریافتہ خزانہ و توپخانہ گذرانید۔ محمد مسیح نبیرۂ خود را با جمعیت شرف
اندوز رکاب عالی ساخت) اول شاہزادہ نے آگرہ جاکر قلعہ پر قبضہ کرکے نواب مختار خان
صوبہ آگرہ کو قید کیا پھر بہادر شاہ و اعظم شاہ کی لڑائی مین محمد مسیح نے تردداتِ شایستہ کئے
بجلدوئے اوسکی پیشگاہ شاہ عالم بہادر شاہ سے منصب پنجہزاری و علم و نقارہ عطا ہوا۔
آخر عہد عالمگیری تک سہ ہزاری منصب تہا۔ بعد فوت اپنے دادا کے خیر اندیش خان ثانی
خطاب پایا اور منصب شش ہزاری پر سرفراز ہوئے۔ **آثار و یادگار** قلعہ خیر نگر میرٹھ مین شیش محل
معہ صحن باغ و پایئن باغ و حوض و فوارہ وغیرہ تعمیر کیا کہ ابتک اونکی اولاد کے قبض و تصرف
مین ہے اس محل کے باغچہ مین زمانہ حال تک جسکے دیکھنے والے بکثرت موجود ہین دو پھل
عجیب و غریب تھے جنکو ثمرات بہشت کہنا بجا ہے ایک لیمون کاغذی جسکا وزن چودہ
چھٹانک ہوتا تھا دوسرا فالسہ جسمین ترشی تام کو نہ تھی ؎

تدا قتش از ہمہ لذات خلد فایق تر
ز سلسبیل و ز تسنیم و کوثر و انہار

ایک قلعہ پختہ بمقام بریلی تعمیر کیا اب اوس کا نام نو محلہ مشہور ہے۔ نواب رحمت خان جب
بریلی پر مسلط ہوئے اوٹھون نے وہ قلعہ میر معصوم اپنے پیر کو دیدیا اونکی اولاد ابتک اوسمین

آباد ہے - عیدگاہ بریلی اور مبارک محل قلعہ قدیم مین انکے تعمیر کئے ہوئے ہین - انکی وفات کی تاریخ و سال معلوم نہین ہوا - بعد وفات چار فرزند چھوڑے نیک اندیش خان - خیریت اندیش خان - فضل علیخان - احسان علیخان **نیک اندیش خان** کا اصلی نام محمد مقیم خان تہا انکے تفصیلی حالات ہمکو نہین ملے لیکن ایک فرمان شاہی کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ عمایدروزگار و مقربان دربار سے تھے موضع محی الدین نگر وغیرہ پرگنہ بریلی جمعی دو لاکھ دام جسکے پانچہزار روپیہ ہوتے ہین انکو انعام بطور آل تمغا دیا گیا ہے فرمان مذکور کی نقل ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہین - **وہو ہذا** درینوقت میمنت اقتران فرمان والاشان واجب الاذعان صادر شدکہ دو لاکھ دام از مواضع محی الدین نگر وغیرہ پرگنہ بریلی سرکار بدایون مضاف صوبہ دارالخلافتہ شاہجہان آباد کہ مبلغ پنجہزار روپیہ حاصل آنست در وجہ انعام نیک اندیش خان معہ فرزندان و متعلقان بطریق آل تمغا بلا قید قسمت و توفیر جمع از خریف بارس ئیل حسب مقرر باشد باید کہ فرزندان نامدار کامگار و الاتبار و وزرای ذوالاقتدار و امرائے عالیمقدار و حکام کرام و عمال کفایت فرجام و متصدیان مہمات دیوانی و متکفلان معاملات سلطانی و جاگیرداران و کروریان حال و استقبال ابداً و موبداً در استقرار و استمرار این حکم مقدس معلی کوشیده مذکور را نسلاً بعد نسلاً و بطناً و بعد بطناً خالداً و مخلداً بتصرف او یا فرزندان بازگذارند و از صوادم تغیر و تبدیل مصوٗن و محروس داشتہ بعلت پیشکش صوبہ داری و فوجداری و مال و جہات و اخراجات مثل قنلغہ و محصالانہ و دارو غگانہ و بیگار و سرکار وده نیمی مقدمی و صددوی قانونگوئی مزاحم و متعرض نشوند و از جزو کل تکالیف دیوانی و مطالبات سلطانی و انچہ از حسن تردد در جمع آن منفرا اید معاف و مرفوع القلم شمارند درین باب تاکید اکید دقدغن بلیغ دانستہ ہرسال سند مجدد نطلبند) کہنگی و فرسودگی و بعض جگہ کیڑہ کہا لینے کی وجہ سے چند الفاظ پڑہے نہین گئے نقل فرمان مین تاریخ ہفتم شہر رجب المرجب سنہ ۱۱۱۶ فصلی لکہی ہے جسے آج نو کم دوسو برس گذری اب سنہ ۱۳۱۲ فصلی ہین

خیریت اندیش خان بن محمد مسیح خیر اندیش ثانی صوبہ کشمیر پنجہزاری منصب دار تھے
کشمیر مین نواب بازار انہین کا تعمیر کردہ ہے نقل ہے کہ بہ حالت بیکاری مجرای بادشاہی
کیواسطے دربار مین جاتے تھے بازار شاہجہان آباد مین نہر کی دیوار پر دو درویش مجذوب
بطور اسپ سوار ایک دوسرے کیطرف پشت کئے ہوئے بیٹھے رہتے تھے جب یہ قریب
گذرے ایک درویش نے کہا ہمکو تنجن کہلاؤ فوراً تعمیل کی گئی دوسرے فقیر صاحب
بھی کہانے کی طرف متوجہ ہوئے جب ایک درویش نے کہانے مین ہاتھ ڈالنا چاہا دوسرے
نے اونکا ہاتھ پکڑکر کہا پہلے اسکو کچھ دیدو اوسکے بعد کہاؤ اور دونون نے باہم اپنی
اصطلاح مین کچھ گفتگو کرکے کہا ہمنے تمکو کشمیر دی آج ہی شہر سے چلے جاؤ نواب سلام
کرکے رخصت ہوئے اتفاقاً اوسیوقت صوبہ دار کشمیر کی معزولی کا حکم ہوا تھا دربار مین
پہنچتے ہی انکا تقرر ہوگیا اور تاکید ہوئی کہ آج ہی کوچ کرکے جلد پہونچ جاؤ چنانچہ اوسی
دن کشمیر روانہ ہوئے۔

احسان علیخان المخاطب بہ خیر اندیش خان ثالث خلف محمد مسیح خیر اندیش خان
ثانی۔ احمد شاہ بادشاہ کے زمانہ مین اپنے جد بزرگوار کا خطاب پاکر صوبہ کشمیر جنت نظیر پر
سرفراز ہوئے چندسال عہدہ کا کام انجام دیا پھر حق شناسی کی طرف طبیعت آئی اور یہی

دنیا ہیچ است و کار دنیا ہمہ ہیچ	اے ہیچ برائے ہیچ در ہیچ مپیچ

اسباب حشمت چھوڑ چھاڑ بریلی مین گوشہ نشین ہوگئے دوازدہ ماہ روزہ رکھتے تمام شب
عبادت کرتے جمعہ کے دن حجرہ سے نکلتے اور جامعہ مسجد تک آتے چالیس برس کامل
اسیطرح گذارے عامل کامل اور تسخیر اجنہ پر قادر تھے اسی شغل طاعت و عبادت مین واصل
بحق ہوئے احمد شاہ غرہ جمادالاول ۱۱۶۱ ہجری مین تخت نشین ہوا تھا یہی انکا زمانہ
سمجھنا چاہیے۔

نواب عافیت اندیش خان بن نواب خیریت اندیش خان بہ منصب دوہزاری

فوجداری اٹاوہ پر چندے مامور رہے چونکہ سلطنت کو انتہا کا ضعف اور تنزل ہوگیا تھا باقی عمر خانہ نشینی مین بسر کی۔

نواب فرحت اندیش خان بن عافیت اندیش خان نوکری بادشاہی حاصل نہین ہوئی اور بادشاہی بھی نرہی تھی شاہ عالم عالی گہر کا وقت تھا انگریزی عملداری آگئی تھی کچھ عرصہ عہدہ تحصیلداری مظفر نگر پر مامور رہے ریجی سین صاحب منتظم اول میرٹھ نے انکی خدمت شایستہ سے محظوظ ہوکر فرمایا تھا کہ نواب گورنر جنرل بہادر دہلی آتے ہین ہمارے ساتھ چلو تمہاری ملاقات کراکر خطاب و جاگیر دلوا دین گے چنانچہ دہلی گئے پٹر گنج مین ویسرائے کا لشکر پڑا تھا اور شاہ عالم بادشاہ کی تنخواہ مقرر ہوگئی تھی اس عرصہ مین میرٹھ سے آدمی معہ خط پہنچا اوس سے معلوم ہوا کہ آپ کے گھر مین سخت بیمار ہین شدت مرض سے جان بر ہونے کی امید باقی نہین رہی جنرل صاحب نے ہر چند روکا مگر اوس اضطراب مین ٹہیر نہ سکے اور وہ وقت نکل گیا پھر جنرل گلاسبن کے ساتھ جنگ گورکھا مین کارہائے نمایان کیے جنرل صاحب نے فرمایا تھا کہ بعد مراجعت ہم تمہاری خدمات شایستہ کی رپورٹ کرین گے تقدیر سے جنرل صاحب اوسی لڑائی مین کام آئے۔ آپ علم طب خصوصًا عمل ید یعنی چیر پھاڑ و جراحی مین صاحب کمال تھے اکثر ڈاکٹران انگریزی پر معالجات مین غالب رہے اس قسم کی حکایات بہت سی مشہور و زبان زد خلایق ہین۔ غرض عمر عزیز باعزاز و اکرام و پیش حکام وقت بوقعت تمام بسر کی ۱۸۳۰ء مین رہگرائی عالم باقی ہوئے

نواب مبارک علیخان بن نواب فرحت اندیش خان ۱۸۰۳ء مین جبکہ انگریزی عملداری میرٹھ مین آئی بیس دن کی عمر تھی۔ آغاز شعور سے عمدہ خدمات پر مثل تحصیلداری و سررشتہ داری و نیابت میر منشی گری نواب گورنر جنرل بہادر لارڈ اکلنڈ صاحب پر معزز و ممتاز رہے بعدہ محکمہ پرمٹ مین اسسٹنٹ ہوئے پر ۱۸۴۱ء مین محکمہ مذکور کی بترد لی پر ترقی کی جسکی ماہواری تنخواہ تین سو پچاس روپیہ تھے سترہ برس اس عہدہ پر کامیاب

رہے۔ بالآخر غدر ۱۸۵۷ء مین خانہ نشینی اختیار کی اور حسب تجویز حکام ضلع نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی وشمالی نے انریری مجسٹریٹی شہر میرٹھ پر امتیاز بخشا۔ نواب صاحب ایک ذیعلم رحمدل رفیق القاب فرشتہ خصال بزرگ وحاجی الحرمین شریفین تھے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل تھا۔ نہ صرف حکومت وریاست کیوجہ سے معزز وموقر ومخدوم شہر سمجھے جاتے تھے بلکہ زیادہ تر اپنے برگزیدہ اخلاق وہر دلعزیز طریقہ سے تمام شہر مین ایک مکرم ومحترم اور معروف ومشہور بزرگ تھے اور ہر شخص کے دل مین آپکی جگہ تھی۔ اگرچہ اس جہان سے آپکی رحلت کو بیس برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا تاہم آپکی پاک طینتی اور خوش خلقی کو میرٹھ کے لوگ ابتک نہین بھولے۔ طبابت کا بھی انکی ذات سے بڑا فیض جاری تہا ہر خاص وعام امیر وغریب کے ساتھ نہایت تواضع ومدارات پیش آتے غربا کو اکثر دوا اپنے پاس سے دیتے جو لوگ دنیا مین ناموری اور اصلی عزت حاصل کرنا چاہتے ہین اونکے لئے آپکا طریقہ قابل تقلید تہا حکام انگلشیہ بھی انکو عزت کی نگاہون سے دیکھتے تھے۔ نواب صاحب کو تالیف وتصنیف کا بھی ذوق تہا چند رسالے انکے یادگار ہین۔ رسالہ مبارک کنوہون کے حال مین۔ کمالات عزیزی ایک مختصر سا رسالہ جناب مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رح کے بعض واقعات وواردات وکمالات کے ذکر مین۔ ایک انشا اور ایک رسالہ ردّ شیعہ مین تالیف کیا یہ سب کتابین چھپ کر شائع ہوگئی ہین۔

وفات شب پنجشنبہ ۲۰۔ عید الفطر ۱۲۹۳ھ ہجری و ۹۔ نومبر ۱۸۷۶ء کو رحلت فرمائی عالم بالا ہوئے لفظ وفات غفران پناہ مین سال وفات بحساب سنین عیسوی نکلتے ہین چند قطعات تاریخ وفات جنکے الفاظ اونکی اوصاف واقعی کا ترجمہ ہے درج ذیل کئے جاتے ہین

قطعہ من نتائج فکر مولوی عبد الحکیم صاحب مین میرٹھ

دریغا کہ نواب غفران پناہ	پسندیدہ خوئے پسندیدہ رائے

حکیم شفیق و حذاقت مآب
بشوق جنان رخت بست ای حکیم
الوالعزم دانا و نیکو سرشت
۱۲ ہجری ۹۳

فرشتہ منش حاجئے باخدائے
ازین دار فانی سپنجی سرائے
مبارک علی خان بمرد آہ وائے
۱۲ ہجری ۹۳

ایضاً

نکونام نواب قدسی خطاب
نکو طینت و نیک اخلاق بود
الا اے خردمند نیکی پسند
چو پرسند تاریخ و سالش حکیم

مبارک علی خانِ عالی نژاد
بہ نیکی دلِ خلق میکرد شاد
نہ مرد آنکہ نامش بخیر است یاد
بگو برگزیدہ فرشتہ نہاد
۱۲ ہجری ۹۳

ایضاً

مبارک علی خان فرخ منش
شب پنجشنبہ ازین خاکدان
سروشے بمن گفت تاریخ نقل

خلیق و لئیق و حکیم و فہیم
بملک تقدس رسید اے حکیم
فرشتہ خصال آمدہ در نعیم
۱۸ عیسوی ۷۶

قطعہ از رشحات خامہ مشکین ختامہ شیخ اشارت علی صاحب کنبو رئیس میرٹھ

مبارک علی خان جنت مقام
کیا جبکہ جنت کے چلنے کا قصد
کہو لب سے آمرزگاری کی صدق

رئیس و حکیم و سخی و ولی
قدم بوس کو مغفرت خود چلی
مبارک ہو خلد اے مبارک علی
۱۲ ہجری ۹۳

ایضاً

مبارک علی خان رئیس قدیم
سر آسمان سے ندا آئی صدق

ہوئے قصر جنت مین مسند نشین
مبارک ہو بزم بہشت برین
۱۲ ہجری ۹۳

نواب احمد اللہ خان خلف نواب مبارک علی خان ۱۲۳۰ھ مین پیدا ہوئے مثل اپنے

اسلاف کرام کے نہایت معزز و موقر و لایق و فایق تھے حلم و متانت و تہذیب اُنمین کوٹ کوٹ
کر بہری گئی تھی پہر بھی رعب و وقار ایسا غالب تہا کہ ہر شخص کو بات کرنے کی ذرا کم جرارت ہوتی
تھی علم اخلاق اور تاریخ مین نظر وسیع رکھتے تھے اور باوصف شیرین رقم ہونے کے نہایت زود نگار
و تیز قلم تھے عالی خیال نفیس مزاج متین و غیوّر اور شر و فساد سے نہایت نفور تھے حکام
جلیل القدر انگلشیہ بہت اعزاز کرتے تھے اور باہم برابر کی ملاقات ہوتی تھی اہل شہر مین
بھی اول درجہ کا امتیاز تہا - ابتدا ئے یکم اکتوبر ۱۸۴۹ء کو عہدہ اسسٹی پرمٹ پر بمشاہرہ ڈیڑھ سو
روپیہ مقرر ہوئے اور بروقت انتظام جدید لین ناگپور ۱۸۶۴ء مین عہدہ پتردلی پر ترقی کی
یکم ستمبر ۱۸۶۸ء سے اس عہدہ کے اول درجہ کی تنخواہ بحساب چار سو روپیہ ماہوار و سے خرچ
بنگلہ و سواری پائی ایام غدر ۱۸۵۷ء مین بھی انجام دہی کار سرکار مین مصروف و انتظام
انسداد سرقت نمک محصولی مین ساعی و سرگرم رہے - دو مرتبہ باغیون سے مقابلہ ہوا - ایک مرتبہ
قریب آگرہ پیشانی پر اوچٹتی ہوئی گولی لگی مگر خیریت گذری اور فضل آلہی شامل حال رہا -
دوسری دفعہ بمقام بہدرولی ضلع آگرہ کل مال و اسباب باغیون نے لوٹ لیا - حکام اعلیٰ
و کمشنران پرمٹ ہمیشہ اپنی رپورٹون مین انکی حسن خدمات اور قابلیت و کارگذاری کی تعریف
لکھتے رہے بالاخر ۱۸۷۸ء عہدہ مذکور سے پنشن لیکر خانہ نشین ہوئے - پنشن لینے کے بعد ۱۸۷۹ء مین
اسپیشل مجسٹریٹ و وایس پریسیڈنٹ مینونسپل بورڈ شہر میرٹھ مقرر ہوکر نہایت عزت و
اعتبار و داد و دیانت سے اوس کام کو انجام دیکر مورد تحسین و آفرین رہے گورنمنٹ انگلشیہ نے
براہ قدر شناسی بحسب لیاقت ذاتی و امتیاز خاندانی دوسری فروری ۱۸۸۵ء مجدداً خطاب
نوابی عطا فرمایا - چونکہ اس خاندان عالیشان مین دنیوی دولت کے ساتھ کچھ اُخروی
نعمت کی بھی چاٹ لگی رہی ہے - رہنمونی خضر طالع خدمات متعلقہ سے مستعفی ہوکر اور
خدمات شہر پر اپنے خلف اکبر خان بہادر نواب اسد اللہ خان کو جو اسوقت اپنی ذاتی و
فطری و مجموعی خوبیون مین فخر اجداد و خلف ہین اپنا جانشین مقرر کرکے خود یاد حق مین

عزلت گزین وزاویہ نشین ہوگئے اوسی ذوق و شوق مین ۱۵ رمضان المبارک سنہ ۱۳۰۹ ہجری کو یک ناگاہ واصل بحق ہوئے وہ دن اہل شہر کے لئے عجب قیامت خیز دن تہا

اوس دن کچھ اہل شہر کی افسردگی نپوچھ		عاشق کا دل بھی یار سے اس غم مین سرد تہا
وہ لوگ جنکو دعوی تمکین وضبط تہا		دیکہا تو دل پہ ہاتھ تہا اور رنگ زرد تہا

جو سُنتا تھا بکمال حزن وملال کف افسوس ملتا چلا آتا تہا انبوہ خلایق کی وجہ سے دو مرتبہ جنازہ کی نماز پڑہی گئی -

تاریخ وفات مین ناظم نازک خیال سید طفیل احمد کرمانی النخیر ابادی کورٹ انسپکٹر پولیس آعظم گڈہ نے یہ قطعہ موزون کیا ہے

آن رئیسے کہ بُد بعصر وحید
خیر اندیش خان بر اسلافش
عمرِ ادمین سنح والسین
میکند لطفِ عافیت برباد
این نکو کار ترکِ دنیا کرد
جمع کردہ ذخیرۂ عُقبیٰ
یومِ آدینہ نیمۂ رمضان
فکرِ تاریخ شد طفیل احمدؐ
درشمار ند مصرعہ آخر

ہمسرش مردمے زچشم ندید
بود نواب با وقارِ مزید
زامتثالِ حدیثِ پاک رسید
ہر کہ مزروعِ خود خورد بخوید
پنج سال است خلوتے بگزید
خوبئے وخیر از دوجہتم رسید
زین مقامِ دنی سفر بگزید
شعرِ مقطع بدل ز گوش رسید
سنہ ہجری ازو باید دید
کرد در یوم پاک ماہ ہدے
۵۸۳

رونق افروز شہر میرٹھ بود
اب وجدش بہ عزّ وجاہِ تمام
روحِ سعدی بجنت الماوے
بندامت دہ انفعالِ تمام
بعبادت وزہد نامِ خدا
نام پاکش اگر کسے جوید
کرد رضوان بحکم ایزد پاک
از دو مصراع گر عدد گیرند
صفتِ تازہ داد این تاریخ
احمد اللہ خان بجنت عید
۱۳۰۹ھ

شہرتِ خلق او بخلق رسید
منتخب از ہمہ بوصفِ حمید
درِ معنی چہ سُفت باید دید
وقت خرمنش خوشہ باید چید
بزمان فرد بود مثلِ فرید
مصرعۂ خاتمہ بباید دید
بہر مہمانیش بجنت عید
عیسوی سن از دو شوند پدید
لُطفِ از ابدال جہان بخید

۱۸۹۲ء

الغرض معاش ومعاد مین اپنے ہمعصر اور آیندہ نسل کیواسطے عمدہ نمونہ تھے شہر میرٹھ مین ملحق
خیرنگر (کوٹھی جنت نشان ۱۲۹۵ ہجری) تعمیر کرکے اوسمین نہایت فارغ البالی سے عمر عزیز بسر کی اب اونکی
اولاد بعیش وعشرت اوسمین آباد ہے - پانچ فرزند ارجمند چھوڑے -

نواب اسد اللہ خان - خان بہادر نواب احمد اللہ خان کے پہلے بیٹے ۱۸۴۶ء
مین پیدا ہوئے صغر سنی کا زمانہ تعلیم وتربیت مین گذرا - اول تو فطرۃً طبیعت نیک پائی
تھی جد بزرگوار کی فیض صحبت نے خاصیت اکسیر بخشی - گو فنون وعلوم مین درجہ فضیلت نہین
پایا عربی فارسی انگریزی اور طب حسب ضرورت اچھی جانتے ہین - پر تہذیب نفس اخلاق
حسن حلم ترحم خداترسی تادب وقار صبر وتحمل جود وسخا مہر و وفا صفات حمیدہ وخصایل
گزیدہ مین جو بات کسی پیر کہن سال کو ثقات مشایخ کی صحبتون مین بعمر دراز رہکر مجاہدون
اور ریاضتون کے بعد حاصل ہوتی ہوگی اس مسعود ازلی ومقبول لم یزلی کو ابتدا ہی سے
نصیب تھی - جب سن شعور ہوا ماہ اپریل ۱۸۶۵ء گورنمنٹ انگلشیہ کی سروس مین آئے
محکمہ (ناردرن انڈیا سالٹ رینیو) یعنی (محکمہ نمک شمال ہند) مین معزز عہدہ اسسٹنٹ
پترول کا پایا اپریل ۱۸۶۶ء مین اوس عہدہ پر مستقل ہوئے - اور بدفعات اسی ماہ اپریل
و سنین مختلف مین ترقیات پاکر عہدہ سپرنٹنڈنٹی محکمہ مذکور پر عروج کیا - وبحیلہ ملازمت
گورنمنٹ ممالک مغربی وشمالی وسنٹرل پراونس وپنجاب وراجپوتانہ وغیرہ اکثر اقطاع
واطراف ہندوستان کی سیر وسیاحت کی - ادا خدمات منصبی کے وقت کبھی راحت طلبی
کا خیال نہین کیا - غایت مستعدی وجفاکشی سے دنکو دن اور رات کو رات نہین جانا -
گھوڑے کی سواری کی اس درجہ مشق بڑھی ہوئی تھی کہ سو سو میل پشت زین پر طے کرجانا
اس جوان بخت کو تھکا نہ سکتا تھا - بیابانی اور کوہی علاقون مین رہنے کی وجہ سے شکار کے
شوق مین ریچھ - بگھیرہ - چیتہ - بھیڑیے - شیر وغیرہ درندگان سے جنگل کے جنگل صاف
کردئے - ہر چند کہ سن وقوے مساعد تھے الا پچیس ۲۵ برس کی محنت اور وطن سے دور در

رہنے کے بعد خدمات متعلقہ نہایت دیانت سے حسب پسند گورنمنٹ و حکام بالادست انجام دیکر بخوشی خود یکم جون ۱۸۸۹ء سے پنشن لے لی مشیت نے انکی ذات بابرکات کو انکے خاص مولد و موطن کے باشندون کی نفع رسانی کے لئے تاک رکہا تہا جس کا یہ سامان ہوا انکے والد ماجد بایل بیاد حق ہوکر خدمات متعلقہ کو ترک کر کے گوشہ نشین ہو گئے۔ نظر بجامعیت قابلیت انکے باپ کے متعلقہ خدمات کی انجام دہی کیواسطے شہر مین ان سے بہتر کوئی انتخاب نہو سکتا تہا۔ لہذا اپریل ۱۸۹۰ء مین انکے واسطے وایس پریڈنٹ مینو سپل بورڈ و انریری مجسٹریٹی و ممبر لوکل بورڈ وغیرہ شہر میرٹھ کی تحریک و تجویز ہوئے اور اسی سال سے ان خدمات کا تعلق ہوا۔ چنانچہ ابتک نہایت اعلیٰ مراتب اعتبار و اقتدار و عام ہر دلعزیزی و قبولیت خداداد کے ساتھ اس کام کو انجام دے رہے ہین۔

عطاء خطابات۔ گورنمنٹ انگلشیہ نے ۲۔ جنوری ۱۸۸۸ء کو بصلہ حسن خدمات خطاب (خان بہادر) عطا فرمایا اور پہر بجلدوے خیر سگالی و قابلیت ذاتی و وقعت خاندانی یکم جنوری ۱۸۹۵ء مطابق ۴۔ رجب ۱۳۱۲ ہجری موروثی خطاب (نوابی) جس کے پانے کا انکو پورا استحقاق تہا عنایت کر کے عزت افزائی کی۔ جون ۱۸۹۷ء مین منجانب ملکہ معظمہ قیصر ہند کوئن وکٹوریہ دام اقبالہا سارٹیفکٹ خوشنودی مزاج دلپسندیدگی خدمات کا عطا کیا گیا۔ **جلسہ تہنیت خطاب نوابی** چونکہ اس فرشتہ خصال شخص نے اپنی نیک نفسی خوش اخلاقی حب وطن حب قومی و بے تعصبی عدل مروت مدارات عامہ خستہ نوازی اور بے ریا صداقت و راستبازی سے کشور قلوب پر پوری حکومت حاصل کر لی ہے۔ اہل شہر کو اس خطاب پانے سے جوش مسرت پیدا ہوا اور نہایت دہوم دہام سے ٹون ہال کے پُر زیب و زینت مکان مین تہنیت کا جلسہ منعقد کیا گیا۔ مسلمان۔ ہندو۔ صاحبان انگریز سبنے خوشی منائی۔ عربی۔ فارسی۔ انگریزی۔ ہندی زبان نظم و نثر مین مسلمانون آریہ سماج۔ پاٹ شالہ ہنود۔ مینو سپل بورڈ۔ اور طلبا نے

میونسپل اسکول کی طرف سے ایڈریس (تہنیت نامے) پیش ہوئے جو حکام انگلشیہ مثل مارکہم صاحب جج ای - ایچ ہرنگٹن صاحب کمشنر - مسٹر پرس براملی صاحب سپرنڈنٹ پولس - مسٹر میجر جنرل سنفرڈ صاحب - مسٹر ای - بی پٹرسن صاحب کمشنر وغیرہ وغیرہ دورہ پر دور و دراز جگہ ہونے اور اطلاع جلسہ ناوقت و بدیر پانے کی وجہ سے جلسہ مین شریک نہو سکے اونہون نے مبارکباد و اظہار مسرت کی چٹھیان بھیجین اور اپنی عدم شرکت و مجبورانہ نہ پہونچ سکنے پر ملال ظاہر کیا جس سے نواب صاحب کی ہر دلعزیزی کا پورا ثبوت ہے جلسہ کی روداد مفصل چھپ کر شائع ہوگئی ہے اس مختصر مین اوس کے کل مضامین ایراد کرنے کی گنجایش ہے نہ ضرورت الانظیر اً بعض یورپین حکام کی چٹھیات کا نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے اور فرحت ناظرین و سرور شائقین کے واسطے چند گلدستۂ نظم انتخاباً نذر کئے جاتے ہین -

ترجمہ چٹھیات

۲۳ - جنوری ۱۸۹۵ء

مسٹر اے - بی پٹرسن ینگ محمڈن اسوسی ایشن کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ اسوسی ایشن موصوف نے براہ کرم اوسکو شرکت جلسہ تہنیت عطائے خطاب نوابی خان بہادر محمد اسد اللہ خان صاحب کے لئے یاد کیا - مسٹر پٹرسن کو ایک قدیم دوست کی شرکت مبارکباد دینے کے لئے بہت خوشی ہوتی مگر وہ اسوقت دورہ پر ہے اور آپکا نامہ طلب آج ہی پہونچا -

ایضاً

مسٹر پرس براملی کو نہایت افسوس ہے کہ ینگ محمڈن اسوسی ایشن میرٹھ کے بلاوے کو جو بغرض شرکت جلسہ تہنیت عطائے خطاب نوابی مقام ٹون ہال میرٹھ مین ۲۰ جنوری ۱۸۹۵ء کو منعقد ہوگا قبول کرنے سے معذور ہے -

اگر مسٹر براملی دورہ پر نہوتا تو اوسکو اس دلچسپ جلسہ کی شرکت سے غایت درجہ مسرت

ہوتی اسلیئے کہ یہہ خطاب نوابی جو خان بہادر محمد اسد اللہ خان صاحب کو عطا ہوا ہے نہایت مناسب اور شایان ہے۔

کمپ موانہ ۱۹۔ جنوری ۱۸۹۵ء

ایضاً

۱۹۔ جنوری ۱۸۹۵ء۔ بخدمت خان بہادر حاجی حافظ عبد الکریم صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ صاحب من۔ میری آپ سے یہہ آرزو ہے کہ براہ مہربانی میری طرف سے اون بہت سے مبارکبادون مین جو کل کو نواب محمد اسد اللہ خان صاحب کے تہنیت سے دوستون اور بھی خواہون کی طرف سے اس مناسب عطائے خطاب کے موقع پر پیش کی جائے گی جو گورنمنٹ سے موزون طور پر عطا ہوا ہے میری طرف سے بھی مبارک باد دیجیئے چونکہ یہہ اتوار کا دن ہے مین جانتا ہون کہ نواب صاحب بھی اون مذہبی خیالات کا لحاظ کرینگے جو میرے اس جلسہ کی شرکت مین مانع ہوا ہے۔ اور یہہ کہ نواب صاحب موصوف میری مبارکباد کو جو بذریعہ چٹھی کے ادا کی گئی ہے اوسیطرح سے قبول فرماوین گے جیسے بین موجودگی مین پیش کرتا۔

اون معمولی کلمات تہنیت پر جو ایسے موقعہ پر پیش کئے جاتے ہین مین اس دعا کا اضافہ کرتا ہون کہ خداوند تعالیٰ کا فضل دنیا اور عاقبت دونون مین نوابصاحب کا شامل حال ہو۔

آپکا خادم ڈبلیو بر ناڈ۔ پرنسپل

نظم از یادگار انوری و خاقانی محمد مرتضی بیان یزدانی

آپ کو افتخار نوابی	اسد اللہ خان مبارک ہو	بدر کامل ہوئی ہلال سے تم	جلوہ عز و شان مبارک ہو
ظل سبحان ہے سایہ سلطان	مہر کا سائبان مبارک ہو	قیصر ہند نے دیا اعزاز	اوج نام و نشان مبارک ہو
ہاپسے سرزمین میرٹھ کو	رفعت آسمان مبارک ہو	زہرہ دولت تو آپ ہین برجیس	ہی اسد مین قران مبارک ہو

آپکے سر پہ عدل نے رکھا — چتر نوشیروان مبارک ہو
آج اسد مین ہے آفتاب حشم — نور کون و مکان مبارک ہو
وہ زمین چومنے قدم آئی — وہ جھکا آسمان مبارک ہو
قیصر ہند نے وہ چندان کی — عزت خان و مان مبارک ہو
مجلس نو مین آپکا اجلاس — ہان مبارک ہو ہان مبارک ہو
چمن و باغ و بلبل و گل کو — آپ سا باغبان مبارک ہو
تم سنو اور کہین قیامت تک — لب و کام و زبان مبارک ہو

ہے ترازوئے عدل کا شاہین — دست راحت رسان مبارک ہو
مثل خورشید سر بلند ہوا — فرق تا فرقدان مبارک ہو
کاخ گردون سے آپکی کرسی — ہے رفیع المکان مبارک ہو
ہے رعایت فشان رعیت پر — شاہ ہندوستان مبارک ہو
وہ بیان عندلیب ہندوستان — آج ہے گلفشان مبارک ہو
سایۂ رحمت کریم ہو تم — ظل حق جاودان مبارک ہو
اسد الہیون کے زمرہ مین — ہے ازل سے بیان مبارک ہو

ریختۂ قلم زرین رقم صاحبزادہ شیخ علاء الدین نبیرہ خان بہادر حافظ عبد الکریم سی-آئی-ای رئیس لال کرتی میرٹھ

خوش است موسم دلکش خوش است فصل بہار — خوش است نغمۂ طوطی خوش است شور ہزار
بیا بیا کہ دگر غنچہ در چمن آمد — چو درج مشک رچین و چو نافہ از تاتار
نشست گل چو عروسان لندن و پیرس — شگفتہ لالہ چو خوبان خلخ و تاتار
نوید و غلغلۂ تہنیت رسیدہ بدہر — زمین شدہ طرب انگیز و چرخ عشرت بار
کہ شد عطائے ز قیصر خطاب نوابی — بہ فخر دولت و دین میر کیقباد تبار

امیر وقت اسد اللہ خان شیر جہان
محیط فضل و نوازش جہان عز و وقار

ز بہر اہل زمین آسمان دانش و عقل — ز بہر انجمن ما سحاب گوہر بار
توئی کہ از تو شدہ زیب و زینت اقبال — توئی کہ از تو شدہ افتخار شہر و دیار
بگاہ جلوۂ خوئے تو غنچہ ہا خندان — بگاہ دیدن روئے تو دیدہ ہا گلزار
الا ز اہل زمین تا دعا رسد بفلک — الا بروئے زمین تا فلک شدہ سیار

بود ستارہ بخت چو طبع ہین روشن بود دو دست سخایت چو کلک من گہربار

میلہ نوچندی میرٹھ کا ہندوستان کے مشہور اور نہایت پُر رونق میلون مین ہے اخبار پانیر مورخہ ۸ اپریل ۱۸۹۷ء مین میلہ مذکور کی نسبت جو مضمون لکھا ہے ہم اودہ اخبار ۱۵- اپریل ۱۸۹۷ء سے اوس کا اقتباس کرتے ہین- پانیر لکھاہے "بوجہ وبا و قحط جو تمام ہندوستان مین ہے احتمال تھا کہ میلہ نوچندی مین امسال بہت کم لوگ آئین گے لیکن بظاہر اونکی کمی نہ تھی اور زیر نگرانی مسٹر ٹی- آر واپر کلکٹر و چند مستعد ممبران کمیٹی انتظامی کے انتظام میلہ کا نہایت عمدہ رہا لفظ مستعد ممبرون کا اسوجہ سے لکھتا ہون کہ بجز **نواب اسد اللہ خان- خان بہادر** وایس چیرمین مینوسپل بورڈ و چند دیگر عام فائدہ رسان طبیعت کے جنٹلمینون کے اور ممبر جنکی تعداد دس تک ہے یہان موجود نہ تھے **نواب اسد اللہ خان** بوجہ قدامت خاندان اور اپنے اخلاق کے یہان نہایت مشہور ہین اور بحیثیت وایس چیرمین مینوسپل کمیٹی اور انریری مجسٹریٹ کی بہت بڑی کوشش کرتے ہین کہ بہبودی عوام کو ترقی ہو المختصر یہہ صاحب عارف باللہ و اسرار حقیقت سے آگاہ و اپنے خاندانی خصوصیات کے عطر مجموعہ ہین- جنھون نے انگریزی سیکھنے کو کفر و الحاد سے بدتر سمجھ رکھا ہے اگر اس انگریزی دان کوٹ پتلون پہننے والے نیک سیرت پاک نہاد پاکیزہ خیال روشن دماغ صاف دل سچے مسلمان پکے خدا پرست سے ملین تو اونکو لامحالہ اقرار کرنا پڑے گا کہ رب العالمین اور جہاندار جان آفرین کے بے نظیر و بے پرواہ دربار مین جبّہ عمامہ سیلی کفنی کوٹ جاکٹ پتلون کسی لباس عربی فارسی انگریزی عبرانی سریانی یونانی کسی زبان کوشک کوٹھی ایوان جھونپڑی گوپہا میدان کسی مکان کی پرسش ہوگی وہان تو دل ہی ٹٹولا جائے گا ظاہری ڈہونگ کام نہ آئے گا- لَا یَنفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُونَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ[1] **نظم**

[1] ترجمہ کام نہ آئے گا مال نہ بیٹے مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس لیکر دل چنگا ۱۲ پارہ ۱۹ سورہ شعرا رکوع ۴

چو ہر ساعت از تو بجائے رود دل	بہ تنہائے اندر صفائی نہ بینی
وگر مال وجاہ ہست وزرع وتجارت	چو دل با خدا ایست خلوۃ نشینی

بہائیو مسلمانی نہ انگریزی خوانی ہے نہ عربی دانی وہ تو ایک عجیب بے لوث بے ریائی اور سچی صفائی ہے۔ ہندی مثل ہے (دل چنگا تو کٹھوٹی مین گنگا) ؎ درویش صفت باش وکلاہ تتری دار + اس مصرعہ کا مطلب انکے طرز عمل سے واقف ہوکر خوب سمجھ مین آجاتا ہے اور دل بیار و دست بکار جو صوفیہ کے ہان مشغول بحق و مصروف بخلق رہنے کا نادر طریقہ ہے طالب حق انکی طرز معاشرت واخلاق فاضلہ سے اوسکی پوری تعلیم پاسکتا ہے کسی بزرگ نے سچ کہا ہے۔ ؎

طریقت بجز خدمت خلق نیست	بہ تسبیح وسجادہ ودلق نیست
تو بر تخت سلطانئے خویش باش	باخلاق پاکیزہ درویش باش

غرض اس پاک نہاد امیر صورت درویش سیرت نے عجیب قلب سلیم پایا ہے فرایض وسنن مین چاشت واشراق تک قضا نہین ہوتا دلشکنی مخالف کی بھی گوارا نہین کیجاتی دست کرم ایسا کشادہ کہ کوئی سایل محروم نہین جاتا مراعات علیلان وچارہ سازی ضعیفان مین بھی ان فیض خاندانی جاری ہے محتاج وغریب بیمارون کی اس تفقد سے پرسش وچارہ گری کیجاتی ہے کہ دیکھنے والون کے دل پر اثر ہوتا ہے اکثر دوا انکے دار الشفا سے ملتی ہے اور غریب بیمارون کو نقدی بھی۔

ہمارے نوجوان انگریزی خوان جو محض بونٹون کی صفائی اور بالون کی کاٹ چھانٹ کستر بوننٹ کوٹ پتلون کی تراش خراش مین مقید ہوکر ملک وملت سے آزاد ہوجاتے ہین کاش اس معزز جنٹلمین ومحترم قوم کی تقلید کرین اور سمجھین کہ انگریزی پڑھ کر انگریزی سوسایٹی مین رہکر ملک وملت کے ساتھ اسطرح سلوک کرتے ہین اور یون عام ہر دلعزیز بنتے ہین۔

نواب اسلام اللہ خان - نواب احمد اللہ خان کے دوسرے بیٹے - یہ حضرت

نہایت متین سنجیدہ نیک مزاج باوقار ام رگورنمنٹ انگلشیہ کے ایک بڑے معزز عہدہ دار ہین یعنی (دسٹرکٹ سپرنٹڈنٹ) جو نہایت ذمہ دری اور اعتبار کا کام ہے۔ ہندوستانیون مین بجز اس اقبالمند جنٹلمین کے آج تمام ممالک مغربی وشمالی واودہ وپنجاب کے وسیع قلمرو مین کسی شخص کو اس معزز عہدہ پر مامور ہونے کی عزت حاصل نہین۔

اس نازک وقت مین جبکہ ہندوستان کے باشندہ ہمسایہ قومون مین تعصب وجہل کی پرآشوب چنگاریان باہم ایک دوسرے کے خرمن ہستی کے جلا دینے مین نہایت تیزی سے اپنا کام کررہی ہین اس عالی خاندان بہادر جنرل نے جسے رعایا پر پوری حکومت واختیار حاصل ہے ثابت کردیا ہے کہ مسلمان شرفا حکومت کے اعلیٰ مراتب پر پہونچکر کس درجہ انصاف وبے تعصبی سے کام لیتے ہین جن اضلاع مین انکو حکمرانی کا اتفاق ہوا ہے حکام اعلیٰ وہندو ومسلمان ہر فریق انکی بے لوث ومنصفانہ کارروائی وحسن انتظام سے راضی وخوش ومداح وثناخوان رہے ہین۔

شکار کا شوق ہے نہ جانوران ہوائی وآہوان صحرائی بلکہ شیر کے شکار کا جس مین اچھے اچھے دل چلون کے چھکے چھوٹ جاتے ہین۔ انکی کوٹھی کے بعض کمرہ جو ہرن چیتہ پاڑہ نیل گائے بارہ سنگھا ریچھ بھیڑیا بگھیرہ چرغ۔ ناکہ۔ شیر۔ وغیرہ کی کھالون۔ سینگون۔ سرون۔ چہرون سے قرینہ بقرینہ آراستہ رہتے ہین اچھے خاصہ مردہ جانورون کے میوزیم (عجائب خانہ) معلوم ہوتے ہین۔

نواب سیف اللہ خان۔ نواب احمد اللہ خان کے تیسرے بیٹے بھی نہایت خندہ رو خوشخو لطیف طبع ملنسار وپیش حکام ورعایا معزز ومقبول روزگار ہین پہلے کانپور کے تحسیلدار تھے اب ڈپٹی کلکٹر ہین۔

کانپور جو ممالک مغربی وشمالی ہند مین تجارت وصنعت کا مرکز اور ترقی کارخانجات ولایتی مین دور دور مشہور ہے گورنمنٹ کو کثرت اخراجات صفائی وغیرہ کے وجہ سے مکانات شہر

پر ٹکس لگانے کی ضرورت ہوئی اس سے اہل شہر مین عموماً ناراضگی پہلے ہزارون عذر و ایران
پیش ہوئین اکثر درخواستین اس مضمون کی تہین کہ گورنمنٹ ہمارے مقبوضات پر قبضہ
کرلے ٹکس کی برداشت نہین کر سکتے ضرورتون اور آئین ملک داری کے سبب نہ تو تجویز
سے درگذر ممکن تھے نہ مراعات انصاف سے ناواجب جبر منظور تہا یہ بات زیر تجویز ہوئی
کہ کون عہدہ دار ٹکس جدید کی تشخیص کرے جو منصفانہ اور بے لگاؤ ہو چنانچہ تمام اہل شہر نے
جسمین بڑے بڑے لکھ پتی تجارت کی ولایتی کمپنیان اور متمول و آسودہ حال رئیس
و مرؤس ہندو مسلمان - عیسائی - یہودی - ہر طبقہ و درجہ کے لوگ شامل تھے بالاتفاق
انکی نسبت رضامندی ظاہر کی میونسپل بورڈ و صاحب کلکٹر ضلع نے بھی یہہ انتخاب
پسند کیا اور گورنمنٹ نے منظور فرماکر عہدہ ڈپٹی کلکٹری پر ترقی دیکر اس امر اہم کو انکی تفویض
مین دیا -

ناظرین خیال فرسکتے ہین کہ ایسی عام قبولیت ہر معمولی خیالات کے شخص کو نصیب
نہین ہوسکتی اور اس سے زیادہ انکی صاف دلی و قبولیت عامہ و انتظامی قابلیت کا کیا
ثبوت ہوسکتا ہے - سچ تو یہہ ہے کہ گورنمنٹ کو ایسے ہی عالی ظرف نیک مزاج خوش فہم
رسا کار عہدہ دارون کی ضرورت ہے بجائے امتحانات کے غیر ضروری و سخت شرایط
کی شرافت و تعزز خاندانی و قابلیت انتظامی پر خیال فرمایا جایا کرے تو رعایا و گورنمنٹ
دونون کے لئے زیادہ سودمند ہے -

احسن اللہ خان عرف آغا صاحب و امیر اللہ خان عرف امیر صاحب

چوتھے و پانچوین بیٹے نواب احمد اللہ خان کے نوعمر ہین ابھی کوئی منصب سرکاری نہین
پایا الارشادت رزانت متانت فطانت جو فطری جوہر ہین خو بو رفتار گفتار عادت اخلاق
سے ظاہر ہے امیر اللہ خان کو عکسی تصویر اوتارنے مین مثل یورپین مصورون کے مہارت
کلی ہے -

نواب مبارک علیخان کی دختری اولاد مین اونکے نواسہ **حاجی محمد انعام اللہ خان** بھی باوجاہت شخص ہین انکے باپ رمضان علیخان اور دادا کرامت علیخان تھے مدرسہ اسلامیہ میرٹھ کے منتظم و مدرسہ قومی میرٹھ کے ممبر و ڈسٹرکٹ بورڈ ضلع ہمیرپور کے ممبر اور جوبلی تجارت ہمیرپور کے پریسیڈنٹ ہین ہر شخص کی رنج و راحت مین شریک و معین ہوجانا امور خیر و صلاح کی امداد مین دل سے کوشش کرنا ہر ایک سے بہ خوش خوئی و خندہ روئی و خلق و مدارا پیش آنا انکی عادت ہے حج بیت اللہ سے مشرف اور بیعت شیخ المشایخ مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر بیت اللہ سے مستفیض ہین۔

محمد اصغر خان المخاطب بہ نواب صواب اندیش خان رئیس میرٹھ امرار شاہی سے تھے نواب خیر اندیش خان کے ہم جد ہین انکا سلسلہ نسب پانچ واسطون سے بہ تفصیل نواب دادن خان تک پہونچتا ہے۔ صواب اندیش خان بیٹے شمس الدین محمد خان کے۔ وہ بیٹے احمد خان برادر حقیقی نواب خیر اندیش خان کے وہ بیٹے نواب محبت خان کے وہ بیٹے نواب اسد خان کے وہ بیٹے نواب دادن خان کے انکی نسل نام و نمود کے ساتھ میرٹھ۔ مارہرہ۔ بریلی مین موجود ہے۔ محمد اصغر خان کے پوتے فتح علیخان بھی صاحب اقبال تھے دہلی برباد ہوچکی تھی طوایف الملوکی پھیلی ہوئی تھی ایسے وقت مین خانہ نشینی کے سوا ہو کیا سکتا تہا لیکن شہر مین بڑی بات تھی اول درجہ مین مانی جاتی تھی کسی قوم و قبیلہ کا قصہ قضیہ ہوا انہین کی تجویز سے فیصلہ ہوتا تہا سنہ ۱۸۰۳ء مین انگریزی کمپنی کا میرٹھ پر قبضہ ہوگیا انتظام قایم رکھنے اور اہل فساد کو دبانے مین انہون نے کمپنی کو قابل قدر مدد دی اوسکے صلہ مین دو سو روپیہ ماہوار کا بطور اعزاز سرداری حین حیاتی وظیفہ مقرر ہوا اس پنشن کے بارہ مین جو چھٹی ہمکو ملی ہے خلاصہ اوسکا اردو مین نقل کیا جاتا ہے۔ **خلاصہ چھٹی**۔ این۔ بی مینسٹن جنٹ بنام لفٹنٹ کرنل مورخہ ۲۹ اپریل سنہ ۱۸۰۴ء جناب نواب گورنر جنرل بہادر معہ کونسل نواب

فتح علیخان کی خدمتون کے صلہ مین حسب رائے رائٹ لارڈ مینک آنریبل اونکو معقول جاگیر عطا کرنے سے بہت خوش ہین اور لہذا اونکی زندگی بہر کے واسطے دو سو روپیہ ماہوار کی پنشن منظور فرماتے ہین نواب گورنر جنرل معہ کونسل درخواست کرتے ہین کہ لفٹنٹ کرنل اس پنشن کے عطیہ کے واسطے مناسب احکام صادر فرماوینگے۔ (دستخط) جان میلکم صاحب

نواب صواب اندیش خان سے چوتھی پشت مین **حاجی محمد ممتاز علی خان** ابن غلام سرور خان بن غلام صفدر خان ابن علی احمد خان ابن نواب صواب اندیش خان اعلی بڑے نامی گرامی مشہور و معروف شخص تھے میرٹھ انکا وطن اور اٹاوہ مسکن تہا بالآخر وہی مدفن بھی ہوا۔ **شعر**

بہ میرٹھ مولدش مدفن اٹاوہ	بگو بان اے فلک ہست این چہ انداز

انکے اوصاف گزیدہ اور اخلاق حمیدہ لکھنے کو ایک دفتر چاہیے دینی و دنیوی خوبیون کی قبا انکے قد موزون پر راست آئی تھی۔ صورت ایسی نورانی پائی تھی جسے دیکھکر بیساختہ زبان سے نکلے۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ پیشانی درخشان سے سیماہم فی اثر السجود کے شان عیان۔ **دوہرہ**

کیسین جوت بکھنائی بنون یہان کو پاٹ + سیما ہم کے روپ سون سوہا دیت للاٹ

زندہ دلی خوش مزاجی بذلہ سنجی علو ہمت خلق و فتوت جود و سخا مہر و وفا مہمان نوازی فراخ حوصلگی بے تکلفی فرزانگی روشن دماغی انکے اوصاف خاص تھے بااینہمہ نہایت بارعب تھے۔ دسترخوان ایسا وسیع کہ ایک جہان انکے خوان نعمت سے شیرین کام تہا۔ کسیکی کاربرآری مین دریغ نکرتے تھے۔ دستگیری اہل احتیاج اور خیر کے کامون مین انکا دست کرم ابر گوہر بار تہا۔ **شعر**

دلدہی مہمان نوازی اور مسافر پروری	جیسی وہ کرتے تھے ایسی آج تک دیکھی نہین

جگت آشنا ایسے کہ ہندوستان مین کوئی شہر ہوگا جہان دو چار دس بیس اونکے ملنے

اور جاننے والے نہون - ہندوستانیون پر منحصر نہین بڑے بڑے حکام انگلشیہ نہایت قدر و منزلت کرتے تھے - کوئی دوستانہ ملتا - اور کوئی بزرگ سمجھتا تہا - گورنمنٹ کے ہمیشہ خیر خواہ رہے اور مدت العمر عمدہ خدمات کین - ہندوستانی ریاست مین سلطنت لکھنؤ کی طرف سے کلکتہ دربار گورنری مین سفیرانہ طور پر بھیجے گئے جس کام کو گئے تھے وہ انجام ہو گیا تھا مگر اونہین ایام مین واجد علیشاہ اودہ کی بدنصیبی سے امیر علی شاہ صاحب کی شہادت کا جھگڑہ پیش آیا اون بدنظمیون کے سبب انتزاع سلطنت ہو گیا اور وہ دفتر گاؤخورد ہو گیا مصرعہ - آن قدح بشکست وآن ساقی نماند *

گورنمنٹ انگریزی کی ملازمت کے سلسلہ مین عہدہ تحصیلداری تک ترقی کرکے اور نہایت دیانت و خیر سگالی سے حسب پسند گورنمنٹ کام انجام دیکر بخوشی خود مستعفی ہو گئے - پھر منجانب گورنمنٹ انگلشیہ خدمت والیس پریسیڈنٹ مینوسپل و اسپیشل مجسٹریٹ شہر اٹاوہ سپرد ہوئی اور آخر دم تک نہایت شوکت و اقبال و عزت و احترام سے اس کام کو انجام دیتے رہے -

یہان ہم چند چٹھیات انگریزی کا ترجمہ درج کرتے ہین جس سے حکام وقت کی خصوصیتون اور تعلقات کا جو اونکے ساتھ تھے پتہ ملتا ہے -

ترجمہ چٹھی سر ولیم میور صاحب سابق لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی وشمالی ہند - ایڈنبرگ ۲ - جولائی ۱۸۹۰ء

سر ولیم اور لیڈی میور آپکی اوس چٹھی کا جو آپ نے شادی کی تقریب مین بطریق مبارکباد بھیجی ہے نہایت شکریہ ادا کرتے ہین یہہ ایک نہایت خوشی کا موقعہ ہے کہ جب مجکو اپنے پورانے دوستون کی خیریت معلوم ہوتی ہے جس ملک مین ہمنے ایک بڑا حصہ اپنی عمر کا بسر کیا ہے - دستخط ولیم میور - بنام محمد ممتاز علیخان انریری مجسٹریٹ براہ مہربانی

چھٹی جے۔اے۔بی اسٹیلی کلکٹر ۱ جون ۱۸۸۶ء

ممتاز علیخان اسقدر مشہور و معروف شخص ہین کہ شاید مثل اونکے کوئی ہندوستانی مشہور نہین ہے اونکی باتون مین نہایت لطف آتا ہے اوٹھون نے غدر مین عمدہ خدمات کی ہین۔

چھٹی نمبر ا۔ کمل اسٹریٹ کلکتہ ۱۴ - مارچ ۱۸۹۰ء

ڈیر ممتاز علی عرصہ دراز کے بعد آپکا خط ملنے سے مجھے غایت درجہ خوشی ہوئی اس عرصہ مین مجھے آپکا کچھ حال نہین معلوم ہوا تھا کئے سال گذرے کہ مینے آپکو خط لکھا تھا لیکن اوس کا جواب نہ پاکر مینے خیال کیا تھا کہ آپنے اٹاوہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ سکونت اختیار کرلی ہے مین بہت خوش ہونگا اگر آپ اٹاوہ کے مفصل حالات مجکو لکھین گے۔آپ کا خط اسقدر صاف ہے کہ مین اوسکو بآسانی پڑھ سکتا ہون۔یہان کوئی شخص فارسی نہین لکھ سکتا مین یہان (کلکتہ) مین صرف ایک مہینہ کے واسطے اور رہون پھر امید کرتا ہون کہ (جج) ہوکر (چھپرہ) چلا جاؤنگا۔مین بیمار ہوکر انگلستان بھیجدیا گیا تھا۔ایک مہینہ ہوا کہ (کلکتہ) واپس آیا ہون۔میری شادی ہوگئی ہے اور ایک لڑکا نو مہینہ کا ہے۔آپنے کلکتہ آنے کا وعدہ پورا نہین کیا غالباً اب (چھپرہ) اگر مجھ سے ملین گے اب آپ ریل کے ذریعہ سے بلادقت پہونچ سکتے ہین۔مین امید کرتا ہون کہ آپ صحیح و تندرست ہونگے اور آپکے لڑکے پوتے نواسے اچھی طرح ہونگے بلاشک اٹاوہ مین بہت سے انقلاب ہوئے ہونگے۔کیا آپ کے پاس اب بھی گھاٹون کے ٹھیکہ ہین اور آپ ابتک اٹاوہ مین سکونت رکھتے ہین۔

میرے پاس میرا پورانا خانساماں مرزا حسین ہنوز موجود ہے وہ آپکو سلام کہتا ہے میرا غریب بہرہ شاہ آباد مین مارا گیا تھا کئی برس ہوئے کہ ایک آدمی میرے خیمہ مین گھسنا چاہتا تھا میرے بہرہ نے اوسکو روکا اوسنے ایک گنڈاسہ سے میرے بہرہ کا سر مثل نارنگی کے کاٹ ڈالا۔آپ خیال کرکے مجھے خط لکھئے گا۔اور خبرون سے مطلع

دیجئے گا۔اور یہہ بھی کہ آپ مجھسے آکر ملین گے۔اور نیز یہہ کہ مین نر اجیز آپکو کلکتہ سے بھیجون

آپکا دوست اے۔او۔ اسٹیلی

حاجی محمد ممتاز علی خان انریری مجسٹریٹ وپریسیڈنٹ مینوسپل کمیٹی وممبر کمیٹی ڈسٹرکٹ بورڈ اور ممبر نمایش کمیٹی ہین ان عہدون کی خدمات اوڈھون نے نہایت عمدگی سے انجام دین وہ سوسائٹی کے نہایت مفید ممبر ہین اونکا رعب اور دباؤ اچھے درجہ تک ہے اور وہ اچھے کام مین لایا جاتا ہے مینے اونکو ہمیشہ گورنمنٹ کا خیر خواہ پایا ہے وہ ایک دلچسپ ملاقاتی ہین جو صاف بامزہ وموزون بات کہتے ہین اٹاوہ چھوڑنے پر بعد پانچ برس کی شناسائی وتجربہ کی یہہ چیٹھی مین اونکو دیتا ہون۔

دستخط ای۔پی الگزنڈر

نیک کامون سے انکو فطرتاً دلچسپی تھی امور خیر مین خرچ کرنے سے مزہ آتا تھا۔انکی حسنات اور خیر جاری کی یہہ زندہ نشانی ہے کہ (مدرسہ قومی) واقعہ مسجد خیر نگر کے مصارف کے واسطے جو شہر میرٹھ مین انکے فرزند رشید محمد روح اللہ خان۔خان بہادر نے قایم کیا ہی جائداد پیش قرار وقف کرکے باضابطہ وقفنامہ للہکر رجسٹری وغیرہ سے مکمل کرادیا۔اس مدرسہ مین قرآن مجید وحدیث فقہ تفسیر کی پوری فارسی اُردو سیاق کی ضروری اور انگریزی کی ابتدائی تعلیم ہوتی ہے اور ایک چشمہ فیض جاری ہے حرمین شریفین مین پورے برس دن قیام کرکے ہزارون روپیہ اوس بقعہ شریف مین صرف مستحقین کئے مذہب وسنت کے پورے پابند تھے حنفی مذہب نقشبندی مشرب تھا اولاً زبدۃ المحققین مولانا شاہ عبدالغنی دہلوی سے اور بعد وفات مرشد عمدۃ السالکین مولانا فضل الرحمن رحمہ متوطن گنج مرادآباد ضلع اونام کے ہاتھ پر بیعت طریقت کی تھی۔دیکھنے مین ایک افنا لمند دنیادار امیر تھے پر حقیقت مین شیخ روغن ضمیر تھے جایز طور پر کسب معاش مین سعی کیجاتی

تھی مگر بطریق خیر صرف کرنے مین ذریا دل تھے۔ ~

مال را کز بہر دین باشی حمول	نعم مال صالح گفتش رسول
گر توکل میکنی در کار کن	کسب کن پس تکیہ بر جبار کن
گفت پیغمبر باآواز بلند	با توکل زانوے اشتر بہ بند
رمز الکاسب حبیب اللہ شنو	از توکل در سبب کاہل مشو

حضور رسالت پناہی و ائمہ ہدےٰ سے جو اشارات و بشارات ہوئی ہین انکی قبولیت کے شاہد ہین منجملہ اوسکے چند واقعات جو بندہ ناچیز جامعہ مختصر ہذا کو بصحت معلوم ہین آگاہی ناظرین کے واسطے درج کئے جاتے ہین۔

حکایت - جب یہہ بزرگ مدینہ طیبہ مین مقیم تھے جو کچھ پاس تھا سب صرف کردیا خرچ کی ضرورت ہوئی اپنے پیر مولانا شاہ عبدالغنی صاحب سے درخواست کی ہزار روپیہ کسی سے اس وعدہ پر دلا دیجے کہ مکہ معظمہ مین پہونچکر دیدیے جایئن گے اوںھون نے فرمایا اس بقعہ مبارکہ کے باشندے توکل پر گذران کرتے ہین انسے اتنا قرض ملنا دشوار جسکے گھر آئے ہوا وسی سے کھو شب بعد عشا حضور سرور کائنات م کی طرف رجوع کیا صبح ہنوز حرم شریف سے واپسی نہوئی تھی کہ ایک شخص تلاش کرتا ہوا قیام گاہ پر آیا اور ہزار روپیہ کی تھیلی ساتھ لایا کہا کہ مکہ معظمہ پہونچکر فلان کس کو دیدیجے روپیہ لیلیئے کام نکل گیا مکہ پہونچکر ادا کردیا گیا۔ **دیگر**۔ ایک دفعہ فتق کا عارضہ لاحق ہوا آنت کے اوترنے سے سخت تکلیف لاحق ہوتی تھی بہتیرا علاج کیا سود مند نہوا میان بیدار شاہ ایک درویش صفاکیش فیروزپور جھرکہ سے چودہ کوس کی مسافت پر بمقام پہاڑی علاقہ راج بھرتپور مین رہا کرتے تھے اونھون نے بشرائط طہارت وطعام طیب ونیز یہہ کہ پکانے والا بھی طاہر ہو ہر روز درود شریف پانچہزار بار پڑہنے کو بتایا ہنوز چلہ نگذرا تھا کہ حضور سرور کائنات م کو خواب مین دیکہا اور اوسی حالت مین نماز عشا حضور پرنور م کے ساتھ

میسر ہوئی صبح اون بزرگ نے فرمایا تمہاری مراد حاصل ہو گی چنانچہ وہ مرض جان گسل قطعی جاتا رہا اور مدت العمر پہر کبھی نہین ہوا۔ **وظیفہ یہ ہے** اللهم صلّی علی محمد و علی آل محمد بعدد کل معلوم لک تا پایان عمر پانسو بار بلاناغہ درود شریف انکے ورد مین رہا **دیگر** ایک شب نماز تہجد کے بعد غنودگی آگئی رویاء صالحہ مین کیا دیکھتے ہین کہ حضرت ابوبکر صدیق تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ تم میری شان سے واقف ہو عرض کیا جانتا ہون اور مناقب عالی کا اظہار کیا پہر حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان ذی النورین و حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین یکے بعد دیگرے رونق افروز ہوئے اور وہی سوال کیا سکی فضایل و مراتب التماس کرتے رہے اسکے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ رسی اور نیا کوزہ لائے کوئین سے پانی کھینچکر دیا کہ پیو اور پلاؤ چنانچہ خداوند تعالی نے کاروبار مین برکت عظیم و جمعیت کلی عطا فرمائی اور ارشاد مبارک کا اثر باحسن الوجود ظاہر ہوا۔ **دیگر**۔ ایک بار کاروبار مین ابتری آگئی بیس ہزار سے زیادہ کا قرضہ ہو گیا بعد ادائے نماز تہجد وظیفہ معمولی پڑہتے ہوئے بزبان بیزبانی یہ آواز سُنی کہ آنحضرتؐ نے جناب خضرؑ کو تمہارے کامون کی درستی کے واسطے مامور فرمایا ہے اس صوت ہادی کے سنتے ہی تسکین خاطر ہوگئی اور تہوڑے ہی عرصہ مین سب کام بنگئے۔ **دیگر** سن شیخوخت مین جبکہ عمر ستر برس سے گذر چکے تھے ایسے سخت بیمار ہوئے کہ طبیبون ڈاکٹرون نے جواب دیدیا اوس حالت یاس مین حسب بشارت حضرت رسالت مآبؐ بعد ترک دوا صحت کلی پائی اور برسون جیے۔ غرض ہر رنج و عنا مین روح بزرگان انکی دستگیری کرتے رہے۔

تادم ادائے صلواۃ خمسہ تہجد اشراق اوراد وظایف کے اخیر دم تک پابند رہے طالع شہرت فروغ اقبال جمعیت ظاہر و باطن مین باعث نازش اخودن و یادگار اکابر سلف تھے بالجملہ بمنطوق لازم الوثوق۔ کل نفس ذائقة الموت بعد حصول مراتب دینی و مقاصد

ہر جاندار کو موت آنے والی ہے ۱۲

دینوی ومدارج دینی وکسبی وکثرت اولاد وقبولیت خدادادعمر گرانمایہ سے حظ وافر پاکر بحیلہ دوروزہ تپ بعد ادائے نماز تہجد وفجر ووظیفہ ورد شریف وکلمہ طیبہ نوین شوال ۱۳۱۱ھ تیرہ سو گیارہ ہجری مطابق سولہوین اپریل ۱۸۹۴ء اٹھارہ سو چورانوے عیسوی روز دوشنبہ یوم وفات النبی داعئے اجل کو لبیک اجابت کہکر عالم باقی کو تشریف لیگئے بیاسی برس کی عمر پائی اور ستتر کس بیٹے پوتے نواسہ وغیرہ اپنی اولاد سے چھوڑے

نظم

بماناد تاحشر نسل ہمہ	خوشی وخرم وشادمان کامران
دعامیکنم بہر شان برزمین	ملایک برافلاک آمین کنان

انکا ماتم عام تہا ہند ومسلمان سب غمزدہ تھے۔ حکام عالیمقام انگلشیہ نے انکے فرزند رشید خان بہادر حافظ محمد روح اللہ خان کے تام جو ماتمی چٹہیان بھیجی ہین اون سے اونکے دلی حزن وملال وہمدردی اور اس ستودہ صفات بزرگ کی عام ہر دلعزیزی حسن اخلاق وقابلیت کا اندازہ کر سکتے ہین۔ سر ولیم میور صاحب سابق لفٹنٹ گورنر اپنی چٹھی مورخہ ۱۰ مئی ۱۸۹۴ء مین تحریر فرماتے ہین حاجی ممتاز علیخان کے وفات کی خبر سنکر مجھے نہایت رنج ہوا بیشک وہ خیرخواہ اور کارآمد عہدہ دار تھے گورنمنٹ کے اور میری دوست تھے آپ اور آپ کا خاندان میری دلی ہمدردی قبول کرے۔

مسٹر اے۔ بی الکزنڈر کمشنر ۲۱ اپریل ۱۸۹۴ء

مجھے ممتاز علیخان کے انتقال سے بے حد رنج ہوا اونکا انتقال اٹاوہ کے لئے اوسیطرح سخت نقصان کا باعث ہے جیسے اونکے خاندان کے لئے۔ اگر قطعی ناممکن نہین تو بیشک سخت مشکل ہے کہ کوئی دوسرا شخص پیدا ہو کر اونکی جگہ پر قایم ہو اور اس نقصان کی تلافی ہو سکے

مقام جانی ضلع میرٹھ ۹ اپریل ۱۸۹۴ء

جنابمن۔ مین حاجی محمد ممتاز علیخان صاحب کے وفات کی خبر سنکر نہایت ہی ملول ہون۔

اونھون نے اپنی زندگی بہت عمدگی سے بسر کی اور اپنی عمر طبعی کو پھونچے وہ منجملہ اون پورانے نمونون کے تھے جو اسوقت مین تقریبًا بالکل نہین دکہائی دیتے براہ عنایت میرے اندوہ و ملال کو بھی اپنے صدمہ مین قبول فرمائے اگر مجھے پیشتر سے سانحہ متذکرہ کا حال معلوم ہوجاتا تو مین یقینًا دفن مین شریک ہونے کی کوشش کرتا آپ اس سے اچھا امکانا نہین کرسکتے تو اب سے آپ اپنے معزز باپ کا تتبع کرین۔

آپکا خیر طلب پی بریلی

خدا کا شکر ہے کہ مرحوم کے فرزند ارشد خان بہادر حافظ محمد روح اللہ خان نے بجائے مرحوم جانشین ہوکر اپنے نامور باپ کے نام کو قایم رکہا اور قدم بقدم چلکر تلافی مافات کی۔

مرحوم کے نوحہ ماتم مین بہت سی تاریخی نظمین لکھی گئی ہین جنھین مرحوم کے حالات کا فوٹو کہا جائے اون سب کا اس مختصر مین ایراد کرنا ناممکن ہے الاچند قطعات تواریخ درج کئے جاتے ہین۔

تاریخ نوشتہ منشی عبد الرحیم صاحب مصور ملازم محکمہ نہر گنگ

خضر لقا و فرشتہ سیرت پاک دل و پاکیزہ روان	حامئے دین ہشتاد و دو سالہ رفت چو سوئے باغ جنان
روز ہمایون بود دو شنبہ وقت سحر شوال نہم	فکر بسال وفات مکن ممتاز علیخان بس برخوان

دیگر از مولوی عبد الصمد سہسوانی مقیم قصبہ پہپوند ضلع اٹاوہ

قال اللہ الکبیر جزاہم بما صبروا جنتہ۔ ایضًا۔ لقد دخل فی جنتہ۔

دیگر طبعزاد منشی محمد راضی کنبو متوطن قصبہ (مارہرہ)

ہردم از وحشت دل میخواہد	دست راضی بگریبان بودن	پیش عاقل پس مرگ محسن
ہست تا زیست بزندان بودن	در فراق تو بگو اے محسن	میتوان شاد چہ عنوان بودن
کار افتاد ز بخت واژون	تا دم مرگ پریشان بودن	ماو بیمہری چرخ دوار

نائو نومیدیٔ درمان بودن	میتوان نیز بزہد و تقوئے	غوث و اقطاب بدوران بودن
میتوان نیستر بزور تدبیر	بہمن و ایرج و خاقان بودن	میتوان نیز بضرب صمصام
ز جہان سام و نریمان بودن	میتوان نیز باقلیم سخن	رشک فردوسیٔ و سلمان بودن
ہمدم اینصورت نیرنگ طلسم	ہمہ سہل ست ز انسان بودن	ہست از حیطۂ امکان بیرون
مثل ممتاز علی خان بودن		

ولہ

کہانتک لکھیں جان مضطر کی حالت	نہیں اب وہ ہم مین کہ تھی جس سے قوت
رہ اسلام کی قوم کا پورا حامی	وہ دین محمد کا خواہان شوکت
اوامر کا سالک نواہی کا تارک	رسول خدا کا وہ پیرو بہ سنت
وہ ویران مساجد کا بنوانے والا	سعی کرنے والا کہ ہو اونکی عزت
ضعیفون کا وہ قوت پہنچانیوالا	یتیمون کا ہر وقت وہ وقف خدمت
وہ کان شرافت کا تابندہ گوہر	وہ سرتاپا یادقار و وجاہت
ہمین اپنے غم مین پریشان بناکر	سدہارا یہان سے سوئے قصر جنت
بیاسی برس کی ہوئی عمر ابدل	گذاری مگر عمر سب در عبادت
دوشنبہ کا دن صبح کے چھ بجے تھے	نوین ماہ شوال کی تھی اشاعت
پڑہے سب وظایف ادا کی تہجد	صلواۃ سحر سے ہوئے جب فراغت
ہوا کلمۂ پاک بس لب پہ جاری	بنا طایر روح سیّار جنت
پکارا دہا رضوان کہ راضی سنادی	ہوا بان پہنچکر وہ ممتاز جنت

چودہری عنایت الہی قانونگو مارہروی نے بھی فارسی مین اچھی تاریخ لکھی ہے بلحاظ طوالت ہم اوسکے دو اخیر کے شعرون پر اکتفا کرتے ہین۔ وہو ہذا

زین الم تنہا نہ گریان و حزین ماؤ شما	قلب ماتم پارہ پارہ چشم حسرت خونچکان

سال رحلت اے عنایت برمن آشفتہ حال	از سر اندوہ و یاس و شیون و غم شد عیان

تین لڑکیاں اور تین لڑکے مرحوم کے اعقاب مین رہے سب نخمتند اور صاحب اولاد ہین

محمد صدیق خان المخاطب بہ خان بہادر ممتاز علیخان کے بڑے بیٹے نہایت خوش مقال بلند اقبال زندہ دل سیرچشم فراخ حوصلہ اور معزز باپ کے قابل فخر فرزند ہین انکی باتون مین مزہ آتا ہے۔ **نظم۔**

سخنہا ش رنگین تر از گل بود	چہ گل خوشتر از نشۂ مُل بود
دل از بزم او اپچنان بشگفد	کہ از مزرعۂ زعفران بشگفد

باوصف غایتِ اعزاز و اقبال ہر کہ و مہ سے جُھک کر ملنا و بتواضع پیش آنا انکا قدرتی انداز ہے۔ ضروری فارسی عربی تحصیل کرنے اور رڑکی کالج مین تعلیم پانے کے بعد ملازمت گورنمنٹ انگلشیہ حاصل کی جوہر قابلیت دکھا دکھا کر وقتاً فوقتاً سررشتہ نہر کی ضلعداری اور ضلع کی تحصیلداری و ڈپٹی مجسٹریٹی و اسسٹنٹ انجینری محکمہ آبپاشی پر ترقی پائی۔ ایام غدر ۱۸۵۷ء مین گورنمنٹ کی خیرخواہی اور وفاداری کا پورا ثبوت دیا تمام ایام غدر مین اپنے کام پر موجود اور ایسے وقتون مین جبکہ جان جوکھون تھی حکام کے معاون و مددگار رہے اوسکے صلہ مین خلعت تین پارچہ قیمتی ایکہزار روپیہ گورنمنٹ سے عطا ہوا اور خوشنودی مزاج کی سند عنایت ہوئی۔

ایام قحط ۱۸۶۰ء مین نہر سے آب رسانی زراعت کا قابل قدر انتظام کرنے کے عوض گورنمنٹ سے چھ مہینہ کی تنخواہ بطور انعام پائی اور گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی سے پروانہ اعزازی ملا پہر ۱۸۶۹ء کے قحط مین آبرسانی و سرسبزی زراعت مین سعی بلیغ کرنے کی وجہ سے گورنمنٹ نے بعطائے پروانہ خاص اظہار خوشنودی و مسرت کا کیا۔ اپنی ہنرمندی اور ذاتی قابلیتون سے حکام وقت کی نظرون مین ہمیشہ معزز و محترم رہے اکثر اعلی درجہ یورپین سے مخلصانہ اور محبتانہ ارتباط و انضباط ہے۔ بلحاظ لیاقت ذاتی و وقعت

خاندانی ۱۶- فروری سنہ ۱۸۷۸ء کو حضور ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ قیصر ہند سے (خان بہادر) کا معزز خطاب عطا فرمایا گیا۔

نہایت نیکنامی و اعلیٰ مراتب امتیاز و اعتبار کے ساتھ گورنمنٹ انگلشیہ کے سروس مین سرفراز رہکر بعد پورا کرنے مدت ۳۲ سالہ ملازمت کے دو سو روپیہ ماہوار کی پنشن پائی۔ چونکہ صیغہ آبپاشی و ہر قسم کے امور انتظامی مین انکا وسیع تجربہ اور اعلیٰ درجہ کی قابلیت مسلمہ تھی بعد حصول پنشن سرکار نظام حیدرآباد دکن مین انکی خدمات کی خواہش ہوئی اور عہدہ (صدر مہتمم تعمیرات) جسکو انگریزی مین (ڈویژنل انجنیر) کھتے ہین دیا گیا آٹھسو روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر ہوئی - وہان بھی بہت کفایت و عمدگی سے کام کیا دیانت و کارگذاری مین نام پایا - خوش اخلاقی نیک مزاجی بے انتہا ملنساری سے جو انکا خاص حصہ ہے رئیس و مرؤس حاکم و محکوم سب مین ہر دلعزیز رہے - ایک مسجد عالیشان خوش وضع اور بہت سے مکانات کچہری وغیرہ بمقام (ہنمکنڈہ) علاقہ سرکار نظام مین تعمیر کرائی جنکو خود حضور نظام اور حکام و واقفین فن تعمیر نے پسند کیا - پھر ہزار روپیہ ماہوار کی تنخواہ پر ترقی پائی اعلیٰ درجہ کی نیکنامی کے ساتھ دس برس وہان کی ملازمت کا تعلق رہا اوسکے بعد بہ پیشی انتظام جدید عہدہ تخفیف مین آگیا الا یا ہ صرف عدم استحقاق قانونی بجلدوی خدمات خاص و بصلہ بے نظیر کارگذاریون کے ما ۱۰۰ روپیہ ماہوار کا وظیفہ مقرر ہوا گورنمنٹ انگلشیہ سے جو اسناد عطا ہوئین اور اعلیٰ حکام یورپین نے انکی نسبت تحریرین کی ہین اونسے انکی خیر سگالی و وفاداری ہوشمندی کاردانی و اعزاز کا ثبوت کافی ہوتا ہے ہم چند اسناد کا اُردو ترجمہ پیش کرتے ہین۔

چھٹی جے پار کر ایکزیکٹو انجنیر نہر گنگ بنام کرنل اسمتھ جنرل سپرنٹنڈنٹ آبپاشی ممالک مغربی مورخہ ۲۴- نومبر ۱۸۵۷ء۔

متعلق محکمہ اپر سنٹرل ڈویژن نہر گنگ کی مین خوشی کے ساتھ بعض اشخاص کے

تام پیش کرتا ہون جنھون نے تمام زمانہ غدر و تکلیف مین جواب گذرچکا ہے نہایت عمدگی سے کام کیا۔ میرے ضلعدار محمد صدیق نے علاوہ الفاظت کرنے نہر کے ایام غدر میں بڑی رقم آبپاشی کی وصول کی اور اوسکے بعد سوائے ایک کے جو نا قابل وصول تھی سب بے باق کرالیا۔

منجانب جی پار کر سپرنٹنڈنٹ اپر سنٹرل ڈویزن بنام آر سی ڈینلوب کلکٹر میرٹھ ۳۰ جون ۵۸ء

دو آدمی سنٹرل ڈویزن نہر گنگ مین ایسے ہین جنکی نسبت میری دلی خواہش ہے کہ مین اونکو انعام ملتا ہوا دیکھون کیونکہ اونھون نے پچھلے غدر مین عمدہ خدمات کی ہین۔ جو ہوشیاری و محنت اونھون نے اپنی چوکیات کے کام جاری رہنے کی بابت اوسوقت کی جبکہ زیادہ حصہ عملہ اور مدد اوس ڈویزن کا بھاگ گیا تھا۔

ان کا نام (محمد صدیق) اور (جوالاسندر) ضلعدار ہے۔ میری خواہش ہے کہ ان کو گاؤن انعام مین دیا جاوے انمین محمد صدیق نے نہایت سرگرمی سے مجھے انتظام درست رکھنے مین مدد دی اور نہر کے آبپاشی کا روپیہ دہلی فتح ہونے کے قبل بہت کچھ وصول کرلیا اور جب دہلی فتح ہوئی مجھے اس قابل کیا کہ کئی ہزار روپیہ کا سرکاری اسباب جو گوجر لوٹ لے گئے تھے اونکی کوشش سے واپس جمع کرسکا۔ مظفرنگر کی سرکاری فوج کی بغاوت کے چند روز قبل جبکہ مین محمد صدیق کی ہمراہ وہان تھا۔ اونھون نے اسبات کا پتہ چلایا کہ یہ فوج غدر کرنے والی ہے اور مجسٹریٹ پولیس کو اطلاع دی۔ اور درحقیقت آٹھ روز کے بعد غدر ہوگیا اور جو انجام معلوم تھا وہ ظاہر ہوا انکی مدد سے پچاس ہزار کا مال سرکاری ہر قسم کا دستیاب ہوا اور بعض مجرم گرفتار ہوئے جسمین کچھ کو سزائے موت دیگئی اور بہت سے اشخاص کو مناسب سزا دی گئی۔

سارٹیفکٹ ۔ محمد صدیق نے گذشتہ زمانہ بغاوت مین مجکو اپر سنٹرل ڈویزن مین انتظام قایم رکھنے مین عملی طور پر بہت زیادہ مدد دی اوسیوقت سے اوس نے مجکو اس قابل کردیا کہ مین ہزارون روپیہ کا قیمتی اسباب جو میرٹھ کی ابتدائی بغاوت مین گوجرون وغیرہ نے

لوٹ لیا تہا دوبارہ واپس لے سکا۔
اسکے علاوہ جنرل ہیواٹ کے لکھنے پر جبکہ بغاوت انتہا کو پھونچی ہوئی تھی۔ ضلعدار مذکور بغیر کسی پس و پیش کے ضلع کو گیا اور نہر کی ذو اسکیپ جو (ہندن) ندی سے ملے ہوئے ہین اوس نے کھولدئے۔ اسبات کے ظاہر کرنے کو کہ یہ ایک خطرناک کام تہا مین اسبات کا ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہون کہ اسکیپ کے کھولنے کے چندہی گھنٹہ بعد دیہاتی چارون طرف سے جمع ہوگئے اور اسکیپ کی کلون کو توڑ ڈالا۔ اگر اسوقت ضلعدار وہان ہوتا تو یقینی اونکا مقابلہ ہوتا اور کوئی عمدہ حفاظت نہونے کی وجہ سے اونکو ضرور صدمہ پہونچتا۔ ۵ جون ۱۸۵۸ء کو میری ہمراہ مظفر نگر گیا اور وہان اوس نے معلوم کر کے حکام کو اطلاع دی کہ بیقاعدہ پیادہ فوج جو اوسوقت وہان مقیم تھی بغاوت پر آمادہ ہے۔ میجر ولیمس جو اوسوقت وہان موجود تھے اسکی تصدیق کر سکتے ہین اور علیٰ ہذا مسٹر شیکسپیر وغیرہ اصحاب جو سول سروس مین ہین اور اوسوقت وہان موجود تھے۔

دستخط جیمس پارک سپرنٹنڈنٹ اپر سنٹرل ڈویزن نہر گنگ ۱۶۔ جنوری ۱۸۶۰ء

پروانہ بنام محمد صدیق ضلعدار نہر مشرقی جمنا منجانب گورنمنٹ ہند دستخطی مسٹر ای۔ سی۔ بیلی سکرٹری مورخہ ۱۹۔ جنوری ۱۸۵۹ء

عزت مآب۔ اسوقت حضور نواب گورنر جنرل بہادر کو میرٹھ کے کمشنر کی رپورٹ نمبری ۴۱۶ مورخہ ۲۰۔ نومبر ۱۸۵۸ء سے معلوم ہوا ہے کہ ایام غدر ۱۸۵۷ء مین تمنے بہت تکالیف برداشت کین اور گورنمنٹ کے اسباب کی حفاظت مین بہت زیادہ کوشش کی باوجودیکہ تمہاری جان معرض خطر مین تھی تاہم تمام ایام غدر تک اپنی کوششون سے بازنہین رہے۔ تمہارے چال وچلن کی یہہ حالت سنکر حضور نواب گورنر جنرل بہادر بہت خوش اور مطمئن وشکر گذار ہوئے۔ تمکو بطور انعام کے ایک بہاری خلعت اور یہہ پروانہ اوسکے اظہار کے واسطے عطا کیا جاتا ہے۔ حضور نواب گورنر جنرل بہادر نے تمکو اپنے اطمینان سے

اسواسطے یاد فرمایا ہے تاکہ اسکی وجہ سے تمہاری عزت افزائی ہو۔

پروانہ بنام منشی محمد صدیق ضلعدار نہر مشرقی جمنا منجانب گورنمنٹ ممالک مغربی وشمالی تخطی انریبل ایم۔ ایڈمانسٹون مورخہ ۱۲۔ اگست ۱۸۶۲ء

اینجانب کو کرنل ٹرن بل سپرنٹنڈنٹ جنرل محکمہ آبپاشی سے معلوم ہوا ہے کہ قحط ۱۸۶۰ء مین تمنے خشک کھیتون مین نہر سے پانی پھونچانے مین از حد محنت اور گورنمنٹ کے قابل قدر اور وفاداری کی خدمت کی۔ اس اطلاع نے اینجانب کو بہت خوش کیا۔ اور یہہ حکم دیا گیا ہے کہ اس عمدہ خدمت کے صلہ مین تمکو چھ مہینہ کی تنخواہ لبطور انعام کے عطا کیجاوے۔ اور تمہارے ساتھ یہہ اظہار اطمینان اسواسطے کیا گیا کہ تمہارے افتخار و اعزاز کی افزونی کا باعث ہو۔

پروانہ عطیہ گورنمنٹ ممالک مغربی وشمالی مورخہ ۱۱۔ اکتوبر ۱۸۶۹ء دستخطی کرنل ڈبلو۔ ڈبلو گریٹے ہیڈ آر۔ ای۔ سکرٹری۔ گورنمنٹ ممالک مغربی وشمالی۔

مابدولت کو معلوم ہوا ہے کہ تمنے ۱۸۶۹ء کے قحط مین نہر کے پانی کی تقسیم کرنے مین نہایت محنت وعقلمندی سے کام لیا جسکی وجہ سے زیادہ اراضی کی آبپاشی ہوئی اور بیچارہ کاشتکار برباد ہونے سے بچ گئے۔ لہذا یہ پروانہ تمکو عطا کیا جاتا ہے تاکہ تمہارے ہمسرون مین تمہارا اعزاز زیادہ ہو۔

منشی محمد صدیق کو ضلع بلندشہر کی تحصیلداری پر نامزد کئے جانے کیواسطے اونکے چال چلن وتعلیمی حالت پر ضلع کے کلکٹر کی رائے

سایل نے عربی فارسی پڑہی ہے اور انجنیری کی تعلیم روڑکی کالج مین پائی ہے۔ اوسکے قوائے درست ہین اور ہر طرح قابل معلوم ہوتا ہے۔

۱۸۵۷ء کے غدر مین اس نے اپنے آپ کو ایک وفادار نوکر ثابت کیا جسکے صلہ مین سرکار

کی جانب سے ایک خلعت قیمتی ایکہزار روپیہ اور ایک سفارشی پروانہ عطا ہوا۔ تین چار مرتبہ خود اپنے ہی محکمہ نہر مین ہندوستانی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ کیواسطے سفارش کی گئی۔ سنہ ۶۱ و ۱۸۶۰ع کے قحط مین اوسکی عمدہ خدمات کے صلہ مین اوسکو چھہ مہینہ کی تنخواہ اور ایک پروانہ گورنمنٹ کا بطور انعام عطا کیا گیا۔

محمد صدیق نے بہت عرصہ تک محکمہ نہر مین ملازمت کی ہے اور نہایت اعلیٰ درجہ کا چال چلن بلحاظ مستعدی۔ عقلمندی و راستبازی رہا ہے جیسا کہ اوسکے سارٹیفکٹون سے ثابت ہوتا ہے مجکو جو اوسکی بابت عمدہ اطلاعین ملین اونھون نے مجکو آمادہ کیا کہ ضلع کے موجودہ انتظام مین اوسکو نامزد کرون۔ اور اگرچہ وہ یہان تھوڑے عرصہ تک رہا ہے لیکن پھر بھی اوسنے اپنے آپکو نہایت قابل حاکم ثابت کیا ہے۔ اور بلاشبہ وہ تحصیلداری کا کام اچھی طرح کرے گا۔

دستخط ایچ۔ بی۔ ویبسٹر قایمقام کلکٹر میرٹھ

مین محمد صدیق ڈپٹی مجسٹریٹ نہر گنگ سے تین سال سے واقف ہون۔ وہ نہر کے ڈپٹیون مین مجسٹریٹی اور مال دونون کامون مین سب سے اعلیٰ درجہ کے ڈپٹی ہین۔ وہ انجنیری کے کام مین بلاشبہ ایسے ہی ہوشیار ہین جیسے کہ ترتیب محنت اور خوش انتظامی مین۔ اعلیٰ درجہ کے یورپین اسسٹنٹونکی برابر ہین۔ اور درحقیقت مین اچھی طرح کہہ سکتا ہون کہ وہ فیصدی نوّے اسسٹون پر ترجیح کے قابل ہین۔ مین اونکو ہر ایک کام کے واسطے مناسب آدمی خیال کرتا ہون۔ اور بوجہ اونکا دوست ہونے کے اونکی ترقی کی خبر سنکر بہت خوش ہونگا

دستخط جی۔ ڈبلیو روس۔ لفٹننٹ۔ آر۔ ای۔ ایکسیکٹو انجنیر

سارٹیفکٹ جو دربار قیصری مقام دہلی مین عطا کیا گیا

حسب الحکم حضور نواب وائسرائے و گورنر جنرل بہادر یہہ سارٹیفکٹ منجانب حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند مدظلہا۔ محمد صدیق پسر ممتاز علی خان ساکن ضلع میرٹھ کو بصلہ خیرخواہی اور پسندیدہ اوصاف کے عطا کیا جاتا ہے۔

دستخط جارج کوپر مورخہ یکم جنوری سنہ ۱۸۷۷ع

سارٹیفکٹ عطائے خطاب خان بہادر

بنام محمد صدیق انریری اسسٹنٹ انجینیر و ڈپٹی مجسٹریٹ محکمہ آبپاشی ممالک مغربی و شمالی مورخہ ۱۶- فروری ۱۸۸۶ء مقام فورٹ ولیم-

تمہاری ذاتی اوصاف کیوجہ سے اینجانب نے تمکو خطاب ''خان بہادر'' عطا فرمایا-

دستخط ڈفرن - وایسرائے وگورنر جنرل ہندوستان

{مہر گورنمنٹ ہند}

سارٹیفکٹ بابت خدمات ریاست حضور نظام دکن

حیدرآباد دکن - ۱۶- اکتوبر ۱۸۹۶ء

میرے دوست خان بہادر- مجھے آپکو اسبات کا سارٹیفکٹ دینے کی بہت خوشی ہے کہ آپنے میری ماتحتی مین (حضور نظام کے پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ) مین ڈویزن (ورنگل) کے عہدہ ڈویژنل انجنیری کا کام ۱۸۹۵ء سے انجام دیا اس عرصہ مین جبکہ یہ بڑا کام آپکی ذمہ داری مین تہا مجکو آپکے طرز عمل سے جس سے کہ آپنے اپنے کام کو انجام دیا ہر طرح اطمینان رہا- آپ کی زیر نگرانی تین بڑے بڑے آبپاشی کے ضلع تھے اور اپنے معائینہ کے دورون پر اون اضلاع کے مختلف کامون کی نسبت جو یادداشتین کہ آپنے بنائی ہین اور جو تجاویز کہ آپنے پیش کی ہین- وہ میرے واسطے بہت کارآمد ہوئی ہین - حیدرآباد کے قیام کی وجہ سے جو دوستی کہ میری اور آپکے درمیان ہوگئی ہے اوس کا خیال کرکے مجھے ہمیشہ خوشی ہوا کرے گی اور مجھے یقین ہے کہ کبھی نہ کبھی ہم دونون دوبارہ ملین اور اوس دوستی کو ازسرنو تازہ کرین- مجکو آپ ہمیشہ اپنا خیرخواہ سمجہین-

آپکا سچا دوست جارج پامر- ایم- سی- ای

چیف انجنیر پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ- ریاست حضور نظام

ایضاً - نیم سرکاری نشان - مورخہ ۱۵- دسمبر ۱۸۹۹ء

مکرمی خان بہادر محمد صدیق صاحب ڈویژنل انجینیر تعمیرات سرکار عالی۔
حسب الحکم نواب مدارالمہام بہادر سرکار عالی۔ آپکو لکھا جاتا ہے کہ نواب صاحب افسوس کرتے ہین کہ آپکی قیمتی خدمات زیادہ مدت تک نہین رہ سکین۔ چونکہ آپکی مدت ملازمت کا زمانہ دس سال کا ہے۔ بموجب پنشن کوڈ کے دس مہینے کی تنخواہ بطور انعام کے آپکو دیجا سکتی ہے۔ لیکن آپکی بیمثال کارگذاریان اور بالخصوص تعمیر مکانات اعلیٰحضرت بندگانعالی مدظلہ العالی۔ واقع (ہنمکنڈہ) کا لحاظ کر کے نواب مدارالمہام بہادر بطور خاص پنشن کی سفارش کرنا چاہتے ہین علاوہ اسکے آپکے چھوٹے بچون کی تعلیمی وظیفہ کی سفارش بھی بخدمت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی فرماینگے فقط
شرح دستخط اپنا مخلص دوست سید علی معتمد تعمیرات وریلوے ومعدنیات سرکار عالی

اسکے بعد ہم اوس رپورٹ کی نقل کرتے ہین جو صاحب معتمد تعمیرات و وزیر دولت آصفیہ نے انکی پنشن یعنی وظیفہ حین حیاتی کی بابت حضور نظام مین بھیجی ہے وہو ہذا لنشان ۵۶
خان بہادر محمد صدیق خانصاحب ڈویژنل انجینیر صوبہ شرقی اوس انتظام کی روسے جسمین بہی عہدہ تخفیف کرائے گئے تھے سال گذشتہ تخفیف مین آگئے تخفیف کے وقت خان بہادر صاحب کی مدت ملازمت دس سال کی تھی از روے سارٹیفکٹ ڈاکٹر لاری صاحب کے اونکے قوائے جسمانی وروحانی نہایت اچھی حالت مین ہین اور اگر اونکا عہدہ تخفیف مین نہ آجاتا تو وہ بخوبی اور پانچ سال تک کام کرنیکے لایق تھے اور اوسوقت اونکو حسب ضابطہ وظیفہ ملنے کا حق ہوجاتا مگر سرکاری ضرورت کی وجہ سے اوس حق حاصل کرنے سے باز رکھے گئے سرکار انگریزی مین بہی جسوقت مصالح ملکی و سرکاری سے کوئی انتظام ہوتا ہے اور تخفیف عمل مین آتی ہے تو ایسے اشخاص کے ساتھ جو باوجود قابلیت ملازمت کے علیحدہ کردے جاتے ہین غیر معمولی رعایت کی جاتی ہے اور بعض اوقات سات اور آٹھ سال کی ملازمت مین بہی وظیفہ دیا جاتا ہے پس اس قسم کی رعایت

کا کیا جانا خان بہادر صاحب کے حق مین خلاف ضابطہ نہین ہے لیکن علاوہ برین خان بہادر صاحب کی خدمات دس۱۰ سال تک مخصوص قابل تعریف رہے ہین اور اونھون نے نہ صرف اپنی ڈویژنل انجنیری کا کام انجام دیاہے بلکہ بطور خاص اعلی حضرت قدر قدرت کی عمارتون کی تیاری مین ذاتی کوشش کی ہے اور اعلی حضرت نے کئی مرتبہ اونکی کارگذاری پر اظہار خوشنودی فرمایا ہے بلکہ ہمیشہ اونکے بچو نپر مرحمت خسروانہ مبذول فرمائی ہے پس ان خدمات کی وجہ سے اونکی حالت بھی خاص ہو جاتی ہے اور بعوض انعام اونکو وظیفہ دیا جائے تو بعید از قدر دانی نہ ہوگا ان لحاظات سے فدوی سفارش کرتاہی کہ خان بہادر کو جو ایک عالی خاندان شخص ہین اور جو نہایت خدا پرست اور عابد اور پرہیزگار ہین اور جنکی کارگذاری اعلی درجہ کی ہے۔ ما۱۵ ماہانہ وظیفہ تا حیات عنایت کیا جاوے تاکہ بقیہ عمر کو آسایش سے بسر کرین اور دعائے دولت ابد مدت مین مصروف رہین۔ سید علی معتمد تعمیرات و ریلوے و معدنیات سرکار عالی

از طرف نواب اقبال الدولہ بہادر بہ عالیجناب حضرت بندگان عالی مدظلہ التعالے خان بہادر محمد صدیق سابق ڈویژنل انجنیر صوبہ شرقی کے متعلق جو گذارش معتمد تعمیرات نے پیش کی ہے اوسکو خانہ زاد حضرت پیر و مرشد کے ملاحظہ مین گذرانتا ہے حضرت خداوندی خان بہادر صاحب کی کارگذاری اور حالت سے بہ نفس نفیس واقف ہین خانہ زاد کو بیان کی حاجت نہین ہے اور فی الواقع بہ معاوضہ اونکے خاص خدمات کی اگر حسب رائے معتمد تعمیرات ما۱۵ کا وظیفہ مرحمت فرمایا جاوے تو موجب قدردانی ہوگا۔ دستخط خانہ زاد موروثی اقبال الدولہ

المختصر اب اپنے وطن میرٹھ مین باعزاز و احترام تمام آرام فرماتے ہین جیسا کہ خداوند تعالے نے انکو با اقبال کیا ہے اولاد کی طرف سے بھی پورا تمتع دیا ہے دس لڑکے اور آٹھ لڑکیان اسوقت موجود ہین انمین سے اکثر جوان و صاحب اولاد اور گورنمنٹ انگلشیہ و حضور نظام

کی سروس مین آگئے ہین بعض تعلیم پاتے ہین اور صغیر ہین۔ عمر ستتر سے گذر گئی ہے
لیکن بفضلہ تعالیٰ قوے صحیح اور طبیعت اوسیطرح شگفتہ وجوان ہے غایت زندہ دلی
وخوش مزاجی سے حزن ملال کو انکے سراپردہ خاطر مین ذرا بھی دخل نہین۔ سب سے
بڑی بات یہہ ہے کہ مشاغل صوری نے ذوق معنوی سے غافل نہین کیا جو موجب حصول
سعادت اُخروی ہے مذہب کے پابند ادائے لوازم مذہبی کے دل سے شایق پیشوایان
دین کے ساتھ ادب ومحبت رکھنے والے مساکین وضعفا کے دستگیر ہین یہ برگزیدہ باپکے
بہت سے اوصاف انمین پائے جاتے ہین موجودہ وقت مین ایسے ہی کچھ لوگ ہین جنکی
رفتار وگفتار افعال واعمال ہست وبود سے اسلاف کے اوصاف ستودہ کا پتہ ملتاہی

حافظ محمد روح اللہ خان المخاطب بہ خان بہادر حاجی محمد ممتاز علیخان کے دوسرے

بیٹے حافظ قران مجید وحاجی حرمین شریفین صاحب علوم عربیہ وفارسیہ دانشمند لطیف طبع مدبر
مال اندیش منتظم صواب بین خوشخو متواضع ومہمان نواز ہمہ تن خیر ہین حُب قومی مین سنہ ۱۲۹۴ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۷۷ء واسطے تعلیم وتربیت اطفال قوم ودرس قرآن وعلوم مذہبی ودیگر فنون فارسی
وریاضی وانگریزی جو کسب معاش کیواسطے ضروری ہین اپنے وطن (میرٹھ) مین چندہ سے مدرسہ
قایم کیا اور خیر الناس من ینفع الناس کے مصداق بنے۔ جب چندہ سے کام چلتا ندیکھا انکے
(اچھا وہ آدمی ہے جو آدمیونکو نفع پہونچائے)
والد ماجد نے جو مشہور مخیر اور حسنات وبرکات مین ممتاز دوران تھے اپنی ایک معقول جائداد مصارف
مدرسہ کے واسطے وقف کرکے ۱۲۔ رمضان سنہ ۱۳۰۲ ہجری مطابق ۲۴۔ جون سنہ ۱۸۸۵ء وقفنامہ لکھکر
باضابطہ رجسٹری کرادیا۔ اور اپنے فرزند رشید بانی مدرسہ کو اوسکا متولی ومنتظم مقرر کیا چنانچہ
یہہ مدرسہ ۲۳۔ برس سے بخوبی جاری ہے اور اوس کا فیض عوام پر ساری ہے ہند سے لیکر بنگال
وسند تک کے طلبا اس مدرسہ سے اسناد حاصل کرچکے ہین۔

بنا رمدرسہ کی تاریخی نظم طبعزاد محمد راضی کنبوی مارہروی مختار عدالت اٹاوہ سے

جسقدر مکتب پُرانے تھے یہان	ایک کا بھی تو نہ باقی تھا نشان
سن اٹھارہ سو ستتر عیسوی	

بارہ سو چورانوے [۱۲۹۴] ہجر نبیؐ
آئی لڑکون مین بہت آوارگی
دلمین روح اللہ خان کے شاق تہا
صرف کرکے وقت جاری کردیا
پر رہا چندے ہی اوسکا اہتمام
حضرتِ والد سے یون کی التجا
جنمین خیر و خُلق دونون تہے بہم
الغرض بیٹے کی سنکر التجا
جو سہے قیمت اور منافع مین گران
بیس [۲۰] سے سولہ [۱۶] دئے اوسکی سہام
چار تیرہ سو [۱۳۰۴] سے اوپر ہجر تہی
وقفنامہ ضابطہ سے لکہدیا
مدرسہ قایم ہے لڑکے ہین نہال
درس ہے قرآن کا تفسیر کا
مثل صرف و نحو اور علم ادب
فارسی اُردو ضروری انتخاب
اکثر اونمین سے بہت اعلیٰ ہوئے

جب ہوئی ہر اک پہ یہ بات آشکار
ہتی جہالت سب پہ یکسر چہا گئی
یک بیک ممدوح نے باندہی کمر
قوم کی خاطر یہان یہ مدرسہ
پہر سمجہکر عارضی چندے کا حال
یہ کہین ابتر نہو میرا کیا
نام ممتاز اول آخر مین علیؑ
بندوبست مدرسہ ایسا کیا
حضرت مرحوم کی وہ ملک تھی
ہاتہ مین بیٹے کے سونپا اہتمام
بارہوین [۱۲] تاریخ تھی رمضان کی
تکملہ قانون رایج سے کیا
لازمی اسمین ہوئی تعلیم دین
اور حدیث و فقہ پر تنویر کا
عالم و فاضل بنے لڑکے یہان
اور ادنی درجہ انگلش اور حساب
آج عہدون پر وہ سب ممتاز ہین

وہ نہ مکتب تھے نہ وہ اونکی بہار
ڈہنگ یہ تعلیم کا بگڑا ہوا
اور جی سے کوششین کین اسقدر
کچھ کیا چندہ سے پہلے انتظام
کیونکہ دیتے وقت ہوتا ہی ملال
والد ماجد تھے اک ابر کرم
تھے اسی برکت سے سچ ہے وہ سخی
ہے اتالس نام کی کوٹھی یہان
واسطے تعلیم کے موقوف کی
تھی اٹھارہ سو ستاسی [۱۸۸۷] عیسوی
اور مطابق اوسکے پہر جون تھی
ہو گئے جاری ہوئے تیئیس [۲۳] سال
دیکھ لے پڑھ کر نہو جسکو یقین
سب سے تعلیم زیبا نہائے عرب
جانتا ہے جسکو ہر پیر و جوان
پڑھ کے اسکولون مین جو لڑکے گئے
اونپہ در ہائے کشایش باز ہین

قطعہ تاریخ

باچنین امداد این سعی بلیغ
چون شد استحکام از فضلِ خدا
سال اجرا آمدہ از روی وہب
مرحبا خانِ بہادر با صفا
۱۲۹۴ھ

ولہ

یہ روح اللہ خان نے روح پہونکی
جو پہر قایم یہان پر درسگہ ہے
جہان مسدود ہے تعلیم کے باب

دہان اب علم کا یہ غلغلہ ہے	کہ زیب سر ہے دستار فضیلت	ہر اک لڑکا یہان کا رو برہ ہے
جبینین ہو رہی ہین نور الانور	فلک سے اونچی کچھ اونچی کلہ ہے	اگر غیرت وہ خورشید ہے ایک
تو اونہین دوسرا بھی رشک مہ ہے	مہیا جب یہ سامان ہون تو بیشک	نہ پڑہنا کفر نعمت ہے گنہ ہے
اوٹھو اے نوجوانو آؤ ڈہونڈو	کہ علم دین کا یان لگتا پتہ ہے	سنبہالو قوم کو رستہ پہ لاکر
بہت پہلی ہوئی ہے اور تہ ہے	سر جدت سے دو شہرت جہانمین	کہلا میرٹھ مین قومی مدرسہ ہے ۱۲۹۴ھ

ولہ

عالم علم شریعت عامل احکام حق	حافظ و حاجی بیت اللہ روح اللہ خان	چون پئے تعلیم قوم این مدرسہ بنیاد کرد
آفرین کردند بر بازو ئے او روحانیان	اے زہے این درس گہ کز فیض این عالی قوم	بستہ دستار فضیلت گشتہ یکتائے جہان

گفت راضی سال بنیا دش زروی انبساط	مدرسہ قومی خداوندا بماند در جہان ۱۲۹۴ھ

خانگی انتظامات و امراض دایمی کی وجہ سے ملازمت گورنمنٹ کی طرف انھون نے توجہ نہین کی الاعقل صلاح فکر سلیم ذہن ذکی پایا ہے نظم و نسق کا پورا ملکہ اور کامل تجربہ حاصل ہے انتقال پدری کے بعد نظر بہ قابلیت فطری و جوہر معاملہ دانی حکام وقت نے وایس پریسیڈنسی مینوسپل کمشنری و انریری مجسٹریٹی شہر اٹاوہ کے واسطے انہین کو تجویز کیا اور گورنمنٹ نے منظور فرمایا چنانچہ جانشین پدر نامور ہو کر خدمات متعلقہ کو نہایت خوش اسلوبی سے حسب پسند گورنمنٹ انجام دے رہے ہین اہل شہر رئیس و مرؤس ہندو مسلمان ہر طبقہ کے لوگ راضی و خوش ہین شہر مین اول درجہ کا اعزاز ہے گورنمنٹ کے ساتھ انکا عمل خیر خواہانہ اور وفادارانہ ہے سنہ ۱۸۹۶ء کے قحط مین نہایت ہوشمندی سے انتظام کیا اور مصیبت زدون کی امداد مین کوشش بلیغ کی اوسکی جلد مین ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ قیصرہ ہند مدظلہا کی حضور سے سارٹیفکٹ خوشنودی مزاج کا عطا ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

سارٹیفکٹ ہذا منجانب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند مدظلہا۔ بحکم حضور پرنور ہنر اکسلنسی وایسرائے گورنر جنرل بہادر حاجی حافظ محمد روح اللہ خان صاحب ولد حاجی ممتاز علیخان صاحب متوطن

اٹاوہ کو اون خدمات کے صلہ مین عطا کیا جاتا ہے جو خانصاحب موصوف نے کار امدادی قحط مین کین

۲۱-جون ۱۸۹۷ء- دستخط اے-پی میگڈانل صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر

پھر فروری ۱۸۹۸ء مین خان بہادر کا معزز خطاب دیا گیا ہے۱-فروری ۱۸۹۸ء کو بمقام الہ آباد لفٹنٹ گورنر بہادر کے دربار مین اوسکی سند عطا ہوئی جسکا ترجمہ درج ذیل ہے-

سند بنام حاجی حافظ محمد روح اللہ خان ساکن اٹاوہ ممالک مغربی وشمالی-مین بطور ذاتی امتیاز کے خان بہادر کا خطاب آپکو دیتا ہون-

دستخط وایسرائے گورنر جنرل ہند یکم فروری ۱۸۹۸ء

ہم انکی ستایش مین کلام کو طول دینا نہین چاہتے حکام وقت کی چند چہٹیات انگریزی کا اردو ترجمہ لکھے دیتے ہین جس سے ناظرین خود فیصلہ کرلین گے-

حافظ روح اللہ خان تین برس سے انریری مجسٹریٹ اور وایس پریسیڈنٹ مینوسپل بورڈ ہین یہ ممتاز علیخان کے بیٹے ہین اور مثل اپنے باپ کے خیر خواہ سرکار و محنتی رئیس شہر ہین مین اونکو جانتا ہون جب سے اٹاوہ مین آیا ہون-یہہ ہوشیار اور مشکور کرنے والے ہندوستانی جنٹلمین ہین- سی-سلبرڈ قایمقام جنٹ مجسٹریٹ ۹-نومبر ۱۸۹۷ء

حافظ محمد روح اللہ خان مسلمانان اٹاوہ کے لیڈر ہین اور مذہبی تہوارون کے انتظام کرنے کے واسطے نہایت موزون ہین- مسٹر شیرنگ کلکٹر

حافظ محمد روح اللہ خان شہر کے مسلمانون مین با اثر شخص ہین اور حکام کے احکام کی موافق اپنے اثر کو کام مین لاتے ہین- مسٹر جی برون کلکٹر

جناب من-مین آپکا نام اعزازی گزٹ کی فہرست مین دیکھکر نہایت خوش ہوا-اور مین آپکو خطاب پانے کی بابت مبارکباد دیتا ہون-آپنے ایام قحط سالی مین کار نمایان کیا-مین اسوجہ سے بالخصوص زیادہ خوش ہوا کہ آپنے مجھے ایام کلکٹری اٹاوہ مین ہمیشہ قیمتی مدد دی اور مین ہمیشہ آپکی خیریت سنکر خوش ہوتا رہونگا- برون ۸-جنوری ۱۸۹۸ء مرزاپور

آپکو خطاب پانے کے بین مبارکباد دیتا ہون آپنے جو خدمات کین اوسکی وجہ سے آپ خطاب کے مستحق تھے اور آپکے والد سے ہر شخص محبت کرتا تھا ۔ پامر سپرنٹنڈنٹ انجنیر ۸ - جنوری ۱۸۹۹ء
میرے دوستو یہ یاد رہے کہ جو لوگ نیک نیتی سے مذہب کے سچی اصولون کے پابند ہین وہ ہمیشہ اپنی گورنمنٹ کے وفادار رہتے ہین -
حافظ ظہور الاسلام تیسرے بیٹے ممتاز علیخان کے حفظ قرآن مجید وحج بیت اللہ کا شرف حاصل ہے گورنمنٹ انگریزی سے عہدہ تحصیلداری پر ممتاز اور دیانت مین معروف ہین تواضع مہمان نوازی بے تکلفی انکا ذاتی جوہر اور موروثی حصہ ہے عبادت ومجاہدات ذکر اللہ مین ہمنفس درویشان ریاضت کش ہین -
حاجی محمد صاحب علی خان ابن نذر علیخان (مارہرہ) انکا مولد وموطن ہے ممتاز علیخان اور یہ ہم جد ہین ۱۲۲۹ ہجری و ۱۸۱۴ء مین پیدا ہوئے - قدوۃ العارفین حضرت سید شاہ آل احمد حضرت اچھے صاحب قدس سرہ العزیز مارہروی نے انکا نام رکھا اور صاحب اقبال ہونے کی پیشین گوئی کی تھی چنانچہ اوس کا ظہور بوجہ اتم ہوا - شاہجہان پور مین تعلیم پائی فارسی مین کامل دستگاہ اور عربی مین کافی لیاقت تھی ادب فقہ صرف ونحو اچھے جانتے تھے حدیث تفسیر وغیرہ مین دخل نہ تھا - تعلیم سے فارغ ہوکر شاہجہانپور مین شاہ عبد الرحمن نقشبندی سے بیعت کی - ملازمت گورنمنٹ انگلشیہ کو ذریعہ معاش ٹھیرایا انکے باپ کمسٹریٹ مین گماشتہ تھے ابتدائی زمانہ اونکے ساتھ گذرا چند غیر مستقل نوکریون کے بعد اولاً اٹاوہ مین اور وہان سے چھوڑ کر بجنور مین سررشتہ دار کلکٹری ہوئے - اور ۱۸۵۸ء مین جبکہ غدر پڑا الہ آباد مین سررشتہ دار کلکٹری تھے ۱۸۵۹ء مین تحصیلداری پر ترقی پائی - اور الہ آباد سے فتحپور بدل گئے ۱۸۶۴ء مین بجلدوی خیر خواہی ایام غدر ایک دیہہ موسوم بہ (شیوورای) پرگنہ مارہرہ تحصیل وضلع ایٹہ بشرط ادائے مالگذاری گورنمنٹ انگلشیہ سے عطا ہوا اور ایک تلوار مع خلعت دی گئی ۱۸۶۱ء مین تحصیل کوڑا جہان آباد سے ایک برس کی رخصت لیکر مع اہل وعیال بیت اللہ گئے

اور بعد حصول زیارت حرمین شریفین مع الخیر مراجعت کی ۱۸۷۲ء مین تحصیل مچہلی شہر ضلع جونپور سے حسب قانون پچپن سالہ پنشن لیکر خانہ نشین ہوئے - اوسی سال مارہرہ مین میونسپل کا انتظام ہوا تہا حسب ارشاد مسٹر ہوبرٹ صاحب کلکٹر ایٹہ اوسکی سکرٹری منظور کر کے ۱۸۸۱ء تک اوس کام کو حسن و خوبی سے انجام دیا پہر مستعفی ہو گئے - بالجملہ نہایت خوش اخلاق نیک مزاج اور صوم و صلواۃ کے نہایت پابند تھے سفر و حضر مین تہجد اشراق قضا نہوتا تہا پانی برسے یا اندہی چلے کوئی حالت مسجد جانے سے انکو روک نہ سکتی تھی پانچون وقت نماز باجماعت ادا کرتے قرض حسنہ اسطرح دیتے کہ کسیکو خبر نہوتی - ایکدن قیلولہ کیا خواب مین دیکھا کہ ایک عورت جمیلہ کہڑی ہوئی بلا رہی ہے بیدار ہوکر خود ہی تعبیر کہی کہ سفر آخرت کا بلاوا ہے چند روز بعد اس واقعہ کے بخار آیا درد سر کی شدت ہوئی شب دوشنبہ طبیعت زیادہ بگڑی غفلت طاری ہو گئی ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۴ء رہگرائے عالم بقا ہوئے - ص

بریں رواق زبرجد نوشتہ اند بزر	کہ خبر نکوئے اہل کرم نخواہد ماند

دو نسخہ ذکر میلاد گرامی اور ایک تذکرہ شہادت مین انکی تالیف سے یادگار ہین -

غازی الدین حسین خان نذر علیخان مارہروی کے دوسرے بیٹے ۱۲۳۹ھ و ۱۸۲۴ء مین پیدا ہوئے مارہرہ مین نشو و نما و تربیت و تعلیم پائی - بعد تحصیل علم گورنمنٹ انگریزی کی ملازمت مین آئے عرصہ تک پنجاب مین ملازم بندوبست رہے پہر تہانہ دار پولیس ہوگئے غدر کے بعد الہ آباد مین سلسلہ ملازمت قایم ہوا پہلے نائب تحصیلدار اوسکے بعد تحصیلدار پہر بندوبست کے ڈپٹی کلکٹر ہو گئے - بڑے ہنس مکھ اور انتہا درجہ کے خوش مزاج تھے ہر کس و ناکس کے ساتھ نہایت اخلاص و انکسار و خاطر و مدارا سے پیش آتے ہر ادنیٰ و اعلیٰ کے ساتھ بکمال خلوص و محبت بات بات پر قہقہہ لگاتے دستر خوان کشادہ تہا خویش و بیگانہ جو آتا برادرانہ لطف سے اوسکو شریک فرماتے - خلق اللہ کو نفع پہونچانا

انکی فطرت مین داخل تھا جو کمایا خیرات و حسنات مین لٹایا جو گیا محروم نہ پھرا۔ انکے ذریعہ سے ایک جماعت کثیر گورنمنٹ کی سروس مین آئی اکثر اونمین سے ترقی یاب ہوکر اب عہدہ ہای جلیلہ پر ممتاز ہین۔ گورنمنٹ کے کام کو اپنے سب کامون یہانتک کہ کہانے پینے پر فوق دیتے تھے۔ لیکن نماز کے وقت کیسا ہی اہم کام ہوتا چھوڑ دیتے دورہ مین نماز کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا اور قنات کھڑی کر کے مخصوص ایک مسجد مرتب کی جاتی تھے۔ بحالت ڈپٹی کلکٹری رخصت لیکر حج کو گئے بعد فراغ حج کعبہ و زیارت روضۂ رسول مقبول مدینہ طیبہ سے واپسی کے وقت راہ مین بخار آیا مکہ معظمہ پہونچکر شب دوشنبہ ۱۲۹۲ ہجری مطابق ۱۸۷۵ء داعی اجل کو لبیک اجازت فرمائی اور داخل فردوس برین ہوے چونکہ طبیعت لطیف پائی تھی شعر و سخن کا مذاق تہا اکثر تاریخ لکھتے اور اوسپر مصرعہ موزون کرتے انکے اشعار خالی از لطف نہوتے تھے۔ مولوی عبد الجلیل مارہروی نے جو اوسوقت ضلع (الہ آباد) مین منصرم بندوبست تھے اور اب (بنارس) مین ڈپٹی کلکٹر ضلع ہین انکے حالات سفر و ذکر انتقال مین ایک نظم دلکش موسوم بہ (ذکر مسافر) لکھی ہے چند اشعار اوسکے انتخابًا یہان درج کئے جاتے ہین۔

به ہندستان یکے بود است صوفی طبع صافی دل
مطیع حضرت یزدان معین ملت بیضا

باحکام خدا غالی علم باسم غازی الدین
خدارا بندۂ تابع نبی را چاکر شیدا

بجود وافر و لطف اتم ممدوح در عالم
بعدل و داد و انصاف و کرم مشہور در دنیا

ز مرزان خدا ہمت طلب کردہ کمر بستہ
ز ہندستان روان گشتہ بسوی یثرب و بطحا

رسیدہ تا در یزدان گہے گریان گہے خندان
چو در وجد و طرب رندان بدل جوش و بسر سودا

حجر را گاہ بوسیدہ حرم را گاہ گردیدہ
جبین بر خاک مالیدہ چشیدہ آب زمزم را

گہے کردہ نماز آنجا بصد شوق و نیاز آنجا
گہے ماندہ دراز آنجا دیدہ گہہ صفا مروا

زہے سوئے تراشیدہ گنہ اندوش پاشیدہ
الم اندل خراشیدہ بجستہ از غم فردا

زخار ار یزہا کردہ زریک تا ہفت آوردہ ‏ بہ ابلیسِ سیہ جردہ زدہ آن ریزۂ خارا
بہ لطف وشکر یزدانی شدہ فارغ زقربانی ‏ بہ ظاہر انچہ میدانی بباطن فکر بخمینا
ازان پس در حرم آمد پئے تعظیم خم آمد ‏ بصد شوقِ اتم آمد کشیدہ از جگر آوا
بخالق گفت کاے خالق تو میدانی کہ من چونم ‏ دل وجان چلگی خونم ازین رنج روان فرسا
کہ چون عمرم شود آخر روان گردم ازین عالم ‏ بنا شد خاکِ مکّہ بعد مرگم مدفن و ماوا
کنون مارا اجازت دہ کہ آرم روسوئے یثرب ‏ روم بر روضۂ شاہِ جہان و خسروِ عقبیٰ
غرض آمد برون زان خانۂ ممتاز وراہی شد ‏ بسوئے مرقدِ اقدس زفرقِ خود نمودہ پا
چو طے شد وادئ ہجران رسیدہ این سفر پایان ‏ عیان شد روضۂ تابان درخشان چون مہِ رخشا
زہے آن روضۂ اقدس زہے آن مرقدِ علیا ‏ بشان وقدر چون عرشِ مجید وگنبدِ خضرا
مبارک چون لبِ عیسیٰ مطہّر چون دلِ مریم ‏ معظّم چون تنِ آدم۔ مکرّم چون سرِ حوّا
منور چون قمر۔ انور برنگِ خسروِ خاور ‏ مقدس چون حرم۔ اقدس بسانِ مسجدِ اقصیٰ
زیارت کرد و حاصل کرد از عمرِ روان بہرہ ‏ برخ مالیدہ خاکش از جہنم گشت بے پروا
دل وجانش شدہ روشن پُر از انوار شد دامن ‏ بسانِ وادئ ایمن بشکلِ سینۂ سینا
غرض آن مردِ عاشق راز درگاہِ رسولِ حق ‏ برون آوردہ واویلا جدا افگندہ وادردا
برون آمد ازان درگہ نہ شخصے از درِ خانہ ‏ جدا شد از لبِ دریا مگر رنجورِ استسقا
بدل خارے خلید از غم بجان دردے رسید از غم ‏ زمژگان خون چکید از غم فتادہ آتش زسرتاپا
ازین ہجر و ازین آتش ازین سوز و ازین حرمان ‏ دلش خون وجگر داغ و تنش خستہ بہ لب غوغا
بجان آمد زبیماری گزشتہ کارش از زاری ‏ شدہ مرگے برخ طاری زہجرِ آن مہِ زیبا
چو در مکّہ فرود آمد سرانہ در سجود آمد ‏ برون از جانش دود آمد گزشت از جانِ غم دیوا
برب کعبہ جان دادہ بہ شوقِ بیکران دادہ ‏ بعشقِ آن فلان دادہ جزی اللّٰہ لہٗ خیرا
جزائے جانِ پیمبر شد جمالِ روئے انور شد ‏ جوارِ قرب داور شد زہے بود و زہے سودا

دعائے این مسافر را اجابت ساختہ یزدان — کہ شد در مکہ اش مدفن بخاک جنت الماوا

من غمدیدہ بودم در الہ آباد کا در دند — خبر از مرگ آن رہرو از آن اقصی باین اقصی

زمین و آسمان تاریک شد در دیدہ ام از غم — نبودہ ہوش من قایم نماندہ عقل من برجا

گہے از دل بر آوردم فغان حشر برپائی — گہے از دیدہ بیرون ریختم اشک جگر آلا

گہے از چشم ہایم جوش زد دریائے خونینی — گہے از سینہ ام برخاست شور صور شیون زا

دلم شد مرلسبر آشفتہ زین شنقار غم پرور — بسان خاطر وامق برنگ طرۂ عذرا

درین غم مبتلا بودم کہ در گوشم ندا آمد — مگر دیوانہ اے مرد کامل معرفت دانا

چو مے بینی کہ ہر جاندار را آخر فنا آید — ملال رفتگان تا کے کنی تا چند واویلا

ز خاور بردہد نیر بقعر باختر ریزد — شود ہم منتہائی روز روشن تا شب یلدا

فرو افتند روزی ہم ز بالا انجم و پروین — بہم پیچند آخر ہم بساط گنبد مینا

مرا این پند ناصح سودمند آمد ولے گفتم — نمے دانی تو درد ہجر و رنج فرقت بابا

عزیزم داشت چون جانی گرامی ہمچو ایمانی — لطیفم چون اخ و الا شفیقم بُد پدر آسا

خداوندا باولادش بکن اقبال ارزانی — کہ مے فہمند شان ما و میدانند قدر ما

مرا ہم بارخ نیکوئی شان مہریست مستحکم — مرا ہم باقد دلجوئی شان عشقیست مستولی

شب فکرم بپایان آمد و شد داستان آخر — طلوع صبح شد بر آسمان چون بیضۂ بیضا

ہماندم قبلہ رو گشتیم و شد لبہائے من گویان — بہ تسبیحی کہ بُد سبحان و ہم بُد ربی الاعلی

سپس از بہر آن زائر بجستم از خدا غفران — بحق رحمت یٰسین بفضل سورۂ طٰہٰ

اس ہر دلعزیز و باعث فخر قوم نے پانچ فرزند چھوڑے **اکرام الدین حسین خان** بڑے بیٹے اقبال و اقتدار مین ہم پہلوئے پدر نامدار تھے سررشتہ داری تحصیلداری اور عہدۂ جلیلہ منصفی پر ممتاز رہے ذہانت و فطانت مین باپ سے بڑہے ہوئے تھے اخلاق بھی اچھا تھا طبیعت موزون پائی تھی مثل پدر تواریخ نظم کرنیکا ذوق تہا بحالت منصفی شاہ آباد ضلع ہردوئی بیمار

ہوکر رخصت لی اور اٹاوہ مین انتقال کیا وہین مدفون ہوئے۔

منشی امام الدین امروہوی باپ کا نام رحیم الدین تہا عظیم الدین مارہروی انکے دادا تھے جنکا ذکر خیر ارباب طریقت مین کیا گیا ہے رحیم الدین نے اپنے ابائے وطن قصبہ مارہرہ سے نقل کرکے بریلی ملک روہیلکنڈ مین سکونت کی اونکی شادی غلام داؤد کی بیٹی کے ساتھ ہوئی جو حکیم محمد منیر امروہوی کی نواسی تہین۔ منشی امام الدین کے امروہہ مین توطن کرنے کا یہی سبب ہے۔ یہ صاحب نہایت لئیق ہوشمند خوش تدبیر دیکار سرکار ہوشیار دیانت دار کفایت شعار تھے نظر بہ ان المسرفین کانوا من اخوان الشیاطین کبھی رسومات خانگی مین بھی فضول خرچی پسند نہین کی حکام انگریزیکو انپر اعتماد تہا۔ مسٹر ولسن صاحب بہادر مجسٹریٹ و کلکٹر کے وقت سے ۱۸۴۴ء مین پچیس ۲۵ روپیہ ماہوار کے تہانہ دار مقرر ہوئے پھر سنبھل کے کوتوال ہوگئے وہان سے مراد آباد کی کوتوالی پر بدل آئے۔ ایام غدر ۱۸۵۷ء مین سرکار دولتمدار انگلشیہ کی خیرسگالی مین جانفشانیان کین بجلدوی خیر خواہی تین موا اضعات بکرنا۔ دیا دلی۔ کہوماولی پرگنہ حسن پور ضلع مراد آباد انعام ملی۔ اور عہدہ تحصیلداری پر عروج پایا ۱۸۶۶ء مین ڈپٹی کلکٹری بندوبست پر ترقی کی ۔۶۔ اکتوبر ۱۸۸۵ء بحالت ادائی خدمات سرکاری بمقام مراد آباد انتقال کیا۔ اتنی مدت دراز ایک ہی ضلع مین ہر دلعزیز بنکر رہنا ادنی درجہ سے اعلی مناصب تک ترقیات پانا حکام وقت کو ہمیشہ راضی اور خوش رکھنا اسی بختمند خوش اقبال نیک رائے شخص کا حصہ تہا۔ اوقات و معمولات کے پابند و ضابطہ تھے۔ ورزش۔ ڈنٹر۔ مگدر جو ابتدا سے شروع کیا تا پایان عمر اوسمین فرق نہ آنے دیا۔ قوائے جسمانی نہایت صحیح اور قوی تھے۔ پندرہ میل بلا تکلف پیادہ پا چل لینا اور ساٹھ میل گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھنا انکو معمولی بات تھی **میرے عزیزو** ریاضت اور ورزش حفظ صحت بقار قوۃ انتعاش روح انبعاث۔ حرارت و تحلیل فضول کے لئے اکسیر اعظم و کیمیا ریدن سمجھی گئی ہے اب سے پہلے مسلمان شریف خاندانون مین اسکا گھر گھر چرچا تہا

تھوڑی مدت سے کسل و کاہلی عیش پسندی آرام طلبی نے اس سپاہیانہ صحت بخش عمل کو بُرے کامون کی طرح مسلمانون سے چھوڑا دیا ہے۔ بعض معمر بزرگون کی زبانی سنا گیا ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمنے کوئی یا قوتی اور معجون مفرح ورزش سے بہتر نہین پائی سچ ہے ؎

زدوا کوئی ورزش سے بہتر نہین	یہ نسخہ ہے کم خرچ بالا نشین

منشی صاحب کو گھوڑون کا بہت شوق تہا عمدہ عمدہ گھوڑے رکھتے اور جسوقت کار ہائے ضروری سے فرصت پاتے گھوڑون کی نگرانی مین صرف کرتے تھے۔ علم بھی اچھا تہا۔ فارسی خوب جانتے تھے انکی فارسی عبارت بہت شیرین ہوتی تھی۔ حافظہ قوی تہا صدہا اشعار اساتذہ نوک زبان تھے بات بات فقرہ فقرہ پر موزون اشعار درج کرتے تھے۔ نستعلیق خط مین خوش نویسی کے ساتھ زود نگار ایسے کہ آٹھ دس جزو روزانہ لکھہ لینا اونکو دشوار نہ تہا اس نامور شخص کے بیٹے (زین الدین) بہی معزز روزگار ہین پہلے ریاست دہولپور مین تحصیلدار تھے اب بہ مشاہرہ پانچسو روپیہ ماہوار دار الحکومت گورنمنٹ نظام حیدر آباد دکن مین نائب کوتوال ہین۔

حکام وقت انکی خدمات کی بہت قدر کرتے تھے چنانچہ چند انگریزی سارٹیفکون کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

"مین خوشی کے ساتھ تصدیق کرتا ہون کہ امام الدین کوتوال مراد آباد اوس بلوہ مین جو کہ آخیر مئی و شروع جون ۱۸۵۷ء مین اونتیسوین رویل انفنٹری کی پوری بغاوت سے پیشتر تہا نہایت بہادری و قابل قدر طریقہ پر با وجودیکہ وہ ایک مسلمان ہے ثابت قدم اور برٹش گورنمنٹ کا وفادار رہا مراد آباد کے بدمعاشون نے بغاوت کی اور ایک شخص مسمی مولوی مانو کو اپنا سرگروہ بناکر مسلمانون کو بغاوت کے لئے اور عیسائیون کو مار ڈالنے کے واسطے بھڑکایا بلا کسی ششو پنج کی اور بغیر مدد مانگے ہوئے کوتوال نے فوراً اپنی پولس کے ذریعہ سے اس بغاوت کو روکنے کے لئے ضروری کوشش کی سرگروہ مولوی مانو اور دو تین اوسکے بڑے ساتھی مارے گئے اور

بغاوت رک گئی جبکہ یوروپین افسر محکمہ مال و فوج کے اپنے آپکو بچا کر چلے گئے کوتوال کو مفرور ہوکر اپنے آپ کو چھپانا پڑا کیونکہ گزشتہ واقعہ مین اوسنے مسلمانونکو اپنے سے نفور بنا لیا تھا اوسکے بھائی تاج الدین پل کے داروغہ نے بھی اچھی خدمات انجام دین اور پٹھانون کے ایک گروہ کے سردار کو قتل کیا جوکہ رام پور سے اسلام کا سبز جھنڈا رام گنگا کی ریتی پر مراد آباد کے مقابل کھڑا کرنے کے لئے آیا تہا مینے امام الدین کوتوال سے بہتر پولس افسر نہین دیکھا اور اوسکو برٹش گورنمنٹ سے انعام و قدر کا مستحق سمجھتا ہون۔

دستخط چارلس بی سانڈرس قایمقام کمشنر دہلی گذشتہ کلکٹر و مجسٹریٹ مرادآباد

دہلی ۱۵- مارچ ۱۸۵۸ء

مائی ڈیر ولیمس- حامل ہذا شیخ امام الدین مراد آباد کا پورا کوتوال ہے وہ معہ اپنے بہائی تاج الدین کے آپکو سلام کرنے کا خواہشمند ہے امام الدین نے ایک مولوی کو ہمارے چھوڑنے سے چار دن پیشتر گولی سے مارا اور تاج الدین نے جو رام گنگا کے پل کا داروغہ تہا ایک ایسے پاگل شخص کو جو مسٹر گری کرافٹ ولسن کے قتل کرنے پر طیار تہا قتل کردیا۔ تمہارا دوست ایچ ایم کینسن

ذکر شعرا

سرحلقۂ عارفان عالی مہبط فیوض لایزالی طوطی شکر خائی گلستان خوش مقالی بلبل خوش نوائی گلزار بیمثالی حضرت مولانا شیخ جمالی

حامد بن فضل اللہ آپ کا نام تہا پہلے جلالی تخلص کرتے تھے پھر حسب ارشاد پیر روشن ضمیر ملقب و متخلص بہ جمالی ہوئے چنانچہ (مرآۃ المعانی) مین جو شیخ کی تصنیفات سے ہے خود فرماتے ہین

مثنوی

ازجمالش درجمالم نور خاست
درجمال من کمال اوبس است

ازجمالش شد جمال آفتاب
نسبت من باجمالش گشت راست

زان جلالی را جمالی شد خطاب
نسبت من باجمال او بس است

اصحاب اخیار نے انکو یگانہ روزگار و مجمع اطوار مانا ہے صفوف

صوفیہ مین عارف گرامی انجمن علما مین علامی فہامی - اور بزم اہل نظم مین شاعر نامی تھے - وجاہت صوری و نباہت معنوی فصاحت بلاغت اور تلقلقۂ لسانی ایسا پایا تہا کہ مجالس علما و عرفا مین اکابر وقت کو بات کرنے کی فرصت اور بولنے کی جراءت ہوتی نہی بڑے بڑے کاموئین نہایت دلیر ہر فن مین طاق ہر ہنر مین مشاق تھے **مصرعہ** کون سی تھی بات جوان مین نتھی - تذکرہ نویسون نے بوجہ مشق سخن شعرا کی ضمن مین اکثر آپکے حالات قلم بند کئے ہین لہذا ہمنے بھی اونہین کا تتبع کیا ہے ورنہ انکی شان اس سے بہت اعلیٰ وارفع ہے - باپ نے صغر سنی مین چھوڑا تہا - بسبب استعداد و قابلیت فطری عمدہ تعلیم و تربیت پائی اور فضیلت برجستہ حاصل کی - لطافت طبع سے مشق سخن بڑہی ہوئی تہی محقق نامی مولانا جامی وملا دوانی سے اشعار نے فیض نظر و شرف قبول پایا تہا - مثنوی - قصیدہ - غزل - اقسام شعر پر قادر تھے الا قصیدہ - غزل اور مثنوی سے بھی عمدہ ہے - بعد تکمیل علوم رسمی فیضیاب باطن ہوی امام العارفین مخدوم شیخ سماء الدین سے ارادت وخلافت طریقت حاصل کی - مدتون مرشد برحق کی خدمت مین حاضر رہکر ریاضت و مجاہدات کئے - مبدا رحال مین وضو کرانے اور رومال دستانہ اپنے پاس رکھنے کی خدمت انکے سپرد تھی - بیرون شہر سے ٹوکری مین بھر کر اور اپنے سر پر رکھکر استنجا کے واسطے ڈھیلے لایا کرتے تھے - آدہی رات سے اشراق تک عبادات و مشاہدات مین اور اشراق سے دوپہر تک جبکہ حضرت علما و صلحا کو درس دیتے تھے اور نیز ہمہ وقت خدمت مین ہوشیار و حاضر باش رہتے - مخدوم صاحب کو انکے ساتھ نہایت محبت تھی اور انکو حضرت کے ساتھ قرابت قریبہ کا شرف بھی حاصل تہا سفر حضر غیبت و حضور نزدیک و دور ہر جگہ اور ہر خطرناک حالت مین لطف پیران کا دستگیر رہا مولانا کو بھی بکمال تمام خلوص پیر سے عشق تہا فرماتے ہین - **نظم**

چون کلید نام پیر آمد بدست	برگشاید قفل ہر گنجی کہ ہست
ہر کہ او عاشق نشد بر روی پیر	از خدا ہرگز نشد نعمت پذیر

ہر کہ اول ذاتِ پیرِ خود شناخت	یا خدا آخر تو اند عشق باخت
نعمتِ حق در جمالِ پیر دان	مظہرِ جامع و کامل پیر دان
گر تو کردی ذاتِ پیرِ خود قبول	حق ہم اند ذاتش آمد ہم رسول
در بہر سند آنچنان ذاتے کجاست	ظاہر و باطن بگوشاہ سماست
ذاتِ حق تابندہ در انوار اوست	شرع احمدؐ زندہ از کردار اوست
گر نبودی ذاتِ او بعد رسولؐ	دینِ احمدؐ مرگ میکردی قبول
عینِ علم از تشنگی لب باز ماند	از لبِ خود در لبش آبش چکاند
ذاتِ پاکش معدنِ علم مجید	گوہرِ علم از وجودش شد پدید
گر نہ او دریائے وحدت نے نمود	نام علم معرفت معدوم بود
آفتابِ آسمانِ معرفت	نور او بیرون ز ادراک وصف
صد جنید وادہم و صد بایزید	در کمالِ او بگردد ناپدید
من کیم تا وصفِ ذاتِ او کنم	یا بگر عزم صفاتِ او کنم
ذاتِ او چون ذاتِ حق رشامل است	ناقص آمد عقل گرچہ کامل است

اور بھی بزرگان سلسلہ کی ارواح طیبات کو مولانا کے ساتھ ربط و لطف خاص تہا چنانچہ سیر العارفین مین بضمن حالات حضرت شیخ صدر الدین عارف لکھتے ہین کہ بعد وفات ذوالقرنین ثانی سلطان سکندر افغانی کے جو اہل صلاح و فلاح کا معتقد و دوست اور میرے ساتھ سب سے زیادہ محبت رکہتا تہا ابراہیم اوس کا بڑا بیٹا بادشاہ ہوا اوسکے دربار مین کج طبع اور کم فہم لوگ محرم راز ہو گئے مینے اونہین ایام مین سکندر کا مرثیہ لکہا تہا جس کا ایک شعر یہ ہے **شعر**

اے سلیمان زمان آہ کجاے آخر	تا کنم پیش تو از فتنۂ دیوان فریاد

فرید نام سلطان ابراہیم کا وزیر نہایت شریر خبیث طینت اور فتنہ گر شخص تھا اوسنے

ابراہیم سے کہا جمالی نے تجکو دیو لکہا ہے بادشاہ کو معہ دیگر جملہ افغانان مجھ سے مکدر کر دیا
اگرچہ کسیکو ایذادہی و ضرر رسانی کی قدرت نہ تھی پر بحسب بشریت مجکو کچہہ انقباض پیدا ہوا
ایک شب مینے واقعہ مین دیکہا کہ ایک شخص نورانی شکل جامۂ سبز میرے سامنے لایا اور کہا حضرت
شیخ المشایخ صدر الملتہ والدین نے ملتان سے تمہارے واسطے بھیجا ہے اسے پہن لو مینے
بوسہ دیا اور پہن لیا اور دوگانہ شکر ادا کیا جب مین بیدار ہوا اوس فکر و ہراس کا میرے دلپیر
مطلق اثر نہ تہا اور سلطان ابراہیم کی کدورت محبت کے ساتھ بدل گئی۔ آونہین دنون
مین شیخ المشایخ زبدۃ العلما خلاصۃ الصلحا شیخ عبد الغفور معروف شیخ لاڈن نبیرہ مخدوم شیخ
سمار الدین نے رویا مین دیکہا اور مجھ سے فرمایا تہا ایک قصر بلند ہے تم اوسپر بیٹھے ہو مین ہرات
جا رہا ہون تم مجکو دور سے دیکہکر قصر سے نیچے اوتر آئے اور نہایت منور و مصفا زرہ پہنے ہوئے
ہو زرہ کے حلقہ مین آب زر سے نام نامی حضرت مخدوم شاہ سمار الدین لکہا ہوا ہے
مینے پوچہا ایسی عمدہ زرہ تو کہین دیکھی نہین گئی تمہین کہان سے ملی تمنے جواب دیا سلطان المشایخ
شیخ صدر الدین عارف الہی نے مجکو عنایت کی ہے اوسکے بعد آنکھ کھلگئی۔

ایضًا اوسی کتاب مین مولانا نے ذکر کیا ہے جب مین بعزم زیارت کعبہ ہرات پہنچا
وہان کے اکابر سے مثل حضرت شیخ صوفی خلیفہ شیخ زین الدین خافی و حضرت شیخ محمد روحی
واصل بحق و حضرت شیخ عبد العزیز جامی کہ مشیخت مین ممتاز زمان تھے۔ اور حضرت مولانا
نور الدین عبد الرحمن جامی قدس سرہ سے جو محقق روزگار و علم ظاہر و باطن مین نامدار
اور شاعری مین سعدی و خسرو وار تھے۔ و خلاصہ علمائے عظام حضرت شیخ الاسلام و حضرت
مولانا مسعود شروانی جو ہمیشہ ہر علم مین شیر ببر تھے۔ و مولانا حسین واعظ کہ مشہور آفاق ہین
و مولانا معین واعظ و مقبول حضرت باری مولانا عبد الغفور لاری کے ملا اگرچہ یہ سب
بزرگ میرے ساتھ نہایت محبت کرتے تھے لیکن حضرت علامی مولانا عبد الرحمن جامی کا
گھر میرا تکیہ گاہ تہا۔ ایکروز مولانا کے حجرۂ خاص مین (لمعات) شیخ فخر الدین عراقی پیش

نظر تھی۔ مولانا نے شیخ صدر الدین قونوی کی تعریف مین مبالغہ کیا۔ فرمایا لمعات جو فخر الدین نے لکھی ہے شیخ موصوف کی برکات التفات کا نتیجہ ہے۔ مجکو یہ ادا نہ بھائی جینے کہا کسی کا مرتبہ خدا پر چھپا نہین اوسی شب مولانا جامی کو خواب مین دکھایا گیا **خواب** ایک میدان پُر انوار ہے حضرت شیخ صدر الدین عارف درویشون کی جماعت کے ساتھ وہان تشریف رکھتے ہین اور مولانا فخر الدین عراقی حضرت کی جوتیان لئے ہوئے علیحدہ ادب سے کہڑے ہین مجکو اشارہ کیا کہ تم بھی مجلس مین آؤ مین گیا حضرت کے ہاتھ چومے آپکی دہشت کا اثر مجھپر غالب ہوگیا تم (جمالی) مجھ (جامی) سے کھڑ رہے ہو حضرت کا رتبہ معلوم ہوا مین (جامی) کہتا ہون کہ حق تمہاری (جمالی) طرف تہا۔ جب صبح ملاقات ہوئی مولانا (جامی) نے خواب شبینہ کا ذکر کیا۔ اور حضرت شیخ کی روح پر فتوح پر فاتحہ پڑہا۔

اس واقعہ کا پرداز بتاتا ہے کہ شاید مولانا عبد الرحمن جامیؒ حضرت شیخ صدر الدین عارف کی طرف سے اثنار تقریر مین کچھ بے اعتنائی سی کی ہو گی جمالی اسی خاندان بزرگ کے مرید و مستفیض تھے شیخ فخر الدین عراقی نے بھی حضرت مخدوم بہار الدین ذکریا سہروردی ملتانی سے فیض پایا تہا اور شیخ صدر الدین عارف کے ہم صحبت رہے تھے گو کتاب لمعات شہر (قونیہ) مین پہونچکر شیخ صدر الدین قونوی کے پاس تصنیف فرمائی۔ جمالی سے خوش اعتقاد صوفی صافی نہاد کو کیونکر بہلا معلوم ہوتا۔ چونکہ تعلق صادق تہا خدا نے انکی بات رکھ لی۔ اور جامی جو عارف گرامی تھے اونکو متنبہ کر دیا۔

ایضًا بعزم زیارت بیت اللہ ملتان پہونچکر زیارت مزار پر انوار شیخ الاسلام بہاء الدین ذکریا و دست بوس شیخ صدر الدین صاحب سجادہ سے مشرف ہوئے شیخ صدر الدین کو مولانا کے ساتھ اتحاد کامل تہا اس سے پہلے دہلی مین ملاقات باہمی ہو چکی تھی وہ نہایت محظوظ ہوئے جس حجرہ مین شیخ الاسلام مشغول باطن رہا کرتے تھے اوسمین اوتارا چند

کہ مولانانے بوجہ ادب اوس مقام متبرک مین رہنے کی معذرت کی - اور کہا کہ مین یہان رہنے کے لایق نہین ہون لیکن پذیرا نکیا ایک چلہ وہان کھینچا - ایک شب حضرت شیخ الاسلام کو خواب مین دیکھا اور درخواست کی کہ میرے بیت اللہ جانے اور مع الخیر واپس آنے کے واسطے فاتحہ پڑہیے حضرت نے میرے ہاتھ پکڑے قبلہ کی طرف مُنھ کیا اور دعا دیکر فرمایا جاؤ سلامتی سے پہونچوگے جب روضہ رسول مقبول ؐ پر پہونچو میرا سلام کہنا - مین صبح خوش خوش اوٹھا اور صاحب سجادہ سے عرض کیا حضرت قطب الاقطاب نے اجازت دیدی آپ بھی فاتحہ پڑہیے اور رخصت کیجیے - آپنے قسم دیکر فرمایا ایک مہینہ اور رہو مین اجازت نہین دیتا - مینے عرض کیا حضرت کے ہان سے تو رخصت ہولی بہ تعمیل ارشاد اب روضہ شیخ رکن الدین ابو الفتح پر ایک مہینہ رہونگا یہ روضہ وہان سے بفاصلہ ایک تیر پرتاب ہے حضرت شیخ غایت اخلاق سے خود ساتھ گئے اور ہمراہ رہے عمدہ جگہ قیام کے لیے مقرر فرمائی - وہان ایک درویش معمر و صاحبدل تھے مولانا کمال الدین اُچّی اونکا نام تھا حجرہ مین مشغول رہتے صرف نماز جماعت کے وقت باہر آتے اکثر احیاء العلوم کی کتابت مین مصروف رہتے عوارف المعارف کے بیشتر مقامات ازبریاد تھے - جمالی کو انکے ساتھ کمال الفت ہوگئی تھی اونہین کے نشان دینے سے مزارات پیران تیرتری پر جو ملتان مین واقعہ ہے ایک کھُنہ مزار پر درخت بڑ دیکھا جسکی ہر شاخ پر لفظ اللہ لکھا ہوا تہا - مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ؒ کی ملفوظات مین مذکور ہے کہ ملا جمالی حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے مزار پر سر و پا برہنہ ہوکر تشریف لیجایا کرتے تھے اور نہایت استغراق سے سر جھکائے رہتے تھے -

بالجملہ بحکم سیروا فی الارض اقصائے عالم کی سیر کی اور غذائے پے بہتا و خالق بے چون و چرا کی صفتون کو بدیدۂ حق بین خوب دیکھا زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور روضہ متبرکہ نبوی پر مشغول رہکر فیض کثیر حاصل کیا - زمین مغرب - یمن - مصر - بغداد - بیت المقدس - روم شام - عراق - عرب و عجم - آذربایجان - گیلان - مازندران - خراسان وغیرہ اطراف جہان

مین دایرو سایر رہکر صدہا اہل اللہ و مشایخ سے ملے اور زیارات مزارات انبیا علیہم السلام و عتبات عالیات اولیاء کرام سے شرفیاب ہوکر کسب فیض کیا بڑے بڑے اکابر افاضل وقت کے ساتھ مثل مولانا عبدالرحمن جامی و مولانا جلال الدین دوانی ہم صحبت رہے ۔

بغداد مین وہان کے کل اولیاء کبار کی زیارت کرکے بیشتر مقبرہ مطہرہ غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ و شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ پر مشغول ہوکر دولت سرمدی حاصل کی اور نیز اکثر روضہ متبرکہ حضرت امام اعظمؒ پر شب باش رہتے ۔ ایک شب شیخ شہاب الدین احمدؒ صاحب سجادہ شیخ الشیوخ امام صاحب کی زیارت کو تشریف لائے ایک گوشہ مین مولانا کو مشغول حال پایا زیارت کے بعد انکے پاس آئے ۔ اور بلطف تمام دریافت کیا ۔ کیا رات کو آپ یہین رہتے ہین ۔ جواب ہان اکثر رہتا ہون ۔ شیخ نے پوچھا کس سلسلہ و خانوادہ مین مرید ہو ۔ عرض شیخ الشیوخ کے سلسلہ مین ۔ فرمایا تمھارا شجرہ حضرت کے کس خلیفہ پر منتھی ہوتا ہے ۔ مولانا نے ترتیب وار شیخ الاسلام تک بتادیا یہہ سنکر نہایت خوشی سے بغلگیر ہوئے اور باصرار تمام خانقاہ شیخ الشیوخ مین لائے جس مقام پر حضرت بہاؤالدین ذکریا قیام گزین رہے تھے اوسمین رہنے کی اجازت دی چنانچہ دو مہینہ وہان رہے اور فیض کثیر پایا ۔ صاحب سجادہ نے نسخہ عوارف جو خاص شیخ الشیوخ کے مطالعہ مین تہا عنایت کیا اوسکو ہندوستان اپنے ساتھ لائے ۔

قصبہ جیل بغداد سے چلکر یہان آئے یہہ مقام متبرک حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلی کا موطن دامن کوہ جودی مین جہان حضرت نوحؑ کی کشتی ٹھیری تھی بغداد سے ہفت روزہ راہ ہے حضرت خواجہ معین الحق والدین چشتی اجمیری اسی جگہ حضرت غوث پاک کی فیض صحبت سے مستفیض ہوئی ہین خواجہ صاحب کا حجرہ متبرکہ وہان موجود تہا جمالی نے وہان پردہ گانہ ادا کیا ہے ۔

اوس مقام پر بھی انکا گذر ہوا ہے جہان شیخ عثمان ہرونیؒ نے آتشکدہ مغان کو سرد کردیا تہا چندین ہزار آتش پرست دست مبارک پر مسلمان ہوگئے پیر مغان جس کا نام حضرت شیخ نے عبداللہ

رکھا تھا اور وہ لڑکا جسپر آپکی تصرفات سے آتش گلزار ہو گئی اور موسوم باسم ابراہیم ہوا اور بالاخر
دونون اولیاء کبار سے ہوئے دونون کے مزار وہین ہین اور نہایت عظیم الشان و متبرک گورستان
ہے جالی دو ہفتہ وہان رہے اور ان مزارات سے بہت فیض پایا۔

دمشق مین محی الدین ابن عربی و شیخ فخر الدین عراقی و اوحد الدین کرمانی کی زیارت کی ابن
عربی و فخر الدین کے مزارات برابر برابر ہین وہان کے لوگ اس طرح اشارہ سے بتایا کرتے ہین کہ
ہذا بحر العرب و ہذا بحر العجم۔

شیراز مین سید نظام الدین محمود کو جو شاہ تاج الدین حسن شیخ الاسلام شیراز کے فرزند اور حضرت
شاہ نعمت اللہ ولی کے بواسطہ مرید تھے مولانا کے ساتھ اتحاد عظیم اور اعتقاد مستقیم ہو گیا تھا۔

ہرات مین سید حسین صاحب نزہۃ الارواح کے مزار کی زیارت کی اور نماز ظہر و عصر وہین
پڑھی اس سے بہت فیض پایا اور نہایت راحت حاصل ہوئی ہرات سے چلکر سبزوار مین
مولانا محمد نجفی کے ساتھ ہم صحبت رہے یہ حضرت بزرگان سبزوار مین نہایت صاحب صلاح و تقوی تھے

مصر مین سات مہینہ قیام کیا اور زیارت انبیاء علیہم السلام سے فیض یاب ہوئے۔ وہان سے
بغرض زیارت سید جمال ساوجی **دمیاط** گئے پندرہ دن وہان قیام کیا۔ یہ مقام مصر سے
سات آٹھ دن کا راستہ ہے۔

شہر اندلوس جو زمین مغرب مین ہے پانچ مہینہ وہان مقیم رہے اور بابا احمد اندلوسی
کی زیارت کی۔

یزد و اردستان کے درمیان **قصبہ نائین** مین مقبرہ متبرکہ سید عبد القدوس کی زیارت
کا شرف پایا۔ مولانا نے ذکر کیا ہے کہ خطہ مین جسے **زمین اول** کہتے ہین میرا گذر ہوا وہان
دو درویش صاحب حال سے ملاقات ہوئی۔

قصبہ سیوہان کے قریب ایک دیہہ ہے **بحری نام** اوس موضع
مین مولانا بلال نہایت مرتاض و خوش اعتقاد درویش تھا جب مین اوسکے پاس پہنچا

(عوارف) اوسکے مطالعہ مین تھی چند مقام مجھسے دریافت کئے یہ شخص صاحبدل تھا۔ اوس سے آگے
نام کتاب
چلکر ایک موضع مین ایک درویش عزیز الوجود طاعت رب ودود مین مستغرق پایا اس کا نام تھا
(حاجی آرام) جب اون سے ملا کہانا لائے اور چند لقمہ میرے ساتھ کہائے انکے پاس گائے اور
بکریون کا بڑا گلہ تہا اکثر شیر و برنج پکا کر فقرا و مساکین کو تقسیم کیا کرتے تھے انکے گلہ کا کوئی چوپان
ونگہبان نہ تہا لیکن نہایت شہرت تھی اس امر کی کہ کبھی اونکی گائے وبکری نے کسی کی زراعت
مین مُنھ نہین ڈالا نہ دوسرے کے کہیت مین انکا کوئی جانور گیا۔

نقل ہے جب مولانا شہر ہرات مین پہونچے درازی سفر سے پریشانہ حالت قلندرانہ صورت
تھی ایک تھ بند کے سوا بدن پر دوسرا لباس نہ تہا سفر مین اوسوقت یہہ آسانیان نہ تہین جو
آج ہمکو حاصل ہین نہ ریل کا نام تہا نہ ٹرمیوی کا نشان نہ شکرمون کا اثر نہ گہوڑا گاڑیون کا
وجود نہ سڑکون کی کشائی نہ راستون کی صفائی اوسوقت سفر کو نمونہ سقر کہنا بیموقع نہ تہا بس
شیخ سلام علیک کرکے بیدہڑک مولانا عبدالرحمن جامی کی برابر جا بیٹھے۔ جامی سا عالی دماغ
ظریف نازک خیال تیز طبع ایک اجنبی قلندر کی یہہ شوخی وحرارت کب پسند کر سکتا تہا ناک بہون
سکوڑ کر فرمایا۔ میان خر و تو چند فرق است۔ انھون نے بالشت بیچ مین رکہدی آتو مولانا
چونکتے ہوئے سمجھے یہ بھی کوئی چیز ہین تحمل سے کہا کیستی۔ جمالی۔ از خاکساران ہند انکا کلام
وہانتک پہونچ چکا تہا پوچہا از سخنان جمالی چیزے یاد داری اوںھون نے یہہ شعر پڑہے ؎

کز کے بوریا و پوستکی	دلکے پر زدرد و دستکی	لنگلکے زیر و لنگکے بالا
نے غم دزد نے غم کالا	اینقدر بس بود جمالی را	عاشق رند لاؤ بالی را

جامی نے کہا طبع شعر داری یعنی تم بھی کچھ شعر کہتے ہو۔ جمالی نے فی البدیہہ وحسب حال یہہ مطلع
پڑہا۔ ؎

مارا زخاک کویت پیراہنے است بر تن	آنہم ز آب دیدہ صد چاک تا بدامن

یہہ کہا اور آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے بدن برہنہ تہا گرد پڑی ہوئی تھی سینہ پر آنسو گر کر

گرد چاک چاک ہوگئی مولانا سمجھہ گئے کہ جمالی یہی ہین بیساختہ اوٹھکر گلے ملے تعظیم وتکریم کی بڑی عزت سے مہمان رکھا اور نہایت گرمجوشی کے ساتھ باہم اختلاط رہا۔ **نقل** معما گوئی مین مولانا کو بڑا ملکہ تہا گویا بے نظیر وقت تہے مولانا جامی کے ساتھہ اچھی صحبت رہی خوب خوب معما کہا کرتے تھے کسی نے انسے پوچھا کہ اپنے نام کا بھی معما کہا ہے فرمایا خدا پہلے ہی اپنے کلام پاک مین فرما چکا ہے جمع مالاً وعدده سبحان اللہ کیسے ذہین وذکی تھے کہ فوراً آیۃ قرانی سے اپنے نام کا معما نکال لیا یعنی جیم کو مال کے ساتھ ملایا جمال ہوا پہر آیتہ کے حرف شمار کئے وہ دنش ہین اور حرف یا کے عدد بھی دنش ہوتے ہین اوسمین ی بڑہا دی جمالی ہوگیا **نقل** علامہ گرامی میر غلام علی آزاد بلگرامی (خزانہ عامرہ) مین لکھتے ہین کہ شیخ جمالی دہلوی جمال باکمال اور زبان خوش مقال رکھتے تھے اونکی اصل قوم (کنبو) سے ہے۔ خدمات شرعیہ دارالخلافتہ دہلی مثل قضا وافتا اکثر (قوم کنبو) سے تعلق رکھتی تہین اور اب بھی اونہین کے متعلق ہین۔ (یعنی میر میسرور کے زمانہ تک) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت مین ایک قصیدہ لکھا ہے اوسمین فرماتے ہین **بیت**

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتو صفات	تو عین ذات مے نگری در تبسمی		

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار مین لکھا ہے کہ بعض صلحا کو حضور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بیت کے مقبول ہونے کی بشارت ہوئی ہے آپنے بشاشت سے فرمایا ہذا الحق۔ یعنی یہہ میری سچی صفت ہے اور یہہ صلا قسم اعلیٰ صلات و وسیلہ عظمیٰ نجات کا ہے شاہان روزگار نے جائزہ سخن مین شاعرون کو سونے چاندی مین تولا ہے اونکے منہ موتیون سے بہر دئے ہین پر سچ تو یہہ ہے کہ وہ داد دہش اس دولت عظمیٰ ونعمت کبریٰ کے پاسنگ برابر نہین ہوسکتی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء من عبادہ۔ سلطان سکندر بن بہلول لودی کے وقت سے تا عہد ہمایون بادشاہ شیخ کا زمانہ ہے سب بادشاہ بدرجہ غایت وبیش از بیش شیخ کی تعظیم کرتے رہے صاحب منتخب وجامع فرشتہ لکھتے

ا۔ صفحہ ۵۱ دربار اکبری ۱۲

ہین سلطان سکندر کی طبیعت موزون تھی (گلرخی) بادشاہ کا تخلص تھا۔ شیخ جمالی کنبو دہلوی جو اوسوقت کے نامی گرامی شاعر اور ہر قسم کے کمالات سے مملو وبہمہ صفت موصوف وجامع فضایل تھے بادشاہ کو اونکے ساتھ انتہا کا اُنس تہا اپنے اشعار اونکو سنایا کرتا اور اصلاح لیا کرتا تھا۔ **نقل** جب شیخ نے سفر عراق وماوراء النہر وآذربیجان وروم وشام وعرب سے دہلی مراجعت فرمائی سلطان سکندر سنبہل مین اقامت گزین تہا سلطان کو شوق ملاقات نے بیچین کردیا باشتیاق تمام نامہ منظومہ بدستخط خاص لکھکر شیخ کی طلب مین روانہ کیا اور مثنوی مہر وماہ جو شیخ کی تصنیف سے تھی منگائی ہم اوس رقعہ کو بجنسہ یہان درج کرتے ہین

رقعہ منظومہ سلطان سکندر بن بہلول بنام آب ورنگ لآلی بے مثالی شیخ جمالی دہلوی

آن مخزن گنج لایزالی	ای سالک راہ دین جمالی	در گرد جہان بسے زدہ سیر	در منزل خود رسیدہ بالخیر
بودی تو مسافر زمانہ	الحمد کہ آمدی بخانہ	در مکہ و در مدینہ گشتی	گوہر بودی خزینہ گشتی
ای شیخ بیا رسن بزودی	بسیار مسافرت نمودی	بکشای بسوی در گہم گام	تا در یابی ز گلرخی کام
چشم بجمال تو طپان است	دل مرغ مثال در خفقان است	من اسکندر تو خضر مائی	آن بہ کہ بسوی ما بیائی
در شیخ ز دوستان نشد سیر	تشریف نمودنش کشد دیر	باید کہ کتاب مہر وماہم	ارسال دہی چنانکہ خواہم
	از مہر کشد دو دیدہ را نور	آن مہ نشود ز دیدہ ام دور	

شیخ دولت معنوی سے معمور اور مکنت وجاہ دنیوی سے نفور ہو چکا تہا عنقائے بلند پرواز ہمت جیفۂ دنیا (مردار) کی طرف ملتفت نہوا۔ بعد ملاحظہ رقعہ فرمایا فقرا کو مجالست اغنیا کی پروا نہین۔ رقعہ منظومہ جواب مین لکھکر کتاب مہر وماہ خدمت شاہ مین روانہ کردی۔ کتاب اور خط کو دیکھکر بادشاہ کا شوق بڑہا سلطان نے قطب فلک ہدایت حضرت شیخ سماء الدین (جو پیرو مرشد جمالی تھے اور اونکی دختر نیک اختر شیخ کے نکاح مین تھی) کی خدمت مین عرض داشت

بھیجکر بعجز و نیاز درخواست کی جسطرح ممکن ہو جمالی کو بھیجد یجئے حضرت نے بکمال توجہ شیخ کو روانہ کیا جب نزدیک سنبھل پہونچے فرط شوق سے دو تین کوس خود بادشاہ نے استقبال کیا بڑی آؤ بھگت سے لیا اکثر بندگان خدا شیخ کے ذریعہ سے فیضیاب حضور سلطانی ہوئے اور خلق اللہ کو بہت فائدہ پہنچا تا دم حیات سلطان شیخ کے ساتھ دمساز و ہمراز و ہمصحبت و ہمزبان رہا۔ ذیقعدہ ۲۳ ۹۲۳ھ نو سو تیئیس ہجری مطابق ۱۵۱۷ء روز یکشنبہ اٹھائیس ۲۸ برس پانچ مہینہ سلطنت کرکے سلطان سکندر نے انتقال کیا یہ بادشاہ ہندوستان کے بادشاہون مین نہایت نیک سیرت نورانی طلعت گذرا ہے جو اہل دل اسکے جمال باکمال کو دیکھتا بے اختیار محو صنعت خالق ذوالجلال ہوکر دل ہاتھ سے کھو بیٹھتا۔ شیخ حسن رح جو زبدہ اولیار کبار تھے سلطان کے عاشق جان نثار تھے۔ بادشاہ کے خوارق عجیبہ اور خصوصیات غریبہ کا یہان ذکر کرنا مخل مقصود اور موجب طوالت کلام ہے۔ البعض عجائب و غرائب واقعات جو اوسکے وقت مین گذرے ہین شیخ کے حالات کے آخر مین ہم ذکر کرینگے۔

شیخ نے بعد وفات سلطان کے بہت دلسوز اور پر درد قصاید و ترجیع بند اوسکے مرثیہ مین لکھے ہین مدت دراز اہل فضل و کمال اس دلگداز نظم کو پڑھکر اشک خونی آنکھون سے بہاتے رہے یہ جان کوب اشعار شیخ کے دیوان ہین موجود ہین۔

بعد ختم ہوجانے دور حکومت لودیون کے بابر[1] و ہمایون[2] بادشاہ نے بڑے اعزاز و اکرام سے شیخ کو اپنی مصاحبت مین لیا۔ یہ دونون بادشاہ نہایت عقیدت و نیاز سے بارہا شیخ کی کلبہ درویشانہ پر گئے ہین۔ بابر و ہمایون کے نام پر بھی اوسنے قصاید غرا لکھے ہین۔ بابر کے نام کے قصیدہ کی ایک بیت

---

[1] ظہیر الدین بابر بادشاہ ۶ محرم ۸۸۸ھ ہجری مین پیدا ہوا مولانا عبد الرحمن جامی فرماتے ہین ؎ چون در شش محرم نزاد آن شہ کرم تاریخ مولدش ہم آمد شش محرم ۹۳۲ھ ہجری مین بعزم تسخیر ہند آیا اور بمقام پانی پت بعد جنگ عظیم سلطان ابراہیم لودی مارا گیا بابر سلطان دہلی ہوا تاریخ یہ ہے ؎ کشت در پانی پت ابراہیم را۔ شاہ عادل بابر عالی نسب - روز و ماہ و سال و وقت آن ظفر صبح بود و جمعہ و ہفتم رجب ۹۳۷ھ ہجری مین قضا کی فرد تاریخ وفات شاہ بابر۔ در نہصد و سی و ہفت بود ۱۲ تاریخ زمعوہ

[2] نصیر الدین ہمایون ابن بابر بادشاہ ۹۱۳ھ ہجری مین پیدا ہوا ۲۳ برس کی عمر مین ۹۳۷ھ ہجری مین تخت نشین ہوا خیر الملوک تاریخ ہے ۹۶۳ھ ہجری مین انتقال کیا مصرعہ ہمایون بادشاہ از بام افتاد۔ تاریخ وفات ہے ۱۲ تاریخ نو صحفہ ۲

یہ ہے

شاہ دشمن کش ظہیر الدین محمد بابر آنکہ	لشکر بنگالہ از ایلغاز کابل بشکند

وفات شعر

جگہ دل لگانے کی دنیا نہین ہے	یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہین ہے

شیخ نے عمر و اقبال اور کمالات لازوال سے بہرہ وافی پاکر بعد تماشائے نیرنگی ہائے قدرت بعہد سلطنت ہمایون بادشاہ دسوین ذیقعدہ ۹۴۲ھ نوسو بیالیس ہجری رحمت حق مین جگہ لی کہتے ہین کہ جب ہمایون گجرات کو گیا شیخ اوسکی ہمراہ تہا اسی سفر مین شیخ کا انتقال ہوا - اور دہلی مین قریب لاڈو سرائے بمقام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ العزیز متصل روضہ مولانا مجد الدین حاجی مدفون ہوئے - جس جگہ شیخ کا مدفن ہے عالم حیات مین بھی اوسکا مسکن تہا اپنی زندگی مین قبر کی جگہ بنا دی تھی پہلے یہان دہلی کی گہمسان آبادی تھی آج سنسان چٹیل میدان ہے لیکن عجب دلچسپ جنگل ہے (خسرو ہند بودہ) تاریخ وفات ہی اور صاحب خزینۃ الاصفیا نے یہ قطعہ لکہا ہے **قطعہ وفات**

مقتدار دین جمال دو جہان	جامع عزّ و کمال معرفت	شد چو در جنت ز ہاتف شد ندا
طالب اہل جمال معرفت	**ایضاً**	محو ذات خدا اجمالی بود
عاشق ذات لاابالی بود	شعر رنگین و تازہ اش بجہان	ہست عبرت فزائے پیر و جوان
دہلوی بود آن خدا آگاہ	خلد اللہ فے الجنان مثواہ	نقش را بدان بصدق و یقین
بود بے اشتباہ قمر الدین	سال نقلش بعزت و تمکین	رفعت ماہ خلد برین

عمارت مقبرہ شیخ کا مقبرہ دہلی کی قدیم و نفیس عمارتون مین شمار اور ہنوز اپنے زمانہ کی عمدہ و بیش بہا یادگار ہے بندہ ناچیز مسود اوراق ہذا نے ذالحجہ ۱۳۱۷ھ و اپریل ۱۹۰۰ء مین اوسکی زیارت کی ہے پتھر اور چونہ کی عمارت ہے اوپر کاشانی چینی اور منبت کاری کا بہت خوبصورت و خوشنما کام کیا گیا ہے بیل و بوٹہ ایسے نظر فریب و دلنشین بنائے ہین کہ نگاہ اوس سے جدا ہونا نہین چاہتی

شعر

زفرق تابقدم ہر کجا کہ مے نگرم | کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا این جاست

سیکڑون برس گذر گئے پر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابھی کاریگر اوٹھکر گئے ہین تب کاران قوم نے دیگر آثار سلف کی طرح اسکے نقش و نگار مٹانے مین بھی کوتاہی نہین کی جہانتک ہاتھ پہونچ سکا ہے اوسکو بگاڑا ہے بہلا ہو گورنمنٹ کا کہ اوسنے عمارات قدیم کی حفظ و نگہداشت کی طرف توجہ فرمائی مرمت تو اوس قسم کی نہین کرائی لیکن اوس موقع پر ہمنے سنا کہ گورنمنٹ نے خدام سابق کو جو برباد کنندہ تھے سزا دیکر علیحدہ کر دیا اور اپنی جانب سے چوکیدار تنخواہ دار مقرر فرما دئے ہین اور جب سے بخوبی حفاظت رہتی ہے مقبرہ کے بیرونی احاطہ مین شیخ کے خاندان و اہل و عیال کی قبرین ہین اور اوس سے ملحق ایک عالیشان سنگین مسجد ہے جسکی محرابون پر ابہرے ہوئے حرفون مین آیات قرانی کندہ ہین یہ مسجد انکے فرزند رشید شیخ گدای کی بنائی ہوی ہے مقبرہ کے اندر شیخ کی تصنیف عالیہ سے یہ اشعار آبدار اوسیطرح کے منبت کاری مین مفقوش ہین۔

غزل

اگر بکفر کشد سر سیاہ کارئے ما
کہ شب قرار نداریدپاہ وزارئے ما
بخاک کوئے تو در چشم مردمان خواریم
ولیک شستہ نشد داغ شرمسارئے ما
جمالیا بدر یار التجا مے آر
زحد گذشت بعشق تو بیقرارئ ما
اگر زروئے نمود ے گناہگارئے ما
بعزت جبروت و بحرمت ملکوت
فرشتہ را نسزد جائے پردہ دارئ ما

بود بعفو تو چشم امیدوارئے ما
اگر بپردۂ راز تو محرمے یابم
بہ نزد اہل نظر عزتست خوارئے ما
بروز ہجر تو در بیکسے و تنہائی
کہ ہست بر در دلدار رستگارئے ما
امید ہست کہ رحم آوری بزارئ ما
اگرچہ در خور قہریم از گنہگاری
رسیم گر بفرازی بخاکسارئے ما
زنیک تہ تیغ ابر کرم فرو شوئی

باستان تو شرمندۂ سگان توایم
فقر بہ فخر نباید بہ پردہ دارئے ما
زابر لطف تو شد ناپدید گرد گناہ
بجز غمت نرسد کس بغمکسارئے ما

ایضاً

جمال عفو تو کے آمدے برون زنقاب
بود بلطف تو چشم امیدوارئے ما
اگر بپردۂ راز تو پردہ دار شویم
غبار جرم زرخسار شرمسارئے ما

نظر بسوے جمالی فگن ز روی عطا | مبین بجانب سستی و خامکاری ما

اے رحمت تو از غضبت بردہ گرو | دے قہر ترا الفت تیغ فرمود برو

آنجا گفتہ خلوت بتجدید بہ جو

قطعہ

جائی کہ شد از خرمن عفو تو سخن

یہان شیخ کا تھوڑا سا کلام تذکرون اور تواریخ سے انتخاب کرکے مذاق اہل سخن کے واسطے نقل کیا جاتا ہے۔

یاد لب تو در دل غمگین بود مرا | جان کندن از فراق تو شیرین بود مرا

آن جفاکار دل آرا از جگر خوار جہان | گرچہ کافر تو ان گفت مسلمان ہم نیست

میکنم فکرے کہ آن زلف دراز آید بدست | دست کوتہ دارم اما میکنم فکرے دراز

زلف نگار و توبہ ما و سر رقیب | این ہر سہ را کہ نام بگفتی شکستہ بہ

ہر کس کہ بیند آن لب مانند قند او | چون نیشکر شکستہ شود بند بند او

گویند زندہ میشود اندر نماز دل | محراب ابروے تو مرا در نماز کشت

بگفتمش کہ بہ عشاق رحم کن نہ جفا | بخندہ گفت لکم دینکم ولی دینی

عشق را طرفہ لسانی است کہ صد سالہ سخن | دوست با دوست بیک چشم زدن میگوید

چون غنچہ کند پیش دہان تو تبسم | خاکش ز کف باد صبا در دہن افتد

وعدہ قتلم کنی ہر شب کہ فردا میکشم
تا بفردائے دگر در انتظارم میکشی

میکشی از تیغ جورم میکنی دلشاد ہم | خون من ریزے و میگوئی مبارکباد ہم

عید قربانست لطفے بر من دلریش کن | یعنی این دلریش را قربان روی خویش کن

شد مرغ دلم ز آتش عشق تو کباب | بروی زدم از دیدۂ گریان نمک آب

منکہ از چشم تو بیمار شدم از لب لعل | چہ شود گر بدہی شربت عناب مرا

چو زندگی ہمہ شرمندگی بود بے یار | بیا اجل مکن از یار شرمسار مرا

زتیغت سینه ام صد چاک شد یوای مروتم	مبادا درد تو بیرون فتد از سینهٔ چاکم
اے از جمالت اینہمہ غوغا برائے کیست	چون جملہ حسن تست تماشا برائے کیست
مرا از تیرہائے او پُر از پر گشت ہر پہلو	کنون پر پرواز خواہم کرد سوئے آن کمان ابرو

ایک غزل انکی جسکے دو شعر ذیل مین نقل کئے جاتے ہین جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد مین بہت مشہور رہتے لوگ نہایت شوق سے گاتے تھے اونھون نے خود ہندوستانی راگ مین اوسکی لے رکھی تھی۔

طال شوقی اے مناز لکم	ایہا الغائبون عن نظری
روز و شب مونسم خیال شماست	فاسئلوا عن خیالکم خبری

نقل ایک مرتبہ مولانا شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی رح کی مجلس مین ترک و تجرید کا ذکر ہوا شاہ صاحب نے مولانا جمالی کے وہ اشعار پڑہے جو اونھون نے مولانا جامی کو اول ملاقات کے وقت سنائے تھے اور اوپر مذکور ہوئے اور فرمایا معاش اس طرح کرنے چاہئے۔

تصانیف مولانا کی تصنیفات کی تعداد کا پورا پتہ نہین چلا اسقدر معلوم ہے کہ ایک دیوان فارسی آٹھ نو ہزار شعر کا چھوڑا جو اقسام سخن سے مملو ہے۔ کتاب سیر العارفین بعض مشایخ ہند و اکابر طریقت کے حالات مین لکھی ہے حضرت خواجہ معین الحق والدین چشتی اجمیری رح کے حال سے آغاز اور حضرت مخدوم شیخ سما رالدین سہروردی اپنے پیر روشن ضمیر کے ذکر پر ختم کیا ہے ہمایون بادشاہ کے عہد مبارک عہد مین اس کتاب کی ترتیب ہوئی (مرآۃ المعانی) اور مثنوی (مہر و ماہ) بھی اونکی تصنیفات سے ہے کہتے ہین کہ اور کتابین بھی انکی تصنیف کردہ ہین پر زمانہ کی اولٹ پھیر سے نہ اونکا نشان ملا نہ نام سُنا۔

شیخ کے حالات زندگی صاف بتا رہے ہین کہ اونسے قریب قریب تمام اون دور و دراز ملکون کو بپائے سیاحت طے کیا تہا جہان مسلمانون کا مسکن و مدفن ہے اور بڑے بڑے اکابر صوفیہ و مشائخ و افاضل کے ساتھ اوسکی صحبت رہی۔ اب سے چار سو برس پہلے ایسا سفر کرنا بالکل جان پر کھیلنا

تھا اس سے شیخ کی بے انتہا اولوالعزمی اعلیٰ درجہ کی فراخ حوصلگی آزادی وعالی ہمتی کا کامل
ثبوت ملتا ہے لیکن آج کی حالت دیکھتے ہوئے ہمکو افسوس آتا ہے کہ شیخ نے اپنا سفرنامہ
نہین لکھا کاش وہ اپنی سیر وسیاحت اور زندگی کے حالات تفصیلی طور پر لکھتا تو آیندہ نسلون کے
لئے بہت مفید و دلچسپ ذخیرہ ہوتا جب وہ سفر سے واپس آیا اوسکے احباب نے حالات
سفر قلمبند کرنے کی درخواست کی تھی پر اوسنے یہہ کہکر اونکو راضی کر دیا کہ اس قصہ دراز کیلئے
فرصت چاہئے مین چاہتا ہون کہ افعال واقوال عارفان باکمال جو ہندوستان مین گذرے
ہین معتبر طریق پر لکھدون اور اسی بنا پر اوس نے کتاب سیر العارفین لکھدی - بات یہہ ہے
کہ اوسوقت مسلمان آزادی پسند تھے اونمین نمایش و نمود نہ تھی اگرچہ وہ بزم شعرا مین شیوا
بیان شاعر اور بادشاہون کے دربار مین معزز ہمدم و مقدس ندیم تھا پر قدرتی طور سے اوسکی
طبیعت پر لذت فقر غالب تھی وہ اپنے درویشانہ حالت مین مست اور تصوف مین ڈوبا
ہوا تھا اکابر طریقت کے ساتھ اوسکو خاص تعلق تہا لہذا سفرنامہ لکھنے کی طرف اوسنے توجہ نہین
کی **اولاد** مولانا کو خدا نے مثل مہر وماہ دو روشندل فرزند عطا فرمائے تھے جنکے حمکدار
نامون سے صفحات تواریخ روشن ہین (شیخ عبدالحی) اور (عبدالصمد عرف شیخ گدائی) شیخ
عبدالحی کا تذکرہ ہم اسی شعرا کی انجمن مین لکھین گے - اور شیخ گدائی کا فروغ بزم امرا مین
دکھایا گیا ہے **واقعات غریب** اب ہم بعض حیرت انگیز واقعات عہد سلطان
سکندر لودی جسکو شیخ کے زمانہ کے وقایع کہنا بیجا نہین دلچسپی ناظرین و خبرت سامعین کی غرض
سے ذکر کرتے ہین - **نقل** بالائے حوض شمسی کسی مُردہ کے دفن کرنیکو قبر کھودی گئی کھودتے
کھودتے ایک پتھر کی چٹان نکلی دیکھتے کیا ہین کہ اوسکے نیچے ایک مرد کملی پوش قرآن مجید رحل پر
رکھے ہوئے تلاوت کر رہا ہے اوس نے پوچھا کیا قیامت قایم ہوگئی میت کے ساتھ کے
لوگ یہہ امر عجیب دیکھکر حیران رہگئے فوراً اوسکو بند کر دیا پھر دیر تک کان لگا کر آواز
تلاوت سُنتے رہے سوداوراق عرض کرتا ہے وہ بزرگ صاحب تلاوت اولیاء اللہ مین سے

ہونگے جنکی شان مین فرمایا گیا ہے۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ۔ مقبولان بارگاہ صمدیت کی موت انتقال جسدی ہے جو جیب کو جبیب سے ملادیتی ہے درحقیقت وہ زندہ جاوید ہین ؎ ہرکہ دریاد خدا دایم بود ٭ تا خدا قایم بود قایم بود ٭ اور جبکہ یہ معلوم ہے کہ حوض شمسی پر صدہا اولیا رکرام مدفون ہوئے ہین تب اس امر کے باور کرنے مین ذرا شک نہین رہتا۔ **ایضاً** ایک شخص نے شکار مین خرگوش ذبح کیا شکاری کے ہاتھ مین چاندی کی انگوٹھی تھی خرگوش کا خون لگ کر سونے کی ہوگئی بادشاہ نے دیکھا اور تعجب کیا **ایضاً** خدا کی قدرت دیکھئے ایکبار بادشاہ سفر مین تہا شریف الملک نے جنگل مین بیخ آک سے مسواک کی اونکی سفید داڑھی بالکل سیاہ ہوگئی بادشاہ اور تمام خلقت دیکھکر متعجب رہ گئے۔

چراغ طلسم ایک شخص مکان کی نیو کھود رہا تہا زمین کے اندر سے ایک چومکھا چراغ برآمد ہوا اوس شخص نے جلانے کے لایق سمجھکر رکھ لیا رات کو تھوڑا تیل ڈالکر روشن کیا جلاتے ہی دو شخص پیدا ہوئے مالک خانہ نے پوچھا تم کون ہو کہا ہم اس چراغ کے موکل ہین جو حکم ہو بجا لائین وہ شخص سوداگر کی لڑکی پر عاشق تہا اور مواصلت ناممکن تھی تجربہ کی غرض سے اپنا مطلب بیان کیا موکل لڑکی کو معہ چارپائی جسپر وہ سو رہی تھی اوٹھا لائے بعد فراغ عیش و کامرانی آخر شب اوس شخص نے حکم دیا جہان سے لائے ہو وہین پہونچا آؤ موکلون نے تعمیل کی پھر تو ہر شب یہی معمول ہوگیا لڑکی یہ واقعہ عجیب دیکھکر حیران و پریشان تھی رفتہ رفتہ خوف زدہ ہوکر بیمار ہوگئی چہرہ پر زردی چھا گئی ناچار لڑکی نے اپنی مان سے اور مان نے لڑکی کے باپ سے سارا قصہ کہا سوداگر نے وسایل بہم پہونچا کر بادشاہ کی خدمت مین حقیقت حال عرض کی بادشاہ نے کوتوال کو تجسس کا حکم دیا کوتوال نے ہرچند جستجو کی سراغ نکلا بادشاہ نے اپنے وزیر (میمان بہوا)

ؐ ترجمہ سن رکھو جو لوگ اللہ کی طرف ہین وہ مرتے نہین بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان مین چلے گئے ہین نہ ڈر ہے اون پر نہ وہ غم کہا دین بلکہ زندہ ہین اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہین ۱۲۔

سے جو بڑا مدبر اور دانشمند تہا اس معاملہ کی سراغرسانی و انکشاف کی تاکید بلیغ کی میان بہوا نے
سوداگر سے کہا لڑکی کو سمجہا دیجئے کہ وہ گلاب کا شیشہ اور زعفران اپنے ساتھ لیتی جائے اور
جوان کے کپڑون و بستر و خوابگاہ پر رنگ کر آئے لڑکی نے ایساہی کیا - صبح دیکہکر جوان کو خیال
ہوا کہ آج یہ نئی بات کیا ہے - اوسنے موکلون کو خبر کی اور تدبیر پوچہی - موکلون نے زعفران لاکر
بادشاہ اور ملازمان شاہی اور تمام مردمان شہر کے کپڑون پر اوسیطرح چہڑک کر نشان کر دئے -
بادشاہ متحیر ہوا - میان بہوا نے عرض کیا یہ کڑی گرہ ذرا نرمی سے کہلے گی - اور یہ قسم کلام اللہ
سارے شہر مین منادی کرادی کہ جس شخص کا یہ فعل ہے وہ حاضر ہو کر صاف کہدے اوسکی جو مراد
ہوگی پوری کیجائے گی آخر جوان نے خیال کیا ؎ نتیجہ کار بد کا کار بد ہے ٭ سو دن چور
کے تو ایک دن ساہ کا ضرور ہوتا ہے - چراغ لیکر خدمت سلطانی مین حاضر ہوا حقیقت
حال بے کم و کاست راستا راست عرض کردی - بادشاہ نے لڑکی کا نکاح جوان کے ساتھ کرا دیا
اور چراغ لے لیا - کہتے ہین کہ بادشاہ کو رازہائے نہفتہ پر جو خبر ہو جایا کرتی تھی اور کشف
اسرار نہانی اوسکو حاصل تہا اوسی چراغ کی بدولت تہا - اور بعض اہل خبر بادشاہ کی خوارق
کے قایل ہین اس بادشاہ کے وقت مین اسلام و علم نے بہت رواج پایا ہندو اسی کے
زمانہ مین فارسی لکہنے پڑہنے کی طرف متوجہ ہوئے اوس سے پہلے ہندؤن مین تحصیل فارسی کا معمول
نہ تہا دہلی مین (موٹھ کی مسجد) انہین میان بہوا وزیر کی بنائی ہوئی ہے جسکا قصہ مشہور ہے -

شیخ عبدالحی خلف الصدق اولین شیخ جمالی دہلوی فضایل علمی و شعری
سے آراستہ اور شیر شاہ و سلیم شاہ کے خاص الخاص ندیم و مصاحب تھے **حیالی** تخلص تہا -
باپ بہت چاہتے تھے گویا عشق تہا - اونہون نے عجیب و غریب طبیعت پائی تھی - ہر دلعزیز
جگت آشنا تھے - اپنے کمال ہنرمندی قابلیت - وسعت اخلاق - اور بے انتہا داد و دہش نے
ایک زمانہ کو مسخر کر لیا تہا - علما - فقرا مشایخ - ملان - شعرا - طلبا - غربا - اغنیا - ظریف - ادیب
خواص سے لیکر عامہ ناس تک سب کے ساتھ نہایت حسن سلوک و سادگی سے ملتے تھے خاطر

تواضع دلجوئی خلق اللہ ان کا مقصد اعلیٰ تہا ہمیشہ سبکے دلون کو مٹھی مین لئے رہتے گویا اس پر پورا عمل تہا **شعر**

دل بدست آور کہ حج اکبر است	از ہزاران کعبہ یکدل بہتر است

کلفت و ملال کو انکے مزاج مین ذرا دخل نہ تہا - ولایت سے جس فن کا آدمی آتا انکا گہر اوسکے لئے وقف تہا اوسکے ساتھ ہر طرح کی رعایت و خدمت کرتے - دولت کثیر جو ترکہ پدری سے پائی تھی سب صرف اوقات یاران معاش کردی - اور باوجود بے انتہا عزت و بزرگی کے جو خدا نے اونکو دی تھی نہایت بے تعلقی و بے تکلفی کے ساتھ زندگی بسر کی غایت بے تکلفی سے خاص درجہ قبولیت حاصل کرلیا تہا - باوصف صحبت سلاطین و ذوق وشوق وسیر و تماشا وحظوظ دنیوی اور اُمنگ بہری ہوئی طبیعت کے فقر و فنا اور دردمندی کا جو سرمایہ سعادت ابدی ہے پورا مذاق رکہتے تھے سرور باطنی کا کامل حصہ پایا تہا - شعر مین بدیہہ گو اور بسیار گو تھے جو قوت و قدرت شعر گوئی مین انکو حاصل تھی کاش اوسکے ساتھ فکر اور دقت نظر بھی ہوتی تو آثار غریبہ اوس سے ظہور مین آتے - خلاصہ یہہ کہ جیسی اوسکو کلام پر قدرت تھی بوجہ عدم تفکر ندرت نہ تھی شیر شاہ بادشاہ کو شیخ کے ساتھ لطف خاص تہا اکثر سفر و حضر مین اپنے ساتھ رکہتا اور ہرگز جدائی گوارا نکرتا تہا -

نقل ملو قادر شاہ خاندان شاہان مالوہ (مندو) کے غلامون مین امیر کبیر تہا سلطان بہادر شاہ بادشاہ مالوہ کی قتل کے بعد ملک پر قابض ہوکر قادر شاہ اپنا نام رکہا جن دنون شیر شاہ ہمایون کے ساتھ لڑ رہا تہا شیر شاہ نے قادر شاہ کے نام اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ جب مغلیہ سپاہ بنگالہ مین آوے تم خود آگرہ پہونچکر یا اپنی فوج بھیجکر خلل انداز ہونا - قادر شاہ فرمان پڑہ کر نخوت دولتی کے غرور مین ایسا ناراض ہوا کہ جواب مین شیر شاہ کے نام فرمان لکہا اور پیشانی پر مہر کرکے روانہ کیا سیف خان اوسکے ندیم نے سمجہایا کہ شیر شاہ اسوقت جونپور کا بادشاہ ہے اور شوکت اوسکی اس درجہ بڑہ گئی ہے کہ دہلی کے بادشاہ سے مقابلہ کر رہا ہے اوسکا

تیرے نام فرمان لکہتا اور اوسپر مہر لگانا حق بجانب ہے۔ قادر شاہ نے جوابدیا وہ جونپور و بنگالہ کا بادشاہ ہے تو مین مالوہ کا بادشاہ ہون مین کیون دبکر بات کرون۔ جب یہہ فرمان شیر شاہ کی نظر سے گذرا اوسکو طیش آیا اور نشان مہر علیحدہ کرکے بطور یادداشت غلاف خنجر مین رکہہ لیا اور کہا انشاءاللہ تعالیٰ حاضری کے وقت اس گستاخی کا سبب پوچہا جائے گا۔ جب شیر شاہ ہندوستان کا بادشاہ ہوا سنہ ۹۳۹ نو سو انتالیس ہجری مین بعزم تسخیر مالوہ حوالی سارنگپور مین پہنچا قادر شاہ کے چہکے چہوٹ گئے ہراسان ہوکر بصلاح سیف خان یلغار حاضر آیا۔ شیر شاہ نے پوچہا ڈیرہ کہان ہے عرض کیا حضرت کے قدمون مین شیر شاہ کو یہہ بات پسند آئی۔ خلعت و پلنگ خاص معہ جامہای خواب واسباب توشک خانہ عنایت فرمایا اور سرکار لکہنوتی عطا کرکے حکم دیا اہل و عیال کو وہان پہونچاکر خود حاضر خدمت رہو ناچار قبول کرنا پڑا۔ ایکدن قادر شاہ دربار کو جاتا تہا دیکہا کہ مغل جو اسیری مین آئے تھے بیلداری و گل کاری کا کام کر رہے ہین اور لشکر کے گرد خندق کھودتے ہین۔ ایک مغل نے اسکی طرف مخاطب ہوکر یہہ مصرعہ پڑہا **مصرعہ** مرا سے بین بدین احوال و فکر خویشتن مسکین قادر شاہ ڈرا اور موقع پاکر دوتین منزل مفرور ہوگیا شیر شاہ نے اوسکے بہاگ جانے کی خبر سنکر کہا **مصرعہ** با ما چہ کرد دیدی ملو غلام گیدی ✤ شیخ عبدالحی موجود تھے اونہون نے فی البدیہہ جوابدیا **مصرعہ** قولیست مصطفیٰ را لاخیر فی عبیدی ✤ جس وقت شیر شاہ نے کوہستان پر فتح پائی شیخ نے مبارکباد مین کہا **مصرعہ** مبارک بادشاہا کوہستان ✤ شیر شاہ[1] نے مہربانی سے جوابدیا **مصرعہ** تو ہم اے شیخ یک لکھ تنکہ بستان ✤ اور لاکہہ تنکہ شیخ کو مرحمت فرمائے۔ تنکہ ایک سکہ تہا چاندی مین کچھ تانبا ملاکر بناتے تھے اوسکی قیمت بقدر نصف روپیہ اکبری کے ہوتی تھی اکبری روپیہ اور گورنمنٹ انگریزی کا روپیہ قریب برابر ہے لہذا ایک تنکہ آٹھ آنہ بہر سمجھنا چاہیے۔

[1] شیر شاہ ہندوستان کے نہایت عمدہ بادشاہون سے تہا بنگالہ سے پنجاب رہتاس تک بمسافت ڈیڑہ ہزار کوس پر مہمان سرائے آباد کرنا اومین مسجدین بنانا ہندو و مسلمان مسافرون کو یکچشم زدن تمام سراؤن مین خشک و تر کہانا تقسیم کرانا ذریعہ ڈاک چوکی دو تین دنمین بنگالہ سے رہتاس تک خبر پہونچانا آسایش مسافرون کے لئے سڑکون پر میوہ دار درخت لگوانا گہوڑے کے داغ کا رواج دینا تنکہ کی جگہ روپیہ ایجاد کرنا اسکے صدہا کارنامے ہین رویاے صادقہ جب ماں کے پیٹ مین تہا اسکی ماں نے خواب مین دیکہا کہ چاند آسمان سے اوترکر میری گود مین آگیا ہے حسن خان باپ تہا جو ہرے ذکر کیا پٹہان تو تہے ہی جہالت اونکے لیے دلیل اصالت تھی باپ نے شیر شاہ چند کوڑے پہٹکار دئے نیکبخت بی بی کراہ کر بولی میرا گناہ کیا تہا جسکی یہ تعزیر دی گئی اوسنے کہا یہ خواب مژدہ ہے ایک فرزند

شیر شاہ کے انتقال کے بعد سلیم شاہ[1] کے دربار مین بھی شیخ کا اوسیطرح طوطی بولتا رہا سلیم شاہ نہایت قدر و منزلت کرتا تھا شیخ نے اوسکی تعریف مین بہت قصیدے لکھے ہین **شیخ کی وفات**

دوروز ایک وضع پہ رنگ جہان نہین	وہ کونسا چمن ہے کہ جسکو خزان نہین
ہر گل ہے اس چمن سے گریزان برنگ بو	سرو چمن ہے کون جو سرروان نہین

شیخ ابھی عالم شباب مین تھا جوانی کی پوری بہار ندیکھ پائی تھی کہ پیغام اجل آپہونچا ۹۳۲ھ ہجری اوسکی پیدایش کا زمانہ ہے ۹۵۹ھ ہجری مین بعمر چھتیس ۳۶ برس رہ نورد ملک بقا ہوا دہلی مین مزار پدر کے پاس صفہ بیرونی مین راحت پائی۔ سید شاہ میرک[2] متوطن آگرہ نے جو شیخ کا شاگرد تہا تاریخ وفات مین یہ قطعہ لکھا ہی **قطعہ وفات**

تتمہ صفحہ ماسبق قوی طالع پیدا ہونے کا ارباب تجربہ کا قول ہے اچھے خواب دیکھکر آنکھ کھول جائے تو باقیماندہ شب سونا نچاہئے تاکہ نتیجہ زایل ہونیسے ناخوشی سے تمکو دکھ نہین دیا غرض یہ ہی کہ اس ڈر سے بقیہ شب تمکو نیند نہ آئے۔ **بشارت** ایکدن چار برس کی عمر مین شیر شاہ جیسا کہ لڑکون کی عادت ہی رو کر اپنے باپ سے ایکدرم مانگتا تہا ایکدرویش صفا حال جا رہے تھے ہنس کر فرمانے لگے سبحان اللہ ہند کا بادشاہ ایکدرم کے لئے رو رہا ہی حسن خان خوش ہوا اور بالاخر خواب و بشارت کے موافق ظہور مین آیا۔ **عدل** ایکدن شاہزادہ عادل خان بڑا بیٹا بادشاہ کا فیل سوار آگرہ کے کوچہ مین گذرا ایک بقال کی عورت اپنے گھر مین برہنہ نہا رہی تہی سکی دیوارین نیچی تہین شاہزادہ نے اوس جمیلہ کو برہنہ دیکھکر بیڑہ پان اوسکی طرف پھینکدیا عورت تھی پاکدامن شرم سے جان دینے پر آمادہ ہوگئی اسی اثنا مین شوہر آگیا اوسنے سمجہا بوجہا کر ہلاکت سے باز رکہا اور بیڑہ پان لئے ہوئے جرگہ فریادیون مین داخل ہوکر بادشاہ سے عرض حال کیا بادشاہ نے افسوس کیا اور بمقتضاء انصاف حکم دیا کہ اسیطرح بقال کو ہاتھی پر سوار ہوکر عادل خان کی عورت کو اوسکے سامنے کیا جاوے تاکہ وہ اوسکی طرف بیڑہ پان پھینکے اور وزرا کی الحاح و عرض و معروض پر بھی التفات نکیا اور فرمایا امیر وزیر فرزند رعیت عدل مین میری نزدیک سب برابر ہین ہرگز روا نہین کہ میری فرزند رعایا کے ساتھ ایسی لغو حرکت کرین آخر بقال نے خود راضی نامہ دیا تب بادشاہ نے سکوت کیا دیگر افغانان سور جو ہمقوم شاہ تھے متدعی ہوئے کہ اپنی قوم کی زیادہ رعایت کرنی چاہیئے تاکہ دوسری قومون مین اونکی عزت ہو ذرا تامل کرکے جوابدیا اگر مین ایسا کرون تو قوم سور کا بادشاہ کہاؤنگا اور جو سب پر عاطفت شاہانہ برابر ہوگی تب ساری قوم افغان کا بادشاہ مانا جاؤنگا **رحلت شاہ** ۱۲۔ ربیع الاول ۹۵۲ھ ہجری کو جبکہ قلعہ کالنجر کا محاصرہ کئے ہوئے تہا بانون مین آگ لگ جانے سے جلکر مرا لیکن تادم واپسین قلعہ فتح کرنے کی تاکید کرتا رہا بالاخر قلعہ تو ہاتھ آگیا پر اسکی جان ایسی گئی کہ پھر نہ آسکی **شعر** امید بسے تر آید وسے چہ فائدہ زانکہ ✣ امید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید ✣ **قطعہ وفات یہ ہے** شیر شاہ آنکہ از صلابت او ✣ شیر و بز آب را بہم مے خورد ✣ چون برفت از جہان بدار بقا ✣ گشت تاریخ او ز آتش مرد ✣۔ ۹۵۲

[1] سلیم شاہ جسے اسلام شاہ بھی کہتے ہین بعد پدر آٹھ برس چند مہینہ پادشاہی کرکے ۹۶۱ھ ہجری مین مرگیا۔

[2] سید شاہ میرک سید عالی نسب میر سید شریف جرجانی کی اولاد سے جزئیات فنون اور نوادر امور مین بےنظیر وقت تہا

نادر العصر شیخ عبد الحی ــــ کہ بوصفش مرا زبان نبود
وقت نزعش بپرسیدم من ــــ گفتم ای چو تو در جہان نبود
سال تاریخ خویش خود فرما ــــ کہ چو او در دہر زبان نبود
گفت تاریخ من بود نامم ــــ بندہ وقتی کہ در میان نبود

شیخ عبد الحی مین سے لفظ عبد دور کردیا شیخ الحی رہا اوسمین سن وفات نکلتے ہین۔

شیخ محمد دہلوی۔ دہلی کے اکابر علما اور اماجد شرفا مین تھے۔صاحب منتخب نے بضمن شعرار عہد اکبری انکا ترجمہ یون لکھا ہے۔علو حسب و نسب و فضایل مکتسبی و موروثی مین یگانہ زمانہ تھے بعد آشنائی غریبانہ چند سال کے جس سال شاہی لشکر تسخیر قلعہ چیتوڑ کے واسطے جارہا تہا اتفاقاً قصبہ (باری) کے نواح مین میری انسے ملاقات ہوگئی وقت بہت تنگ تہا ایک ساعت بھی یکجائی وہمکلامی کا موقعہ نملا ؎ ملگئے راہ مین مگر نملے ؛ وہ اودہر ہم ادہر چلے آئے ؛ اگرچہ نظر بہ عظم شان وجامعیت فضایل ذیل شعرا مین اونکا ذکر کرنا موزون نہ تہا الا گاہ گاہ نظم فرماتے تھے لہذا یہ مطلع اونکا بطور یادگار لکھا گیا۔ مطلع

اگر بروز غمت صبر اختیار کنم ــــ چو اختیار نماند بگو چہ کار کنم

اوسی کتاب کے صفحہ ۱۹۹ مین ذکر کیا ہے ملا نور الدین محمد ترخان نوری تخلص کو تاتار خان حاکم دہلی کے ساتھ ناخوشی تھی ملانے اوسکی ہجو مین اڑہائے سو بیت کا قصیدہ لکھا ہے اور بزرگان دہلی کے ساتھ گستاخیان کی ہین یہ بیتین اوسی قصیدے کے ہین ؎

آہ ز دہلئے و مزار اتھ ــــ زر زخرابئے عمار اتھ
مفتئ دہلی است میاں حاجی لال ــــ مفت نداد است فتاد اتھ
حاکم شہر است ز تاتار خان ــــ خادم او چہرہ حمار اتھ
شیخ حسن چاتئے نہ بزہری ــــ چک چک بسیار و چکا چاتھ
وقت صلواۃ است طہارا تھ ــــ مقری برآمد بمنار اتھ
شہر کشی و شہر کش شہر کش ــــ لک لک بسیار و لکا لاتھ

شیخ محمد کنبو نے جو فضلائے دہلی سے تھے تمام قصیدہ کا جواب دو بیت مین دیا ہے **قطعہ**

نور دین لادہ پدر او ازین ــــ زادہ چنین لادہ زلادا تہ
بکنی دہ آن آلیہ بیہودہ گو ــــ لیس جواب المخرا فاتہ

اوسی زمانہ ۹۷۳ ہجری مین جبکہ شہنشاہ اکبر نے حکیم مرزا پر لشکر کشی کی تہی شاعر ہجو گو براہ خیرہ سری وخلاف ورزی پنجاب سے اپنی جاگیر کو لوٹ گیا بادشاہ کو بدگمانی پیدا ہوئی اوس سفر سے مراجعت

کرنے کے بعد فتحپور پھونچکر چند سال معرض عتاب اور کشاکش حساب و کتاب مین رکھا شاعر ہذیان سرا نے بہت ذلت و تکلیف اوٹھائی کہتے ہین کہ اوسی گستاخی و بے ادبی کے سبب جو اوس نے بزرگون کے ساتھ کی تھی یہہ خواری اوسکو نصیب ہوئی۔

بہادر شاہ باپ کا نام محمد حیات تہا (مارہرہ) کے رہنے والے تھے۔ سلسلہ نسب نو واسطون سے خواجہ حسن ملتانی مارہروی تک پھونچتا ہے۔ اور چودہ واسطون سے شیخ عبد اللطیف مجاہد کے ساتھ ملتا ہے شاعر نامدار خوش فکر بدیہہ گو بلاغت شعار تھے عربی مین مصباح تک تحصیل کی تھی فارسی مین تبحر حاصل تھا۔ انکے دقیقہ سنج طبیعت نشتر زن عروق معانی اشکالات۔ اور قوۃ حافظہ پریخانہ فراوان معلومات تھی۔ حدت ذہن و جودت طبع سے مسایل علمی مستحضر۔ اور حکایات لطیف و صدہا اشعار و قصاید و مثنویات طولانی از بر تہین۔ محمد جعفر اصفہانی و دیگر ماہران سخن کے ساتھ ہمصحبت رہی۔ پہلے محو پہر شاہ تخلص کیا وضع نہایت سیدہی سادی تھی مزاج مین مطلق تکلف نہ تہا گذشتگی و شکستگی شعار خاکساری و فروتنی عادت تھی معاصرین اوستاد مانتے اور عزت کرتے تھے ؎ بہادر شاہ سلطان معانی ٭ سر سیر علم را صاحبقرانی ٭ غزل۔ قصیدہ۔ تاریخ۔ معما۔ پہلی۔ ہر قسم کلام پر قادر تھے بسبب وسعت حوصلہ کبھی کلام فراہم کرنے کا خیال نکیا یہی سبب ہے کہ بہت سا کلام انکا دست برد فنا ہو گیا بعض عزیزوں نے کچھ جمع کر لیا تہا کہ بصورت دیوان اس ہیچمدان کے پاس موجود ہے اومین سے تھوڑا سا شادابی خاطر ناظرین کے واسطے یہان درج کیا جاتا ہے **وھو ہذا**

قطرۂ خوی زرخش رنجیت فروگل گردید ٭ نالہ از دل من سرزد و بلبل گردید
(خوی یعنی پسینہ)

داغ آغشت بخون لالۂ حمرا گل کرد ٭ آہ پیچید بخود طرۂ سنبل گردید

دوش از عکس رخ یار و نگاہ مستش ٭ جام مل گل شد و گل درکف او مل گردید

ہمچو مرغی ز قفس جستہ کہ در دام افتد ٭ دل ز خط جستہ گرفتار بہ کاکل گردید

نیست مطلوب کلام دگر استاد درا ٭ شاہ تا معتقد طالب آمل گردید

ایضاً

طلب درد کن و خاطرِ مسرور گذار / پنبہ بردار نمک بر سرِ ناصور گذار

شاہ طوفِ دلِ خود کن کہ شفا کے خوش گفت / حلقہ زن بر درِ دل کعبہ بہ جمہور گذار

ایضاً

گہ زیبِ حرم باشی گہ شمع کلیسائی / تا چند کنی جلوہ در پردۂ رعنائی

ہر کس کہ نظر آید زنار بسر دارد / کافر شدہ یک عالم زان زلفِ چلیپائی

بردار ز رخ پردہ یک لحظہ تماشا کن / اے بر سرِ راہِ تو خلقے است تماشائی

در بزم چو بنشیند صد فتنہ بپا سازد / برخاستنش باشد یک آفت بالائی

ایضاً

از تیغ آن ستمگر در ہر گذار و کوئی / غلطان سری بطرفی رقصان تنے بسوئی

آمد شبی بخوابم سرمست نازنینی / کاکل بپا فگندہ نازک میان چو موئی

زلفِ سیہ چہ زلفی از مشک ناب چوگان / سیب ذقن چہ سیبی از سیم سادہ گوئی

اے شاہ گر توانی حرفے بزن کہ حیف است / مُہرِ سکوت بر لب مثل تو تازہ گوئی

ایضاً

نشانیدی بخاکم قد بناز افراختی رفتی / قیامت بر سرِ این خستہ برپا ساختی رفتی

کشادی زلف را و دود از نہادِ دل بر آوردی / نمودی روی خود آتش بجان انداختی رفتی

ز بیدادِ تو در پیش کہ نالم ای شہِ خوبان / سپاہِ غمزہ بر اقلیمِ جانم تاختی رفتی

زدے لاف از تحمل شاہ در پیش نگاہ او / بیک دیدن دل و دین صبر و طاقت باختی رفتی

ایضاً

بلبل نکند یاد ز گل گر بدن اینست / یک غنچہ نخندد بچمن گر دہن اینست

گل چاک زند جیب اگر پیرہن اینست / روشن نشود شمع دگر گر بدن اینست

رضوان بہ ثمرہائے بہشتی نکند ناز / گر در چمنِ حسن تو سیبِ ذقن اینست

بوئیش همرای باد که جیب مه کنعان
گردد چو کتان پاره اگر پیرهن اینست

ای شاه ز اوصاف کلامت چه توان گفت
گوهر بصدف آب شود گر سخن اینست

با این قد و قامت بقیامت چو در آئی
آید چه قیامت ز تو بر جان قیامت

حشر دگر از بهر شهیدان تو سازند
تنگست بعشاق تو میدان قیامت

ز همرهانش یکی گفت کای وفا دشمن
ز درد دوری تو مرگ شاه در پیش است

بخنده گفت خمش باش این چه جای غم است
بهر کدام همین شاهراه در پیش است

دی شب بکه برخوردی و مهمان که بودی
ای کان ملاحت نمک خوان که بودی

بیمار تو از حسرت دیدار تو جان داد
بیدرد بگو در پی درمان که بودی

در گوشهٔ چشم تو بود نقطهٔ خالی
یا نافهٔ مشک است که افگنده غزالی

گفتمش قتل من خسته چسان میخواهی
گفت گاهی بتغافل به نگاهی گاهی

چو زخم از خنده خون گریم ز حال من چه میپرسی
نشاط من باین رنگ از ملال من چه میپرسی

بر لعل تو سبزه رنگ بسته
یا چشمهٔ خضر زنگ بسته

ز سبزه پشت لبش نوبهار پیدا کرد
که در نواح یمن سبزه زار پیدا کرد

من دوشتی که جای گل دل صد چاک میروید
اگر از نخل بر سی آه آتش تاک میروید

زمین میکده دارد عجب خاصیت ای زاهد
که گر مسواک بنشانی بجایش تاک میروید

چو افشانم سرشک از دیده انجم از زمین خیزد
چو دود از دل کشم نیلوفر از افلاک میروید

آمد فروز اسپ و به قلم شتاب کرد
سر بر گرفت از تن و پا در رکاب کرد

ساقی بگیر جام که من بیخبر شدم
کیفیت نگاه تو کار شراب کرد

از سرو سهی باره گل از بید بر آید
امّا نه امید از تو که امید بر آید

شهر است همه منتظر از گوشهٔ ابرو
یک عشوه بفرما که مه عید بر آید

برداشت ملک سوی فلک این غزل شاه
تا نغمه زه از لب ناهید بر آید

طرفه بیدادے بمن زان جنبش ابرو گذشت
کار جان از تاب و تاب از دل و دل از پهلو گذشت

کو مسیحا تا کند بیمارئ دل را علاج
صبر از غم غم ز درد و درد از دارو گذشت

شاه ایام جوانی رفت و پیری در رسید
خواهش از دل دل ز قوت قوت از بازو گذشت

از بهاران نکشم منت تکلیف جنون
خضر دیوانگیم سبزه نوخیز کسے است

ناصحا پند تو تلخ است بہ پیشم که دلم
چاشنی گیر کلام شکر آمیز کسے است

خال که جا بر لب جانان گرفت
مور وطن در شکرستان گرفت

خوردن خون گشت نصیب دلم
بوسه ز لعل لب تو پان گرفت

پے رخ آن سرو گل اندام شاه
خاطرم از سیر گلستان گرفت

دل چاک شد از تیغ نگاه تو جگر هم
باقی است هنوزم هوس زخم دگر هم

گردید میان دو عدم هستئ ما گم
تنها نه دهانش زده ره بلکه کمر هم

دشنام دهی گاه و گهے بوسه کنی لطف
زهر است نهان در لب لعل تو شکر هم

بآتش مے نشاند لاله را روئے که او دارد
ز سنبل مے برآرد دود گیسوئے که او دارد

فریبد حور و غلمان را بخود روئے که او دارد
برد از راه جنت را سر کوئے که او دارد

نماید شمع را پامال حسرت سان نمش
دل آئینه سازد آب زانوئے که او دارد

سپر مے افگند خورشید پیش روئے تابانش
بماه نو کشد [illegible] ابروئے که او دارد

صفائے عارضش صبح وطن را زنده می سازد
خبر از شام غربت می دهد موئے که او دارد

فدای شاه از تندئ طبع شوخ بے پروا
بجان برق آتش مے زند خوئے که او دارد

بفریب وعده تا کے ره انتظار گیرد
بقرار خود وفا کن که دلم قرار گیرد

چو ز باده رخ فروزد به فرنگ در روم تا زد
چو ز طره چین گشاید ختن و تتار گیرد

بچمن خرام یکره که خزان ز یاد در آید
لب خود ز خنده وا کن که جهان بهار گیرد

پس مرگ شاه خواهد که بحشر شل یا قبر
چو سر از کفن برآرد ره کوئے یار گیرد

به بابِ مسجدم نے لایقِ دیر
حسن شد زندهٔ جاوید بفیض نگهم
داده ام شاه دلِ خویش به طفلیکه برش
بیمارِ ترا چاره ز عیسی شدنے نیست
حسن را پروازِ شهرت مے دهد بازوی عشق
همچو شمع کشته از کم التفاتی هاش شاه
نظر به حال کن در درسگاهِ دهر ای نادان
مثلِ آن شمع که مے میرد بیازش سوزند
باطن ز درد پر بود اربابِ فیض را
پوشیده ماند جوهرم از دستِ مفلسی
بوترابی است مشربم اے شاه
شاها فروتنی نکند کسرِ شانِ تو
لبش جان بخشد و چشمش بکشتن میل مے دارد
رخش گل چشم نرگس سرو قد زلفش سنبل
چون سیلِ اشک نیست صدائی زما بلند
یکدم آسوده نباشم چون نبض
عمر بگذشت بکنج قفسم
دلا با خاکساری ساز کو سامان ترا باید
چشمِ انعام ز روشن گهران دار که ماه
سختئ دوران کند هموار جانِ سخت را

کس از گبر و مسلمانم ندانست
چشمهٔ آبِ بقاء و نظرِ پاک یکے است
سیرِ گلزار و تماشا ر دلِ چاک یکی است
باشد ز بستن به شدن اما شدنی نیست
شورِ شیرین در جهان از کوهکن برجا است
داغ بر دل آه بر لب ز انجمن برجا است
که چندان اعتباری نیست استقبال و ماضی را
داغِ نو بر سرِ داغِ دگر افتاده مرا
بنگر که گریه از تهِ دل هست چاه را
چون تیغ زنگبار نه بشناخت کس مرا
بے سبب نیست خاکسارے ما
قدر از نزدِ دل کم نشده جبرئیل را
مخالف دیده ام در دینِ عیسی این فرنگی را
بحسنِ اتفاق این تازه یاغی کرده ام پیدا
باشد روان بغیرِ جرس کاروان ما
زندگانی است طپیدن ما را
شد فراموش پریدن ما را
که دانه چون بخاک آمیخت برگ و بر شود پیدا
فیض از پرتوِ خورشید رباید هر شب
نرم آخر میکند سوهان کمانِ سخت را

رباعیات

از باغ جہان لالہ عذاران ہمہ رفتند — وز بزم طرب بادہ گساران ہمہ رفتند

مجنون بہ بیابان شد و فرہاد بہ کہسار — ما یا کہ نشینم کہ یاران ہمہ رفتند

بر مسند اقبال نشستی داری — غفلت تا چند ہمچو مستی داری

بیدستان را یدستگری دریاب — فرصت مدہ از دست کہ دستے داری

حجام پسر ہست حرامی پر فن — ناید ز پئے حجامت ہرگز سوئے من

چون شانہ دلم چاک بود از کف او — چون آئینہ حیرانم ازان گندہ دہن

تاریخ تولد فرزند

چو امداد حسن را خلعت ہستی ببر آمد — بحمد اللہ کہ نخل آرزو دیم را ثمر آمد

پئے تاریخ میلادش رقم زد خامہ ام مصرعہ — سرور سینہ نور دیدہ پیوند جگر آمد

عیدی

عید قربانست بدخواہ تو قربان تو باد — خالق اجسام و جانہا حافظ جان تو باد

بخت سعد و طالع فیروز دایم یاورت — دولت و اقبال و عزت زیب ایوان تو باد

پہیلی پلنگ

ایک پورکھ وہ سیہ کہاوے — چار پانون اور چلا نہ جاوے

شاہ اسکو بوجھے کو — سر کاٹے سے لنگڑا ہو

پہیلی شطرنج

دو لشکر ہم دیکھے بہائی — بن ہتیارون کرین لڑائی

گہر سے نکل کرین نہین کام — گہر ہی مین ہو سب کا سنگرام

چپراس

الٹا سیدہا واکا ناون — جسکے دیکھے ہالے گانون

نیکے لگے موہے وہ جہنکار — چوراسی — جس کا ارت اسی اور چار

فی الجملہ شاہ نے سب کچھ کھو سنکر بالاخر شہ ۱۲۵ ہجری مین ہمیشہ کے لئے کنج خموشی مین جگہ لی افسوس

شعر

آنانکہ بصد زبان سخن مے گفتند	آیا چہ شنیدند کہ خاموش شدند

دو فرزند ذی علم متقی و متشرع چھوڑے۔ محمد حسن پسر خرد نے ہند سے بیت اللہ کو ہجرت کرکے سنہ ۱۲۶ ہجری مین مدینہ طیبہ مین انتقال کیا اوسی بقعہ متبرکہ مین مدفون ہوئے انکی نسل باقی نہین۔ امداد حسن پسر اکبر بھی زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو آئے تھے جس سال باپ کا انتقال ہوا اوسی سن کے آخر مین بمقام باغپت ضلع میرٹھ رحلت کی وہین دفن کیے گئے۔ اونکے بیٹے منشی امیر حمزہ ہنرمند فارسی مین کامل الاستعداد سیاق مین ماہر تھے۔ اونکے بیٹے محمد حمزہ پولس مین سب انسپکٹر ہین شاہ کے مرگ کی بہت سی پر اثر تاریخین لکھے گئے ہین ہم بخوف اطناب چند قطعات پر اقتصار کرتے ہین۔

قطعہ تاریخ وفات از منشی کریم حسن کنبو مارہروی

شاہ فردوس خوابگاہ کہ بود	نکتہ سنج یگانہ رفت افسوس	انکہ میریخت از نئے قلمش	غزل عاشقانہ رفت افسوس
قمری خوش نوا نماند ایوای	بلبل خوش ترانہ رفت افسوس	انکہ با اہل علم و دانش داشت	صحبت جاودانہ رفت افسوس
انکہ در عرصۂ سخن تیرش	آمدی بر نشانہ رفت افسوس	انکہ بودہ است شہرہ اش در ہند	از گران ناگرانہ رفت افسوس
انکہ دایم بطاعت حق داشت	فرق بر آستانہ رفت افسوس	انکہ نادیدہ عالمش بودہ	مخلص غائبانہ رفت افسوس
	بادل چاک گفت اعتبار	الوری زمانہ رفت افسوس ۱۲ ھ ۵	

ایضاً نتیجۂ قلم معجز رقم حضرت مولانا شاہ سید صاحب عالم مارہروی

خاقانی عہد چون ز دنیا بگذشت	زین درد بگفت پیر و برنا افسوس	تاریخ وفات او خرد گفت ز درد	شاہ شعرا نماند ایوا افسوس

ایضاً

سخن سنج کہن شیرین کلامی	کہ بود او طوطی ہندوستان آہ	شکر ریزیہا شعارش ہمیداد	عجب لذت بگوش سامعان آہ

افادات وکمالات وصفاتش	نگنجد در ہزاران داستان آه	بہر وادی که دریا بیش بوده	وحید عصر و یکتای زمان آه
ازین دار فنا آن عازم خلد	چو بسته رخت ہستی ناگہان آه	قلم تاریخ سال رحلت او	۵۸ ھ ۱۲ نوشت آن شاعر شیرین بیان آه

وله

حیف مرده آنکه بہجر آتش رفت	تا فلک نالهٔ و آه شعرا	روز روشن ز فراق رخ او	تیره شب شد بنگاه شعرا
سر برہنه بفراقش شده اند	از سر افتاد کلاه شعرا	آه صد آه که از رحلت او	ماند بے شاه سپاه شعرا
بردی ادرا و نکردی ای چرخ	رحم بر حال تباه شعرا	چه دہم شرح که چون میگذرد	در غمش شام و پگاه شعرا
گشت بزم شعرا بے لذت	ایزد پاک گواه شعرا	شعرا چون نه سراسیمه شوند	که شد آن پشت و پناه شعرا
یارب اکنون که شود رہبرشان	شد نہان خضر ز راه شعرا	مضطرب چون نشوند آه که رفت	مایه حشمت و جاه شعرا
بنظرہا شده عالم تاریک	در خسوف آمده ماه شعرا	کرده بر شعرا بیداد	ایفلک چیست گناه شعرا
	اگر کسے سال وصالش پرسد	۵۸ ھ ۱۲ گو ز دنیا شده شاه شعرا	

عالم شاه متخلص بہ والا ابن محمد پناه متوطن قصبه طیبه مارہره

سلسله نسب چار واسطون سے محمد امین کے ساتھ ملتا ہے جو عہد محی الدین عالمگیر بادشاه غازی کے امراؤن سے تھے۔ شیفته مشرب وارسته طبع نازک مزاج عالی دماغ سخن مین بدیہه گو خوش گفتار شیرین مقال نازک خیال تھے امراء وقت عزت و احترام کرتے رہے سن باره سو بیس ہجری مین سفر آخرت اختیار کیا مصرعه (۱۲ ھ ۲۰) بہر او دروازه جنت شود ۞ تاریخ وفات ہے زمین سخن مین انکی گلکاریان ملاحظه کیجئے۔ **وله**

مرگ است منت خضر از بہر زندگی	خوشتر بود ز آبحیات آبرو مرا	دیوانهٔ گلیم که بوئے وفا دہد
نتوان فریفتن بہمین رنگ و بو مرا	مگو با ما سخن ای واعظ از ہنگامه محشر	تماشا کرده قد قیامت دستگاہش را
گر ہمه توبه نصوح است شکستن بہتر	ساقیا گر دو سه جامی کنی امداد مرا	ہر شام سیر زند چو شفق جوش خون ما
موقوف بر بہار نباشد جنون ما	گر چنین جلوه دہی بسم خودآرائی را	تاب نظاره کجا چشم تماشائی را
مشتاق تو زنده بامید خبر است	جان بر لب و چشمش بره نامه بر است	صیاد ندارد خبر از حال اسیران

افتاده بکنج قفسے مشت پری ہست
چو یار دیر و کعبه ره دو رسے روند
میرد بحسرتے که چرا بسمل تو نیست
یارب چه عذابست بران مرغ گرفتار
نه از اعجاز می آید نه از سحر و فسون آید
سپندم شعله ام برقم شرارم
گل داغم بهار لاله زارم
برنگ نخل شمع شعله باشد برگ و ساز من
هنوز از خاک این وادی سراب جنون آید

امروز در هندش بسر خود همه کس جا
ورنه کدام دل که بره منزل تو نیست
شمعے بخلوت دل من به ز داغ نیست
بسمل نه پسندند و طپیدن نگذارند
شهید آن کف دست حنا زنگم عجب نبود
بهر رنگی که هستم بیقرارم
دل شیدا اندازم محو دیدار که شد یارم
چو خار خشک دارد آب آتش بهار من
نه آه هست انیکه از جهان تا لب پیچیده آید

والا بکف انکه چو گل مشت زر همه نیست
ذوق شهید ناز تو یاد اگر مسیح
محتاج خانه ام بفروغ چراغ نیست
لب جان بخش و چشمش اینچه بلاهای کعد والا
ز خاکم جای سبزه پنجه مژگان برون آید
ندانم رنگ و بوی عافیت را
که چون آئینه از سر تا قدم یکچشم حیرانم
بصحرا الفتے باقی است شاید بروح مجنون را
نهال غم نگر روئید و بالیده آید

مرا گداز زکویش چه مشکل افتاده است
بسکه تن صاف ترا از آب زلال است ترا
تو کے در زندگی روزی نشستی در کنار من
فزون تر میشود از گریه من سوز داغ من
بکویت بود غوغائے زجور چشم و گیسویت
فلک شد کاغذ آتش زده از شعلهٔ آهت

بهر طرف که نگه میکنم دل افتاده است
میتوان دید که در دل چه خیال است ترا
که بعد از مردنم باشی نتیجے شمع مزار من
کند آب سرشکم کار روغن با چراغ من
نشد معلوم اے ظالم کرا کشتی کرا بستی
قیامت کرده والا طلسمی بر هوا بستی

فصل بهار سیر و تماشاے گلزار کو
جان بلب رسیده را طاقت انتظار کو
بوده سائیده سنگ جفا منظور خونی
مگر از آتش گل بود شمع بزم مار شدن
مگر کحل الجواهر بود خاک پاے شاه حمزه
غمزه بود از چشم جلاد وے کسے

رخ خمار میکشد باده خوشگوار کو
پذیر رونق از اهل کرم بزم سخندان
مرا معنی باریک شد از توتیا روشن
ازان چاه زنخدان سواد خط تقسیم
کرد والا مرا میگشت چشم مدعا روشن
سر در راه دم چو والا در چمن

قاصد اگر چه رود وعده وصال بیار
فروغ مهر سازد چراغ ماه را روشن
نوای شور بلبل داشت شور بال پروانه
که در ظلمات باشد چشمه آب بقا روشن
معجز عیسی و سحر سامری
یاد م آمد قد دلجوی کسے

بمہر تقضی بسیتم پس خشاش و بشاشے	متحبش ریجان مخلص بدشمن گرم پرخاشے	سرت گردم چہ خواہد شد اگر یار یچہ فرمائی
براہت آبپاشی کردہ ام از چشم خونپاشے	رباعی	زیباست اگر جان جہانت خوانم
چون جملہ توئی تن ور وانت خوانم	بانکہ زقید این وآن آزادی	لیکن بمثال این مے آنت خوانم
نزدیک بدل زدیدہ دوری	قرب معنی است با بعد صوری	بردیم زہجیر رہ بوصلت
دایم بخیال در حضوری		

محمد شفیع حافظ محمد نظام جیوری مارہروی کے پوتے علوم و فنون خصوص بہا کا ہندی مین یادگار اکابر پیشین سمجھے جاتے تھے راجہ ہردے سہائے پسر راجہ ستر سال مسند نشین حکومت بوندیلکھنڈ کو انکے ساتھ دلی اُنس تہا ایک ساعت کے لئے علیحدگی گوارا نہ تھی بڑے ثقہ ومہذب تھے قدرۃ العارفین سید شاہ برکات مارہروی کی تاریخ وفات مین یہ قطعہ ہندی انکا مشہور ہے۔ **قطعہ**۔ جوئون رہے تھے یاکلکال سبی جگ دین کے بیل بئے بارعا سوراکون ساہ برکات بیکنٹھ جائے سماده لئے۔

سن گیارہ سے بیالس جو ہتے گنتی جو سوجان گنائی دے

سب دیکھو بچار کے آج ہے اب جوت مین جوت سمائی گئے

عطا حسین متخلص بہ عطا حکیم نجف علی مارہروی کے بیٹے نہایت خوش مزاج نیک خو بذلہ سنج لطیفہ گو تھے فارسی کی عمدہ استعداد تھی ہر شخص کے ساتھ خلوص نیاز اور دلسوزی سے ملتے قلب رقیق تہا عزیز و آشنا کی تکلیف دیکھکر دل بھر آتا تہا آبدیدہ ہو جاتے تھے عمر معلم گری مین بسر کی شعر و سخن کا چسکہ رہا مثنوی (شکایت سعایت) اُردو زبان مین انکی تصنیف سے مشہور ہے۔ یہ مثنوی بغرض اصلاح نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان غالب دہلوی کے پاس بھیجی گئی تھی حضرت غالب نے چند ہی جگہ خفیف ترمیم کی ہے۔ اور جو عبارت اوسکی نسبت تحریر فرمائی ہے ہم بجنسہ اوسکو یہان نقل کرتے ہین **غالب** صاحب یہ مثنوی تو میرے واسطے ایک مرثیہ ہو گئی بہتے ہے اس بزرگوار کے جگر مین کیا کیا

کہاؤ پڑے ہونگے تب یہہ تراوش خونناپہ ظہور مین آئی ہوگی مزہ یہہ ہے کہ عنوان بیان سے حق
بجانب انہین کے معلوم ہوتا ہے چونکہ اصل کار میری نظر مین نہین اور حقیقت حال مجہپر
مجہول ہے اس واسطے انجام و آغاز اندازہ و انداز کچہہ نہین سمجہا حک و اصلاح کو آپ بنظر
اصلاح ملاحظہ فرمالین ہیئے بحسب دستور اپنے ہر جگہ بنشان اصلاح لکہدیا ہے ۔ میرا شیخ صاحب
سے سلام کہئے گا اور کہئے گا کہ کیا کرون دور ہون معذور ہون مدد نہین کرسکتا اعانت کے
مراسم تقدیم کو نہین پہونچا سکتا خدا تمہارا نگہبان رہے والسلام ۱۲ مثنوی کا آغاز اس قطعہ سی ہے

چندے غم دل بدل درون پروردم
از خوف جنون کنون برون آوردم
اعداد وقوع چون موافق افتاد
ہمنام شکایت سعایت کردم ۱۲

اے سخن آفرین مارہرہ
کمس انگبین مارہرہ
خلل انداز بزم یکجہتی
تفرقہ ساز بزم یکجہتی

نمک خوان تفرقہ سازی
شورش انداز فتنہ پردازی
ناوک سینۂ نیاز درون
کاہش خاطر دل محزون

زلف سردادۂ پریشانی
آئینہ دار روئے حیرانی
سرمۂ دیدۂ سخن چینی
خال رخسار زیب خودبینی

کاوش سینۂ نیاز قرین
خارش دیدۂ نثار آئین
عالم نکتہ ہائے غمازی
واقف رمز افترا سازی

کینہ توز دل محبت کیش
سینہ سوز سر وفا اندیش
رونق مسند سخن چینی
آبروئے نگاہ خودبینی

باعث سردی وفا و وداد
سبب گرمئ عناد و فساد
توہے کون اور کیا ہی تیرا دین
اہل دین کے تو یہ نہین آئین

مین تو دلدادۂ محبت ہون
اور گرفتار دام الفت ہون
ہر کسی سے نیاز رکہتا ہون
سوز کے ساتھ ساز رکہتا ہون

گل ہون مین گلستان الفت کا
سرو ہون گلشن مروت کا
رنگ و بوئے گل وفا ہون مین
مست بوئے گل وفا ہون مین

بلبل گلستان یاری ہون
قمری سرو جان نثاری ہون
نہ ہی خوبیون مین افسانہ
اچھی باتون کا ہون تو دیوانہ

بے حقیقت ہون جون شکستہ سفال
با حقیقت دلے بہ صفا غال
مستمند و غریب و بیچارہ
دشت ادبار مین ہون آوارہ

دل شکستہ ہون اور غمزدہ ہون
خستہ تن اور مین ستمزدہ ہون
دردمند جگر گداختہ ہون
ایک غم سے مین سرہ باختہ ہون

تاب و طاقت رہی نہ وحشت ہے
خواب و آرام وقف حسرت ہے
نہ چمن ہون نہ باغبان چمن
مرغ گم گشتہ آشیان چمن

کیا کہون کیسا بے نصیب ہون مین
ہون وطن مین پہ غریب ہون مین
ماجرا اپنا گر سناؤن کبھو
چشم خورشید سے گرین آنسو

ابر کا سینہ چاک ہو جاوے	برق بھی جل کے خاک ہو جاوے	اشک سے میری رشک جیحون کو	آہ کی تاب کب ہی گردون کو
غنچہ گر بیکلی میری دیکھے	نام کو بھی ہنسی کا نام نہ لے	لالہ سان گریہ دیکھ کے داغ دلی	چشم نرگس سے کہلی کی کہلی
گل میرا حال دیکھ جلتے ہین	کف افسوس برگ ملتے ہین	ایک ای کینہ جو صفا دشمن	اس قدر میری ساتھ سوء الظن

اسیطرح بہت سی تمہید و بیان کے بعد داستان حال پر ملال بر سبیل اجمال یون لکھتے ہین۔

دیکھکر حال خرچ نہ دون پرور	کی معلم گری مین عمر بسر	گرچہ کچھ اس قدر نہ تہی پروا	مقتضاء زمانہ پر یون تہا
ایکمدت برنگ فصل بہار	رہی مکتب کی گرمیِ بازار	پھر کچھ اوسمین کساد آنے لگا	آخر آخر فساد آنے لگا
گو متاع سخن تہی بالا دست	تہا ہر اک مشتری کا حوصلہ پست	نادہندی کو کام فرمایا	اسم دادن نہ لب تلک آیا
اور شاید جو کی طلب تنخواہ	حاصل امر خواستن تہا مخواہ	جب ہوا حال ماضیِ مطلق	خواستن سے مخواہ کر مشتق
حرف مطلب پہ رکھکر سینے لب	متحرک کیا کہا مطلب	خوب مصدر سے اشتقاق کیا	متعدی کو لازمی جانا
فعل مجہول سب نہ قول و قرار	تہا نہ دادن قریب استمرار	نانگنے مین سمجھ کے رسوائی	نہوا اوس کا مین تمنائی
ولکہ اسپر بھی جب سکون نہوا	پھر بھی مکتب مین تفرقہ ڈالا	کر کے اثبات علت و معلول	فعل معروف کر دیا مجہول
	ہوگیا خط کے آنے جانے پر	اوستبان تمام زیر و زبر	

ہمدمان ستیزہ خیز کے ساتھ اسطرح خطاب نصیحت امیز کرتے ہین۔

ہمدمو کس لئے یہ کاوش ہے	کو نسے بغض کی تراوش ہے	جرم ٹہیرا کے دو سزا اوسکی	حرکت دیکھو یہ نہین اچھی
مین تو تعلیم مین ہون سرگرم	تمکو اسکی بھی کچھ نہ آوی شرم	جرم کارون کو یون ستانا نا	رحم کی جا یہ غیض فرمانا
پئے ازار یہ کمر بندی	الشاء اللہ رے خردمندی	عیوض خدمت زن اطفال	خون میرا تمکو کیون ہوا حلال
ای سر سروران دولتمند	کون کرتا ہی یہ طریق پسند	اوٹھ کے کیون آئی تو ڑائی کو	دیکھنے خر دے دہڑائی کو
گہر پہ چڑہ آنا طرفہ تہا مضمون	مانیا قطرب اور تہا یہ جنون	ورنہ یہ کیا وقور دانش تہا	یہ تو صاحب قصور دانش تہا
	کہو گیا عقل تہی یہ فرماو	اپنے دلمین ذرا تو شرماو	

غرض یہ مثنوی نہایت پر سوز و گداز ہے۔ ایک قطعہ اسی پیرایہ مین انہون نے لکھا ہے جسکے مختلف جگہ کے یہ اشعار اپنی یاد پر لکہتا ہون۔

کاوشِ اہلِ وطن سے ہے یہ جی کی حالت | کہ مشبک ہی جگر خانۂ زنبور صفت | جیتے جی ہی یہ ارادہ کہ اوتارین ٹوپی
بعدِ مُردن ہے مگر اخذ کفن کی نیت | ای عزیز دل اُستاد فلان سلّمہ | تا بکے زخمِ جگر این نشتر کین و نقمت

ایک غزل کے یہ اشعار ہین

مصاحب آئینہ تہرا ہی اوس خود آرا کا | یہ ہیرا شیشۂ دل تہا کبہی صدا ٹوٹا
کہین جو شیشۂ مے ساقیا ذرا ٹوٹا | تو جانیو کہ میرا دل ہزار جا ٹوٹا
اب اپنی وید کا بہی اوس کا آسرا ٹوٹا | کسی کا بال بہی ٹوٹے تو سانس لیتا ہی
میری شکستہ دلی کی دلیل ہی یہ عطا | کہ ہر ردیف غزل مین بہی جا بجا ٹوٹا

بالآخر جوان ہونہار اکلوتا بیٹا جو عصائے پیری تہا اوسکی بیوقت موت نے کمر توڑ دی باقیماندہ عمر تلخی سے کاٹکر ۔ ذالحجہ ۱۲۹۵ھ ہجری مین سفر آخرت اختیار کیا ۔

ذکر اطبا

محمد مرشد المخاطب بہ حکیم قوام الدین خان انکے باپ اعظم الدین خان محمد معظم بہادر شاہ کے زمانہ کے علما و امرا مین تہے سلسلہ نسب نوین پشت مین امام العارفین مخدوم شیخ سما ر الدین سے ملتا ہے علوم عقلی و نقلی مین اپنے پدر بزرگوار کے شاگرد تہے ۔ معتمد الملوک[1] حکیم علوی خان سے مطب

---

[1] سید محمد ہاشم علوی خان ابن سید عبد الهادی محمد شاہ کے وقت مین ایران سے وارد ہند ہوکر زمرہ اطبائے پایۂ تخت شاہی مین داخل ہوا معتمد الملوک محمد شفائی خان خطاب پایا طب مین بے نظیر وقت تہا نقل ہے کہ جب نادر شاہ بعد غارت گری دہلی کاملین فن کو انتخاب کرکے اپنی ساتھ ایران لے چلا منزل پر پہونچکر علوی خان کو بلایا اور کہا مین مریض ہون تم علاج کرو پر شرط یہ ہے کہ نبض و قارورہ نہ دکہاؤنگا حال نکہون گا دوا نہ پیون گا مثل ضمادات وغیرہ خارجی تدبیر نکرونگا یا تیمہ بایدولت کو صحت ہو جاوے ورنہ تدارک مناسب کیا جائے گا حکیم صاحب کو پہلے تو سناٹا ہو گیا پہر ذرا سنبہل و سوچکر بادشاہ کے چہرہ پر نظر ڈالی دیکہا آنکہین سرخ ہین چہرہ پر یبوست و بدمزاجی پیدا ہے اوس روز گرمی کی شدت اور آفتاب مین حدت تہی سمجہا کہ درد سر لاحق ہے عرض کیا جاکر تجویز کرتا ہون اور نماز ظہر پڑہ کر حاضر ہوتا ہون وہان سے آکر نماز پڑہی خدمت گار کو حکم دیا کہ سدا گلاب کا پنکہا بنا و عطر صندل و عطر خس مین بساؤ خادم نے تعمیل کی علوی خان پنکہ اپنے ہاتہ مین لیکر حاضر ہوا اور عرض کیا علاج کی فکر کر رہا ہون پنکہا جہلکا چاہتا ہون اتنا ہی حکم ہو تو خدمت سلطانی بجا لاؤن اجازت پاکر پنکہ جہلنے لگا پہولون کی خوشبو دماغ مین پہونچی قطرات عطر چہرہ و پیشانی پر پڑے روح و قلب نے تفریح پائی غنودگی شروع ہوئی اور غافل سو گیا علوی خان اپنے خیمہ مین چلا آیا قریب دو پہر سو کر جب خواب استراحت سے اوٹہا درد کا مطلق اثر نہ تہا علوی خان کو بلاکر اوسکی دانائی کی تعریف کی اور کہا جو چاہے مانگ لے اوسنے ایفاء وعدہ کی شرط لیکر مراجعت دہلی کی اجازت چاہی بادشاہ نے کہا افسوس تجہ جیسا لائق طبیب اس حیلہ سے جدا ہوتا ہے اور بعزت واپسی کا حکم دیا حکیم صاحب نے اوس ظالم کے پنجہ سے چہٹ کر دہلی مین دم لیا ۱۱۶۰ھ ہجری مین رحلت کی فرد ۔ چو سال رحلت علوی بہ جستم ؛ بگفت ہاتف طبابت از جہان رفت ۱۲ یہ بہی نقل ہے کہ ایک مقام پر بحالت سردرد

کیا تہا۔ شاہی طبیبون مین منتخب اور دار الشفاء دہلی کے مہتمم تہے۔ تین لاکھ روپیہ سالانہ دار الشفا کا خرچ معین تہا۔ سنہ ۱۰ جلوس محمد شاہی مطابق سنہ ۱۱۴۰ ہجری مین برسالہ روشن الدولہ ظفر خان منصب پانصدی ذات پر سرفرازی پائی دہلی مین انتقال کیا۔ مقبرہ مولانا شیخ سماء الدین مین مدفون ہوئے۔ انکے والد نے مذہب امامیہ اختیار کرلیا تہا یہ بھی اوسیکے متبع تہے اور اوس زمانہ سے اینتک اونکی اولاد جو قصبہ امروہہ ضلع مراد آباد محلہ سدو مین آباد ہے اسی مذہب پر قایم ہے۔ انھون نے دو فرزند نامور چھوڑے حکیم امام الدین خان و حکیم رضی الدین خان **حکیم امام الدین خان مخاطب بہ حکیم الملک** اطبا ر نامدار و مرجع امرار روزگار سے تھے علوم معقول و منقول خوب جانتے تھے تصوف سے بھی شوق تہا فصوص الحکم و مثنوی معنوی مولانا روم کا درس ہوتا تھا نہایت خوشرو قوی بازو و شجیع جوان تہے سنہ ۲ جلوس احمد شاہ (سنہ ۱۱۶۲ ہجری) مین پانصدی ذات کا منصب تہا۔ اعز الدین محمد عالمگیر ثانی[1] نے حکیم الملک کا خطاب دیا اور ایکہزار پانصدی منصب مقرر کیا ذو الفقار الدولہ امیر الامرا نواب نجف خان بہادر وزیر سے برابر کی ملاقات رہی۔ تحفۃ التواریخ مین مذکور ہے کہ یہ عہد شاہ عالم شاہ عالی گہر[2] ضعف سلطنت کی وجہ سے سکونت دہلی ترک کرکے امروہہ مین توطن کیا اونکے بہائی حکیم رضی الدین خان انکے ساتھ ہی دہلی سے اوٹھ آئے شاہجہان آباد مین انتقال کیا مقبرہ مولانا سماء الدین مین مدفون ہوئے اونکے دو بیٹے تھے حکیم رمضان علیخان و حکیم غلام علیخان۔

تتمہ صفحہ گذشتہ۔ نادر شاہ نے محمد شاہ کے گاین سے جسے اپنے ساتھ لے گیا تہا اور گانے مین سر آمد وقت تہے کچھ گانے کی فرمایش کی اوسنے یہ غزل گائی اور ایسی گائی کہ سماں بندہ گیا ؎ باز ہوای چمنم آرزو ست ✤ جلوۂ سرو سمنم آرزو ست ✤ نکہت گل را چکنم اے صبا ✤ بوئے آزاں پیرہنم آرزو ست ✤ بادشاہ نے نہایت خوش ہوکر فرمایا مانگ کیا مانگتے ہی اوسنے قول لیکر دست بستہ دہلی جانے کی درخواست کی بادشاہ نے اوسکو بہی تاسف کے ساتھ اجازت دیدی ۱۲۔

[1] اعز الدین بن احمد شاہ غرہ محرم سنہ ۱۰۹۹ھ مین پیدا ۱۰۔ شعبان سنہ ۱۱۶۷ھ تخت نشین ہوا و ۸۔ ربیع الآخر سنہ ۱۱۷۳ھ بادشاہ نواب غازی الدین خان مہدی علیخان کشمیری نے دہوکہ سے ایک مکان مین لیجاکر بیرحمی سے کام اوس کا تمام کیا وقت قتل یہ شعر اوسکی زبان سے جاری تہا۔ شعر مرا بظلم بکشتی طریق ✤ اداین بود ✤ ز بادشاہی حسن توام مراد این بود ۱۲

[2] شاہ عالم سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین پیدا و سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین تخت نشین ہوا سنہ ۱۲۲۱ ہجری مین انتقال کیا سنہ ۱۲۰۲ ہجری و سنہ ۱۷۸۸ء مین غلام قادر خان نے اندہا کردیا تہا سنہ ۱۸۰۳ء تک مرہٹہ کی عملداری رہی پہر انگریزی اگئی ۱۲۔

حکیم احمد رضا عرف حکیم رمضان علیخان سنہ ۲۲ جلوس شاہ عالم عالی گہر یعنی
سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین برسالہ مرزا نجف خان ہزاری ذات اور دوسو سوار کا منصب اور خطاب خانی
انکو عطا ہوا اونکے بیٹے مشتاق علیخان تھے اونکی اولاد نے لکھنو کی سکونت اختیار کی۔ آغا علیخان و
الطاف حسین خان کو گورنمنٹ انگریزی سے خطاب خان بہادری کا عطا ہوا اور کانپور کے انریری
مجسٹریٹ مقرر ہوئے شہر مین نہایت معزز و مقتدر رہتے ۔ ہاشم علیخان برادر آغا علیخان راج چرکہاری
مین ناظم اور اونکے چچا **حکیم بندہ حسن** سرکار چودہری صاحب رئیس سندیلہ مین بعہدہ
طبابت ملازم ہین ۔ اسی خاندان کے بزرگ **شیخ اکرام الدین خان** آصف الدولہ کے
عہد فرمانروائی مین مقام (رہڑوا) ضلع بجنور کے چکلہ دار تھے اور بعد آجانے عملداری سرکار
انگریزی کے شیخ علی بخش اونکے داماد یعنی حکیم بندہ حسن کے دادا تہا کردوارہ کاشی پور کے تحصیلدار تھے

حکیم غلام علیخان حکیم امام الدین خان کے دوسرے بیٹے شاہجہان آباد مین پیدا ہوئے
علم عربی و فارسی طب اپنے باپ سے پڑہا امراض عسر البرء کو باتون مین اچہا کرتے تھے سنہ جلوس
محمد شاہ بادشاہ (سنہ ۱۱۴۴ ہجری) مین برسالہ روشن الدولہ ظفر خان منصب پانصدی ذات
و نو سوار کا تہا حسین علی خان خطاب ملا اور شاہ عالم عالی گہر کے وقت مین پانصدی ذات
و پانسو سوار کا منصب عطا ہوا ۲۶ - جمادی الثانی سنہ ۱۲۴۴ ہجری انتقال کیا امروہہ مین مدفون
ہوئے انہون نے دو فرزند چہوڑے حکیم بو علیخان و حکیم عظیم علیخان ۔

حکیم بو علیخان ۸ - جماد الثانی سنہ ۱۲۱۱ ہجری بمقام شاہجہان آباد پیدا ہوئے چار برس کی
عمر مین اپنے والدین کے ساتھ امروہہ آئے علوم درسیہ صرف و نحو و منطق فقہ حدیث مولوی
سید محمد حیات متوطن امروہہ محلہ شفاعت پوتہ شاگرد سید دلدار علی نصیر آبادی سے حاصل کئے ۔
حکمت طب ریاضی مین اپنے حقیقی نانا حکیم رضی الدین سے مستفیض ہوئے ۔ بعد تحصیل علوم
کسب معاش کی طرف توجہ کی ۲۳ - برس کے سن مین بتقریب نوکری بمقام (باندہ) گئے
وہان ایک برس کوتوال اور ۶ مہینہ نائب تحصیلدار و ساڑہے تین برس تحصیلدار رہے پہر مستعفی ہوکر

برفاقت اسکاٹ صاحب جج میرٹھ پہونچے اور آخر عمر تک عدالت دیوانی ججی میرٹھ کے وکیل رہے ۲۱-صفر ۱۲۶۰ھ ہجری کو رحلت کی امروہہ مین مدفون ہوئے ایام قیام میرٹھ مین بوجہ شوق علمی مفتی سید محمد قلی خان امامیہ متوطن کنتور ملک اودہ شاگرد سید دلدار علی صاحب مجتہد مذہب امامیہ سے جو اوسوقت میرٹھ مین صدر الصدور تھے تلمذ حاصل کیا بالجملہ فن طب مین فکر دقیق اور نظر غایر پائی تھی ہر گروہ معزز و معتمد علیہ ابنار زمانہ تھے علم کلام و طب مین اکثر رسالہ تالیف و تصنیف کئے کتاب طب اکبر پر حاشیہ مسمی بہ تعلیقات اکبر لکھا ایک رسالہ موسوم بہ فواید حسنیہ تحریر کیا اسمین ہندی دواؤن کے مزاج و افعال و خواص نفع نقصان و نسخہ ہاے مجربہ و سوال وجواب متفرقہ متعلقہ فن طب کا بیان کیا ہے - **حکیم امجد علی خان** انکے بیٹے ہین ۲۰ نومبر ۱۲۴۲ھ ہجری بمقام امروہہ پیدا ہوئے صرف و نحو و طب از موجز تا قانون شیخ الرئیس اپنے والد سے پڑہا دیگر علوم منطق حکمت ریاضی سید سراج الدین ابن مفتی محمد قلی خان سے پڑہی طب مین علماً و عملاً اچھی استعداد ہے عہدہ ہاے تحصیلداری و ڈپٹی کلکٹری پر ممتاز رہے اب بعزت و امتیاز خانہ نشین و پنشن خوار سرکار دولتمدار ہین مجکو ان حضرت سے ملاقات صوری کا اتفاق نہین ہوا البتہ اس مختصر کی ترتیب کے وقت بضرورت تلاش ایک کتاب کے باہمی مراسلت ہوئی کتاب تو نملی پر حسب خلق و عنایت و مہر و محبت سے انھون نے جوابات تحریر فرمائی اوس کا اثر میرے دلپر ہے انکے بیٹے **حامد علیخان بیرسٹر** ۱۴- دسمبر ۱۸۶۰ء بمقام بانس بریلی پیدا ہوئے فارسی صرف و نحو شرح تہذیب عبد اللہ یزدی تک منطق انٹرنس تک انگریزی ہندوستان مین پڑہکر ۱۵- اپریل ۱۸۸۰ء واسطے تحصیل علوم عقلیہ کے یورپ گئے اور انگلستان سے سند بیرسٹری حاصل کرکے بماہ نومبر ۱۸۸۵ء اپنے وطن واپس آئے اپنی قوم مین یہہ پہلے شخص ہین جنھون نے لندن جاکر بیرسٹری کی سند پائی بوجہ بیرسٹری کے لکھنؤ رہتے ہین قومی کامون مین سرگرم اور معروف شخص ہین **حکیم عظیم علیخان** حکیم غلام علی خان کے دوسرے بیٹے اور اونکے اخلاف حکیم صادق علی خان و حکیم جواد علی خان سب معزز خوش اخلاق و صاحب علم ہوئے ہین الانجبۃ التواریخ دتاریخ امصری

سے مستنبط ہوتا ہے کہ **حکیم صادق علی خان** کا تجربہ وسیع اور مطب بڑہا ہوا ہے اور خلقت
کا اونسے بہت رجوع ہے باقی اصحاب خاندان دیگر تعلقات کی وجہ سے اسطرف کم توجہ رکہتے ہین۔
حکیم رضی الدین خان دوسرے بیٹے حکیم قوام الدین خان کے مثل اخوان واسلاف
خود بانام ونشان ومعزز ومحترم تہے سنہ ۲۹ جلوس محمد شاہ مین برسالہ فخر الدین خان چین اونکو
پانصدی ذات کا منصب تہا سنہ ۲ جلوس شاہ عالم عالی گہر مین برسالہ صاحب عالم مرزا احمد اکبر شاہ
بہادر انکے فرزند **حکیم فیروز علی خان** کو ملا انکی اولاد پسری نہین ہے **حکیم نیاز علیخان**
پسر شیخ نیاز علیخان برادر شفیقی مولانا تراب علی لکہنوی حکیم فیروز علی خان کے نواسہ ہین رسالہ
تدبیر النفیر انکی تالیف سے مطبع علوی علی بخش خان واقعہ لکہنو مین چہپ کر شایع ہوگیا ہے بسبب
کاروبار علاقہ مطب کی طرف کم توجہ ہے۔ خوش اخلاق وپیش حکام وقت معزز ومحترم ہین۔
مسٹر ڈیٹ وی صاحب اسسٹنٹ کلکٹر مراد آباد نے انہین حضرت سے امروہہ کی تاریخ لکہنے
کی فرمایش کی تہی اونہون نے تاریخی حالات جمع کرکے یہہ خدمت سید اصغر حسین نقوی متوطن
امروہہ کو سپرد کی اور سید صاحب نے سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین سید التواریخ مشہور بہ تاریخ اصغری اردو
زبان مین مرتب فرمائی۔ بندہ ناچیز جامع مختصر ہذا نے بزرگان امروہہ کے حالات اس کتاب
اور نیز نخبۃ التواریخ وخلاصہ شمس التواریخ وتلخیص التواریخ سے اخذ واستنباط کئے ہین۔
حکیم منصور علیخان بن حکیم محمد مسعود خان بن حکیم محمد محفوظ خان بن حکیم
محمد دایم خان برادر عینی دیوان محمد عاقل خان خاندانی طبیب فقیر دوست مخیر متقی پرہیزگار
بزرگ تہے ثروت واقتدار حاصل تہا راجہ تکیت رائے بہادر نائب وزیر دولت نواب آصف الدولہ
والئے اودہ کے ساتھ برابر کی ملاقات تھی۔ راجہ تعظیم وتکریم کرتا تہا۔ نواب کی سرکار مین راجہ کے
توسل سے بصیغہ طبابت پانچ سو روپیہ ماہوار کی تنخواہ تھی۔ جب سنہ ۱۲۱۶ھ مین انگریزی عملداری
روہیلکہنڈ مین آئے مواضعات بگوارہ گوپال پورہ کیرت پوری گوبند پور جگدیہ سنایت پورہ
خطا پور۔ واقعہ اضلاع بجنور ومراد آباد عطیہ شاہان سلف انکی [illegible] گئی تہی۔ انکا خاندان ہمیشہ

روشناس بارگاہ سلاطین تہا چنانچہ انکے جد اعلی حکیم محمد دایم خان اور اونکے بہای محمد عاقل امرا عہد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ سے تہے - دہلی قدیمی وطن تہا - غدر نادر شاہی کے بعد جبکہ دہلی تباہ اور سلطنت تیموریہ برباد ہوگی - ہر ذرہ انا و لا غیری بولنی لگا جس نے چاہا بادشاہ کو مہرہ شطرنج کی طرح اوٹہا لیا جس نے چاہا بٹہا دیا یہہ قوم گزیدہ جو مثل خوشہ پروین وابستہ دامن دولت سلاطین تہے بنات النعش کی طرح منتشر ہوگئے اور دہلی جو اونکا پرانا زاد و بوم اور دیرینہ وطن تہا اوسے چہوڑکر بلاد غیر مین جا بسے - چنانچہ حکیم صاحب بذات خود دہلی سے امروہہ تشریف لائے اور اس محلہ مین جسکو (شاہی چبوترہ) کہتے ہین بود و باش کی انکی اولاد ہنوز اوسی جگہ آباد ہے انکے بیٹے۔

حکیم عنایت رسول طبیب حاذق اور معاصرین پر فایق تہے عربی فارسی مین استعداد کامل تھی اپنی ساٹھ برس کی عمر مین انتقال کیا اونکے بیٹے۔

حکیم اشفاق رسول جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول طبیب لاثانی تہے حافظہ اور ذہن بلا کا پایا تہا - موجز سے قانون شیخ الرئیس تک جملہ کتب طبیہ نوک زبان تہین جس مقام کا ذکر آتا ورق کے ورق اور جزو کے جزو از بر پڑہ جاتے - ذکاوت کا یہہ حال تہا کہ استنباط مسایل طبیہ کے لئے اونکو مجتہد فن کہنا بیجا نہین - پر افسوس ہے کہ عمر فانی نے دفا نکی عین شباب یعنی اڑتیس ۳۸ برس دنیا مین رہکر انتقال کیا۔ **نظم**

جس سے دنیا نے آشنائی کی	اوس سے آخر کو کج ادائی کی
تجھپہ ہووے کوئی عبث ای عمر	جس سے کی تو نے بیوفائی کی

انکے بیٹے **حکیم اخلاق رسول** بہی عربی فارسی مین کامل الاستعداد ہین علم ۔۔۔ جاتا ۔۔۔ **حکیم فیض رسول** دوسرے بیٹے حکیم منصور علی خان کے نہایت خوبرو جیہہ لطیف مزاج ۔۔۔ اخلاق با مروت عربی فارسی مین ذی استعداد اور حاذق طبیب تہے بیوفا عمر نے انکا بہی ساتھ ندیا چھتیس ۳۶ برس کے سن مین انتقال کیا۔ **قطعہ**

مغنی خبر ده ازان داستان	که بودند چون گل درین بوستان
چمن را تر و تازه آراستند	چو شبنم نشستند و برخاستند

حکیم محمد منیر بن فاخر علی خان انکے دادا دیوان محمد عاقل خان عالمگیر بادشاہ غازی کے عہد
مین صاحب منصب وجاہ تھے جیسا کہ ہمنے بارہا ذکر کیا ہے سلطنت بگڑ جانے کی وجہ سے انکے
باپ جماعت قوم کے ساتھ دہلی وطن قدیم سے ہجرت کرکے امروہہ چلے آئے وہین اقامت
کی۔ حکیم صاحب ذی علم طبیب اور اعلی درجہ کے باوضع وخلیق تھے۔ اونکی اولاد بھی صاحب
علم و دانش ہوئے اور ابتک وجاہت و وقار اور عزت و اعتبار کے ساتھ اونکی نسل قایم ہے
حکیم صاحب کے تین فرزند گرامی تھے۔ منجملہ اونکے۔

حکیم غلام شرف الدین طبیب نامی تھے۔ دوسرے بیٹے انور علی تھے نواب وقار الدولہ
وقار الملک مولوی مشتاق حسین خان بہادر انتصار جنگ جنکے اوصاف گزیدہ وخصایل حمیدہ
سے ہماری کتاب کے ناظرین بخوبی واقف ہونگے اونکے نواسہ ہین۔ تیسرے بیٹے حکیم محمد منیر کے
محب اللہ تھے اونکے پوتے مولوی مظہر اللہ گورنمنٹ نظام حیدر آباد دکن مین عہدہ مددگار
ہوم سکرٹری پر بمشاہرہ سات سو روپیہ ماہوار ممتاز ہین عربی فارسی مین دستگاہ کامل
حاصل ہے (رسالہ نور العینین فی مشہد الحسین) مصنفہ علامہ اسفراینی جو تیسری صدی
کے امام اہل سنت وجماعت ہین اور رسالہ (قرۃ العین فی اخذ ثار الحسین) تصنیف
امام ہمام عبد اللہ ابن محمد عربی سے اردو زبان مین انہین کا ترجمہ کیا ہوا ہے جو (تنویر العینین)
اور (تاریخ دو امام) کے نام سے مشہور اور قالب طبع مین آکر معروف نزدیک و دور ہے۔ یہ
ترجمہ انکی استعداد علمی و زبان دانی کے لئے ثبوت کافی اور واقعات شہادت کے بیان مین
نفیس کتاب ہے۔

حکیم عنایت حسین قصبہ (مارہرہ) ضلع ایٹہ متعلق کمشنری اکبر آباد [illegible]
بمقام (امین پوری) مدفن ہے اونتیسوین محرم ۱۲۹۲ھ گیا

صبح جلوہ افروز عالم ناسوت ہوئے لفظ (غلام سبحان ۱۱۹۲ھ) مین سن ولادت نکلتے ہین شیخ فتح اللہ ابن مولوی حافظ محمد نصر اللہ والد کا نام تہا۔ سلسلہ نسب حضرت مخدوم شیخ اسحاق برادر اکبر و اعیانی مخدوم شیخ سمار الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دسوین پشت مین ملتا ہے۔

صغرسنی تربیت تعلیم پیدایش سے پانچ مہینہ بعد سایہ پہر مادری سر سے اوٹھ گیا یعنی مادر شفقہ نے بقضاء الہی دنیا سے انتقال کیا شفیق باپ نے خود اپنی آغوش شفقت مین لیکر پرورش کیا چونکہ باپ قابل تھے ہونہار بیٹے کی عمدہ طور سے تربیت کی۔ نطق آشنا ہونیکے بعد دستور کے موافق پہلے قرآن شریف پڑہایا گیا جو مسلمانون کا جان و ایمان ہے پہر فارسی کی تعلیم شروع ہوئی اوستادان فن سے اوسکو پڑہا اور استعداد کامل حاصل کی۔ ان کی تصنیفات سے اسبات کا ثبوت ملتا ہے کہ وہ فارسی عمدہ لکہنے پر قادر تھے۔ اونکی تحریر مین صفائی بیان اور زور قلم عیان ہے۔ بجائے پر شکوہ اور مغلق الفاظ کے مطالب کو نہایت صاف و شستہ و سلیس و شیرین عبارت مین دل پسند طریقہ سے ادا کرتے ہین۔ چونکہ اوس زمانہ مین تکمیل فارسی اور قابلیت بہم پہونچانے کے لئے عربی کا حاصل کرنا ضروری امر سمجہا جاتا تہا لہذا ایک بزرگ مولوی صدر الدین اترولوی شاگرد مولوی نذر محمد شاہجہان آبادی سے جو مارہرہ مین سکونت پذیر ہوگئے تھے عربی صرف و نحو پڑہی اور بعد ازان مولوی نور محمد دینی سے اس علم کی تکمیل کی۔ اگرچہ عربی کے عالم نہتے تاہم انکی تصانیف کے دیکہنے سے پایا جاتا ہے کہ عربی صرف و نحو کے علاوہ فقہ حدیث اصول وغیرہ سے بہی نا آشنا نہتے لیکن نہ اس لایق کہ مشاہیر علما مین شمار ہوتے۔

شاعری طبیعت موزون پائی تہی شعر و سخن کا ذوق تہا عالم شاہ والا و محمد منیر کنبو مارہروی و منشی ریاض الدین سہسوانی سے جو اس فن کے ماہر گنے جاتے تہے اصلاح لی تہی انکی مجموعہ نظم تلف ہو جانے کے سبب اس بات کا پتہ نچلا کہ اصناف شاعری مین کس طرف طبیعت زیادہ مایل تہی چند قصاید جو حضرت قدوۃ العارفین سید شاہ آل احمد اچہے صاحب مارہروی

قدس سرہ العزیز کی شان مین لکھے ہین احقر کی نظر سے گذرے ہین اونمین سے مختصراً یہان نقل کیا جاتا ہے **من افکارہ**۔

۱

معدنِ فیض و محیطِ کرم و ابرِ عطا — کام بخش ہمہ آفاق چہ شاہ وچہ گدا

ملک وجن و بشر بردرِ تو سر بسجود — بزمینِ تو بود چرخ برین پشت دوتا

خوشہ چین خرمنِ حسنِ رخِ خوبت خورشید — ذرّۂ مہرِ تو بخشید بہ مہتاب جلا

حکمِ تقدیر رضا جوی رضایت باشد — اے رضایتو بود عین رضائے مولا

ذاتِ پاکِ تو خود آن مظہرِ ذاتِ احدی — نامِ پاکِ تو بنامِ احمدِ پاک است ہمتا

چونتو نشگفتہ گلے در چمنِ زارِ جہان — ہر سحر تازہ بوصفِ تو دمِ بادِ صبا

مثلِ تو مادرِ ایّام نزادہ پسرے — چونتو پیرِ فلک از دیدہ نہ دیدہ اصلا

اے کریم ابنِ کریم ابنِ کریم ابنِ کریم — اخترِ برجِ نبوّت گہرِ درجِ ولا

شدہ تخلوق وجودِ تو پئے رحمتِ حق — بخدا ایک نظرِ لطف بحالم فرما

آمدم بردرِ تو سایل و محتاج و غریب — بامید نظرِ عاطفت و لطفِ شما

الغیاث اے شہِ کونین و امام الثقلین — از جفا کارئے ایّام وتبہ کارئے ما

گر بفریادِ منِ زار نیاری گوشے — پس کرا داد رسا آدرم اے دادرسا

نے مرا یار و دیارے دنہ حسنِ عملی — نامِ تو وردِ زبان ست چہ صبح وچہ مسا

بادشاہا ملکا بندہ نوازا رحمے — بر منِ بندۂ مسکین و پریشان و گدا

سیدی خذ بیدی خذ بیدی خذ بیدی — کہ بگرداب فنا غرق فتادم تا پا

ایضاً

۲

السلام اے مظہرِ ذاتِ خدا — السلام اے جانِ جانِ مصطفیٰ

السلام اے قرۃ العینِ علیؑ — السلام اے زبدۂ ...

السلام اے واقفِ اسرارِ غیب — السلا...

السلام اے عالمِ علمِ ازل
السلام اے حاکمِ قدر و قضا

السلام اے مہبطِ صوتِ الست
السلام اے مصدرِ قالوا بلیٰ

السلام اے سرِّ سترِ سرمدی
السلام اے معنیٔ قولِ انا

السلام اے سرورِ دنیا و دین
السلام اے خواجۂ ہر دوسرا

السلام اے مقتدارِ عارفان
السلام اے کاملان را پیشوا

السلام اے فخرِ اسلافِ کرام
السلام اے زینتِ فقر و ولا

السلام اے مُحییِٔ دینِ احمدی
السلام اے مبدئ ایمانِ ما

آلِ احمد سیّدِ عالی جناب
قطبِ برحق شاہ ختم الاولیا

اے کریم ابن الکریم ابن الکریم
کام بخشِ عالم از شاہ و گدا

وے امام ابن الامام ابن الامام
بارک اللہ علیک المرحبا

ذاتت آمد رحمتِ پروردگار
ذاتت آمد شافعِ روزِ جزا

ہمسرِ تو جز تو باشد چون کسے
اے مقامت برتر از عرشِ علا

آسمان با اینہمہ قدرِ رفیع
آستانِ عالیت را جبہہ سا

از ادب قدوسیان با صد نیاز
خاکروبِ روضہ ات صبح و مسا

کردہ از فیضِ تو حاصل عقلِ کل
مطلبِ ایجاد و ابقا و فنا

تا چہ گویم وصفت اے والا گہر
پایۂ مدحت کجا و قالِ ما

روئے رحمت از عنایت خود متاب
صدقۂ آنشاہ ختم الاولیا

ولہ

نسیم شو بریاضِ قدم بلند خرام
شمیم زان گلِ رعنا بدہ بروحِ مشام

کہ باغبانِ قضا از صنایعِ قدرت
بآب و رنگ خودش داد رنگ و بوئے تمام

نقل میں نے اپنے والد ماجد کی زبانی سنا ہے کہ (بہادر شاہ) کنبو مارہروی جو فن شعر و سخن میں

استاد استادوقت مانے جاتے تھے اونھون نے جلسۂ شب مین کسی استاد کے یہ دوشعر پڑہے

ہر قطرہ خون کہ از دل گرم بر اوفتد	دوزخ شود چو قطرہ بکوثر در اوفتد
آہ این شہید کیست کہ خونش زمان زمان	خیزد ز خاک و بر قدم خنجر اوفتد

اشعار سنتے ہی حکیم صاحب کی طبیعت گرم ہوگئی اوسیوقت ایک غزل لکھی جسکے چار شعر مجکو یاد ہین اور درج ذیل کیے جاتے ہین۔

سیل سرشک من کہ ز چشم تر اوفتد	شور از نہاد عنصر بحر و بر اوفتد
از کوہ و دشت یکنفس آتشین شود	برقے کہ از دخان دل مضطر اوفتد
دیوان عشق خواندہ ام از مکتب جنون	اینجا کتاب عقل و خرد ابتر اوفتد
نی آورد ز تیشہ سر کوہ کن بیاد	ہر صدمۂ کز عشق تو ام بر سر اوفتد

میرے دوستو اسمین شک نہین کہ استاد کے گرمئ سخن نے کوثر کے جگر مین آگ لگا دی ہے پر حکیم صاحب کے نئے قلم کی آتش افشانی اور تراوش خامہ کی طغیانی نے بھی جہان کے جلا دینے اور عالم کے بہا دینے مین کچھ کمی نہین کی

تصوف وغیرہ حقایق تصوف جفر و تکسیر پر بھی عبور تھا یہ علوم علامہ وقت شاہ عبدالہادی مرید و خلیفہ سلطان المحققین سید شاہ آل محمد مارہروی قدس سرہ العزیز سے حاصل کیے تھے۔ حافظ مراد شاہ باشندہ خوشاب پنجاب جو اوسوقت مین جفر کے بڑے ماہر تھے اون سے بھی جفر مین تلمذ کیا تہا۔ اور حضرت قدوۃ العارفین سید شاہ آل احمد اچھے میان صاحب مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت سے مرید و مستفیض تھے۔

تاریخ اس فن لطیف سے حکیم صاحب کو خاص دلچسپی تھی چنانچہ نہایت مفید تین کتابین مخصوص اس فن مین آپکی تصنیف کی ہوئی نظر افروز شایقین ہین جنکے دیکھنے سے آپکی وسعت نظر کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

طب سب سے زیادہ انکی طبیعت کو جس علم سے لگاؤ تہا اور جسمین خاص قابلیت اور عام شہرت پائی وہ طب ہے۔ اپنے پیر روشن ضمیر قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میان صاحب مارہروی قدس سرہ العزیز کے ارشاد کے موافق اس فن کا شوق ہوا تو نفیسی ابتدائی کتابین

مولوی محمد عباس باشندہ بردوان صوبہ اوڈیسہ سے پڑہین اوپر کی کتابین انتہا تک (حضرت سید شاہ آل برکات ستہرے صاحب مارہروی) سے ختم کین اور فنون نظری و عملی کی خوب تکمیل کی ایک مدت اوستاد شفیق کے پاس اور نیز حکیم اسد علی کی خدمت مین مطب کیا حکیم اسد علی طبیب حاذق و ہمدرس اوستاد تھے۔ بالجملہ انکی تجویز و تشخیص بے خطا تہی اور دست شفا ایزدی عطا تہی۔ ایک زمانہ معتقد تہا۔ عالم و جاہل سب انکے علم و عمل اور تجویز و تشخیص پر بہروسا کرتے تھے امرا و اعیان وقت اعزاز و تکریم کے ساتھ پیش آتے فاضل و ہمہ دان اوستاد کو انکی خدافت پر ناز تہا۔ خاص خاص امراض و اہم اعراض مین انسے شورے کرتے اور انکی رائے کو پسند فرماتے تھے یہ بات بالخصوص مشہور ہے کہ چھوٹے بچون کے علاج مین انکا ہمنسر لا علاج تہا

تصنیف و تالیف کتب بینی کا ہمیشہ شوق رہا اور اوسکے ساتھ ہی تصنیف و تالیف کا ذوق رہا۔ تین کتابین فن تاریخ مین لکہین ایک (کاشف الاخبار) اسمین ابتدا آفرینش عالم و آدم سے بحث کی ہے آثار انبیا اقوال اصفیا و حکما اذکار و اشغال اولیا اصول اقسام علوم و فنون و حالات طبقات سلاطین اسلامیہ روئے زمین نہایت خوش اسلوب طریقہ سے لکہی ہین یہ کتاب کم و بیش چار سو اسی[۴۸۰] صفحہ پر ہے ہر صفحہ مین اکیس[۲۱] سطر ہر سطر طول مین سات انچہ۔

دوسری[۲] (آثار احمدی) یہ کتاب خاندان (برکاتیہ) مارہرویہ کے بزرگون کی نادر تاریخ ہے۔ یہ حضرات سادات صحیح النسب حسینی زیدی واسطے بلگرامی مارہروی ہین جنکے انوار و برکات کا غلغلہ ملک سے ملکوت تک پہونچا ہوا ہے۔ اس کتاب مین خاندان مذکور کے بزرگون کے حالات اونکے مریدون کے جذبات آغاز حال سے فرجام کار تک باندازدلپذیر تحریر کئے گئے ہین۔

تیسری[۳] (سلسلہ عالیہ) اس کتاب مین اون شیوخ قریشی کا بطور سلسلہ نسب مذکور کیا گیا ہے جو بلقب (کنبو) شہرت پذیر اور چار سو برس سے قصبہ (مارہرہ) مین سکونت گزین ہین اس سے پہلے کوئی کتاب اس جماعت باکرامت کے حالات اور اس طرز خاص کی موجود نہ تہی قابل مصنف نے مردہ قوم کو زندہ جاوید بنا دیا ہے۔ ایک کتاب فنون نظری و عملی طب مین نہایت جامع و مبسوط لکہی ہے۔ امراض۔ اسباب و علامات۔ تدبیر و علاج۔ قرابادین۔ مفردات۔ افعال و خواص ادویہ اوزان و اعمال و صناعات ولغات

طبیہ کوئی بات اوٹھا نہین رکھی اسکے ہوتے ہوئے طبیب کو دوسری کتاب کی ضرورت باقی نہین رہتی۔
ریاض احمد اوسکا نام ہے۔ اس کتاب کی ضخامت دو ہزار اٹھاسٹھ صفحہ ہے ہر صفحہ مین اکیس سطر ہر سطر طول مین پانچ انچھ **نظم**

نوشت است علم و عمل راببہم	بیاراستہ فی المثل بوستان	بدانند اورا ریاض حیات	طبیبان دانشور و عالمان
زاسباب علامت بشرح تمام	قوانین حکمت نمودہ عیان	بہ تشخیص و تدبیر امراضہا	کتابے نباشد دگر مثل آن
	طبابت نباز دز تالیف او	علالت گریزد ز تعسلیم آن	

بالجملہ حکیم صاحب ایک روشن دماغ عالی خیال علم دوست وجامع الفنون تھے۔
عادات وخصایل نہایت حلیم سلیم نیک مزاج خوش صحبت طیب النفس وسیع الاخلاق ثقہ باوقار عابد متقی شب بیدار ذاکر وشاغل بزرگ تھے۔ ہر خویش و بیگانہ کے ساتھ شفقت و مرحمت سے پیش آتے۔ دل آزاری ایذارسانی کسی مخالف کی بھی گوارا نہین کی **شعر**

مباش درپئے آزار و ہرچہ خواہی کن	کہ در طریقت ما غیر ازین گناہے نیست

اس پر عمل رہا۔
شادی واولاد حالات صغیر سنی کے دیکھنے سے ناظرین معلوم کر چکے ہین کہ انکی والدہ ماجدہ نے انکو پانچ مہینہ کا چھوڑ کر سفر آخرت اختیار کیا تھا باپ ہی انکی پرداخت و پرورش کے متکفل تھے۔ لہذا شفیق باپ نے دلبستگی کے لحاظ اور خانہ آبادی کی ضرورت سے زیادہ عمر تک شادی کا التوا مناسب نجانکر مرحلہ شباب مین قدم رکھتے ہی شادی کردی۔ شیخ ممتاز علی ابن محمد طالع ابن خیر اللہ جو وزیر محمد خان قانونگوی سے پانچوین اور خواجہ حسن ملتانی مارہروی سے آٹھوین پشت مین معزز شخص تھے اونکی دختر نیک اختر کے ساتھ عقد شرعی ہوا۔ اولاد مین ایک فرزند رشید اور ایک دختر سعید ایزدی عطا ہوئی بیٹے کا نام نامی (حکیم امداد حسین) ہے جنکا ذکر ہم آیندہ کرینگے۔ بندۂ ناچیز جامع مختصر ہذا **فیض احمد** انکا پوتا اور انکی دختر نیک اختر کا نواسہ ہے۔
زمانہ نے کیسا ساتھ دیا مکان باغ زرعی املاک ترکہ پدری سے انکو ملی تھین حسب ایمار پیر

روشن ضمیر اونھون نے طبابت کو اپنا ذریعہ معاش قرار دیا تمام عمر اسی پیشہ مین نہایت اعزاز و اعتبار و آسائش و وقار سے بسر کی۔ یہہ ظاہر ہے کہ لیل و نہار کی رفتار ہمیشہ یکسان حالت پر نہین رہتے۔ **شعر**

کچھ دن خزان کے ہوتے ہین کچھ دن بہار کے	ڈھنگ ایک سے نہین چمن روزگار کے

ایک مرتبہ شان رب قابض کا ظہور ہوا انسداد ابواب مداخل کیوجہ سے عسرت لاحق حال ہوئی اپنے پیر سے جو عارف باصفا تھے عرض حال کیا کرتے۔ حضرت نے فرمایا سفر کر و اور فلان مقام پر رہو تعمیل حکم کی گئی مگر ابھی جلوۂ شیونات رب باسط نہوا تہا۔ اونھون نے بلازمہ بشریت تنگ آکر عرضداشت لکھی اور یہہ شعر درج کیا **شعر**

مارا بجہ تقصیر فلک دربدر انداخت	نشناختہ بودم درے از غیب درنو

حضرت نے جواب مین تحریر فرمایا **شعر**

دربدر ساخت کہ واقف کند از ہر بابم	آصفے عاقبت کار مرا پیر مغان

آخر مین بعد تسلی لکھا تہا گھبراو مت **مصرعہ** مردے از غیب برون آید و کارے بکند۔ چنانچہ قریب تر ایک رئیس وارد ہوا اوس کا بیٹا احتباس بول سے جان بلب تہا اطبا ر وقت ہر طرح کا علاج کر کے عاجز ہو چکے تھے کوئی تدبیر سودمند ہوتی تھی کسی نے انکی اطلاع کی فوراً بلائے گئے اور یاندک حیلہ تدبیر مرض رفع ہوگیا اوسنے بہت نقد و جنس نذر کیا اور مدت العمر معتقد رہا اوسکے بعد فتوحات شایستہ ہوتے رہے۔ الغرض اس فن مین معجز نما تھے امیر و غریب عالم جاہل سیکو اعتماد و اعتقاد تہا زمانہ نے انکے ساتھ بیوفائی نہین کی خوشحال و فارغ البال رہے مگر نہ ایسے کہ بڑے دولتمندون مین شمار ہوتا۔

وفات دنیا مین آنا جانے کا پیغام ہے **شعر**

زجام دہر سزئے کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَان	ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید

بمقام (مین پوری) جو مارہرہ سے سمت مشرق چھبیس کوس کے فاصلہ پر ہے مولوی محمد حسن خانصاحب صدر الصدور خلف مولوی محمد محسن خانصاحب رئیس شاہجہان پور کے علاج کی غرض سے اقامت گزین تھے۔ قدیم سے عادت تھی کہ طعام شب تناول فرماکر سارے قفیون جھگڑون اور النسا لی نسر ورتون

سے فارغ ہوکر نماز عشا پڑہتے کوچ کی رات وقت مین اتنی مہلت نہ تھی مضمون۔ اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ - پورا ہوچکا تہا لہذا اطبا ری سفر مین عجلت ضرور ہوئی دنیا کے کامون سے طبیعت نفور ہوئی خلاف معمول قبل از فراغ طعام نماز کا تہیہ کیا۔ یاران معاشر نے استعجاباً سبب تعجیل دریافت کیا فرمایا آج جی یون ہی چاہتا ہے۔ مسجد قریب تھی تجدید وضو کرکے دوگانہ تحیۃ الوضو پڑہنے لگے - اور سجدہ مین ایسے گرے کہ پہر نہ اوٹھے - سبحان اللہ حافظ شیراز کے شعر کی کیا اچھی تفسیر فرمائی گویا شعر کا مطلب بدیدہ حال برار العین دکہا دیا۔ **شعر**

این جانِ عاریت کہ بحافظ سپرد دوست	روزے رخش بہ بینم و تسلیم او کنم

جب دیر ہوئی اور آستانۂ یار سے سر نہ اوٹہایا رفقا نے دیکہا اور قفس عنصری عنقار بلند پرواز روح پُر فتوح سے خالی پاکر شور و شیون کیا - اور اوس مرغ ہمایون فال کے ہاتھ سے نکل جانے پر سر دُہنا کفِ افسوس ملا آہ **ہ**

عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال	صد سال مے توان بہ تمنا گریستن

بائیسوین جمادی الاول ۱۲۶۵ھ بارہ سو پینسٹھ ہجری وقت عشا یہ حادثہ پیش آیا وہین مدفون ہوئے تہتر برس کی عمر پائی قوی ہر طرح صحیح و تندرست تہے۔

قطعہ تاریخ وفات از حکیم امداد حسین خلف ممدوح

حضرتِ ابوی چو زین دارِ فنا	کرد رحلت داد بر دل کوہ رنج
شد رقم سالِ وفاتش از دو طور	یکہزار و دو صد و دان شصت و پنج (۱۲ ۶۵)

دیگر از حضرت سید صاحب عالم صاحب

رفتہ بقراط دہر وادیلاہ (۱۲ ۶۵)

امداد حسین طبیب خلف الرشید حکیم عنایت حسین مارہروی - نظم

آن طبیب لبیب مارہرہ	انتخابِ اماثل و اقران	طب مباہی بحسن تشخیصش
بہ ادار او مطب نازان	خوش دل و خوش مزاج و خوش اخلاق	شاد اور تخلصِ شایان
یافت در اسم با مستایش	لفظِ امداد با حسین قران	یا رب از جانبِ امامِ ہمام

یا دامداد او بہر دو جہان

چہٹی رجب دوشنبہ کے دن صبح کیوقت سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ ہجری عالم شہود مین آئے - انکے والد ماجد نے یہہ قطعہ تاریخ ولادت لکہا ہے -

قطعہ سال ولادت

یا بخت سعید شد تولد چون ماہ	امداد حسین عمرہٗ طال اللہ
از سال تولدش چو جستیم نوید	گفتا کہ مبارک ششم شہر اللہ

لفظ ششم شہر اللہ سے سنین ولادت پیدا ہین - بڑے نامی گرامی وحاذق طبیب تہے طب علماً وعملاً اپنے قابل باپ سے پڑہی تھی اونہین کے پاس مطب کیا تہا معالجات مین فی المثل احیاء اموات کرتے تہے بڑے بڑے فاضل قانون دان اور قابل طبیبون کو مجمعون مین انکے سامنے بولنے اور بات کرنے کی کم جرات ہوتی تھی - نہایت وجیہ قدآور قوی بازو بارعب وطلیق اللسان تہے - جس مجلس مین بیٹھتے سب مین سربلند رہتے اور انہین پر نگاہ پڑتی - سیماء نورانی سے شان بزرگی اور فر مشیخت ظاہر ہوتا تہا - نظم ونثر خوب لکہتے تہے - سخاوت سیرچشمی عالی ہمتی فراخ حوصلگی انتہا کی تہی کبھی روپیہ کو ٹھیکری کی برابر بھی نجانا - فنون مکسوبہ وخصایص فطریہ کے ساتھ حسن قبول خداداد حصہ تہا - حضرت قدوۃ العارفین سند الکاملین سید شاہ آل احمد اچہے میان صاحب مارہروی قدس سرہ العزیز سے مستفیض بیعت تہے حضرت مرشد کو انکے ساتھ لطف خاص تہا حضرت نے ایک خاص حالت مین اپنے منہ کا اوگال ایک گونگے کی زبان کہلنے کیواسطے اوسکے باپ کو دینا چاہا وہ نہ سمجھے باوصف صغرسنی اونہون نے لیکر فوراً کہالیا - کہتے ہین کہ قدرت سخن سنجی وقوت معانی آفرینی وحسن کلام اوسیکا اثر تہا امرا - علما - اطبا - فقرا - مشایخ ہر قسم کی صحبتون اور جلسون مین سرآوردہ رہے - جلالت قدر ایسے تہے کہ رئیس ومرؤس کسیکو انکے خلاف مین یارائے گفتار نہوتا تہا - جب کبھی انکے جلسہ مین نواب الحکما علوی خان کا ذکر آتا اوسکی تعریف مین مبالغہ کرتے پر ساتہون ساتھ فرماتے علوی خان تو اب بھی موجود ہین مگر افسوس کہ محمد شاہ نہین - یون تو ہمیشہ ہی انکا مطب نمونہ اعجاز تہا سر سے پا تک ہر مرض کے علاج مین دستگاہ کامل تہی ہر تپ کی شناخت وعلاج مین خاص ملکہ تہا یہہ بات مشہور تہی کہ اقسام تپ کو پہلے دن معلوم کرلیتے ہین - الا بعض بعض علاج عجیب وغریب کئے ہین جو بعض متعلق بفراست ہین -

چنانچہ ایکبار کا ذکر ہے کہ ایک شخص کو جفاف اللسان عارض ہوا زبان وحلق کی رطوبت بالکل خشک ہوگئی اکثر اطبا علاج کر گذرے کچھ ہوا نہین بالاخر انسے رجوع کیا گیا تدبیر بیسود ہوئی - ایک روز حکم دیا کہ من دو من لیمو خرید کئے جائین اور متعدد آدمی مریض کے پاس بیٹھ کر تراشین چوسین چٹخاری بہرین تعمیل کی گئی - جب قریب نصف کے لیمو کٹ گئے ایکبارگی مریض کے موٹھ مین پانی بہر آیا اور پچکاری سی چھوٹ گئی انصراف طبیعت سے مریض بہلا چنگا ہوگیا اور بہت خوشی ہوئی **دیگر** ایک مرتبہ ایک سید صاحب کے ہان علاج کیا مریض کو غسل صحت ہوا جایزہ ملنے کی توقع تھی کہ میر صاحب کی بہو یعنی لڑکے کی بیوی جو نہایت شرم والی حیا دار عورت تھی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسنے لگی یہانتک کہ معزز خسر جسکے سامنے حیا و ادب نے معمولی بات کرنے کی بھی اجازت ندی تھی اوسکے روبرو زور زور سے ہنستی اور کسیطرح ہنسی بند ہی نہوتی تھی - جن بہوت پری سحر دیوانگی وغیرہ کے گمان ہوئے بجائے شادی گہر ماتم کدہ بنگیا حکیم صاحب کی توقعات پر پانی پہرنے لگا مریض جسنے صحت پائی تھی عورت کا عزیز خاص تہا حکیم صاحب نے از روئے فراست آثار شادی مرگ پائی - عورت کا بہتیجا تہا خرد سال اوسکے ساتھ عورت کو محبت بدرجہ عشق تہی حکیم صاحب نے پس چلون بیساختہ اوس لڑکے کے سر میں چند قمچیان جمائین کہ بلبلا کر زمین پر لوٹ گیا یہ دیکھکر عورت بے اختیار رو کر اوسپر گری چھاتی سے لگا لیا پیار کرنے اور بہلانے لگی - خیال دوسری طرف رجوع ہوگیا اوس جان گس حالت سے سنبہل گئی - اول تو میر صاحب اپنے ان سمجھے سے لڑکے کو بے خطا مارنے پر دل ہی دل مین آزردہ ہوئے حکیم صاحب کا جبروت تہا کہ کچھ کہہ نہ سکے لیکن پہر متنبہ ہوکر بہت ثنا خوان ہوئے اور خدمت شایستہ بجا لائے - **دیگر** ایک نوجوان آدمی مطب مین آیا بظاہر معمولی زکام اور خفیف حرارت تھی نسخہ لکھدیا وہ چلا گیا - حاضرین سے فرمایا یہ شخص تین چار مہینہ بعد دیوانہ ہوجائے گا - عرض کیا گیا کہ ابھی سے علاج ہونا چاہیے - ہنس کر سرسری طور سے فرما دیا جو زندہ رہے گا کرے گا - بات آئی گئی ہوئی تقدیر قدرت ایسا ہی واقعہ ہوا اوس مدت کے بعد اوسکو دیوانگی ہوئی اور زور و شور سے ہوئی اتفاقی حیثیت یہ کہ اس اثنا مین حکیم صاحب کا انتقال ہوگیا تہا بعد بہت علاج معالجہ کے مدت دراز مین وہ شخص اچھا ہوا

آغاز حال مین گورنمنٹ انگلشیہ کی نوکری کی اور تحصیلداری تک کے عہدہ پر سرفرازی پائی پہر بخوشی خود ترک ملازمت کرکے طبابت کو شعار کیا کچھ ایام نواب جعفری بیگم صاحبہ رئیسہ شمس آباد ضلع فرخ آباد دختر نیک اختر نواب فضل علیخان وزیر شاہ اودہ کے ہان اور ایک مدت رانائے اودیپور کی ریاست مین بہ شغل طبابت بمواجب تین سو روپیہ ماہوار دبتجمل حذم وحشم بسر کی بالآخر وہان سے بھی علیحدگی اختیار کرکے خانہ نشین ہوئے۔ ہر چند کہ اعیان وقت نے خواہش کی لیکن آزادی پسند طبیعت کسیکی پابند نہوئی۔ اسی شغل مین تا پایان عمر نہایت وقعت کے ساتھ بسر کی اور اوراد و وظایف کے پابند رہے اور کچھ ایسے خوش قسمت تہے کہ تمام عمر کوئی صدمہ نہین اوٹھایا ہمیشہ زمانہ موافق رہا۔ کتب بینی کا شوق تہا اوسوقت چہاپہ خانون کی یہہ کثرت نہ تھی جو آج ہے۔ مطب بڑہا ہوا تہا بیشمار مریض آتے اور اوراد و اشغال کی اوقات منضبط یاران ہمصحبت وجلیسان خاص کے معمولی جلسے باایںہمہ مشاغل ذوق طبیعت وزور قلم سے جو نئی کتاب سامنے آتی جہٹ نقل کرلیتے۔ تفسیر عزیزی کی مجلدات تحفہ اثناعشریہ کیمیا سعادت مفرح القلوب طب الاکبر ریاض احمدی کی ضخیم جلدین اور دیگر کثیر التعداد کتابین جنہین دیکہکر ہم جیسے پست حوصلہ لوگون کے ہوش اوڑتے ہین اونکی دستی لکھی ہوئی موجود ہین۔ اسکے ساتھ تالیف و تصنیف کا بھی مذاق تہا۔ ایک میلاد شریف رسول کریمؐ موسوم بہ (تلخیص الکلام) ایک رسالہ منظومہ توضیح القرآن جسمین آیات رکوع حروف الفاظ زیر و زبر پیش وغیرہ اعراب قرآنی کی شمار بتائی گئی ہے۔ ایک رسالہ (ورد و وظایف احمدی) جسمین اعمال و اذکار و اشغال خاندانی جمع ہین۔ فن طب مین کتاب (ریاض احمدی) تالیف پدری سے بوجہ مرگ ناگہانی اونکی ناتمام رہگئی تہی اوسکو پورا کیا

مصرعہ اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ صحبت مین چہوٹے بڑے امیر غریب عالم جاہل ہر قسم کے اشخاص معمولاً آتے الا باوصف رعب و وقار کے اخلاق و اشفاق اور ادائے کلام سے سب محظوظ اور خوش ہوتے ہر کسی سے اوسکی مذاق کے موافق کلام کرتے۔

وفات انکی سفر آخرت کے لئے بہی خدا نے ایسی صاف وشستہ سڑک بنادی تہی جو بلا خم و پیچ سیدہی جنت کو جانیوالی تہی۔ جب وقت رحلت آیا رمضان شریف کی چودہوین اچھے خاصے تنومند

دن کو روزہ رکھا ڈیڑہ پہر رات گئے نماز عشا پڑہنے کو مصلّے پر کہڑے ہوئے نیت باندہی قرارت شروع کی
خدا جانے اوسی حالت مین مثل لمعہ طور کیا جلوہ دیکھ لیا کہ بحسب خرّ موسیٰ صعقا بے اختیار یک ناگاہ
"گر پڑا موسیٰ بیہوش ہوکر"
فرش پر گرے اور ایسے گرے کہ پہر نہ اوٹھے پانچ روز تک حرکت نبض و نفس تو قایم رہی لیکن نہ اہل دنیا کی طرف
چشم وا کی نہ کلام دنیا سے لب آشنا ہوئے۔ حقیقۃً پردہ اثنینیت اوٹھ گیا تہا اور اوسیوقت داخل بحق ہو گئے
تھے۔ شمار النفاس مین جو کمی تہی اوسکو پورا کرکے رمضان کی بیسوین تاریخ ایک ساعت دن چڑہے ۱۲۸۲ھ
بارہ سو بیاسی ہجری وہ حرکت دم بھی ساکن ہو گئی اور عالم قدس کو سدہارے اللہ اللہ شعر

حیاتِ جاودان باشد چنین مرگ	اگر میرد کسے بارے باین مرگ

انکے ماتم مین ایک عالم خونچکان اور اشک فشان تہا تمام شہر پر اوداسی چہائی ہوئی تہی امیر و غریب ہندو
مسلمان ہر شخص کف افسوس ملتا اور سر دہنتا تہا۔ مارہرہ اپنے اسلاف کے خطیرہ قدیم مین مدفون ہوئے
وفات کی بہت سی تاریخین لکہی گئی ہین جن سے سچے اوصاف بلا مبالغہ شاعرانہ ظاہر ہوتے ہین لہذا اونمین
سے چند قطعات یہان ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین۔ ایک عزیز نے حضرت سید شاہ صاحب عالم مارہروی سے
عرض کیا آپ زیادہ تاریخین کیون لکہتے ہین ایک دو قطعہ کافی تہا۔ فرمایا میان اس جوہر قابل کے اوٹھ جانے
سے جب جی بہر آتا ہے اور سینہ جوش کرتا ہے بے اختیار کچھ زبان و قلم سے نکل جاتا ہے اور حق یہہ ہے کہ جو کچھ
لکہتا ہون وہ اوسکے بیکم و کاست صفت ہوتی ہے شاعرانہ تکلف و اغراق کو ذرا دخل نہین ہوتا۔

قطعہ تاریخ وفات از حضرت مولانا سید شاہ صاحب عالم سجادہ نشین سرکارِ خرد مارہرہ

دریغا ز سیر فلک آسمان	دریغا ز بیدادِ دورِ زمان
دریغا ز تقلیبِ لیل و نہار	دریغا ازین انقلابِ جہان
دریغا کہ جمعیتِ ما گسیخت	دریغا یکے رفتہ از ہمسنان
دریغا ز گلہائے احبابِ ما	گلے ریخت بر خاک بادِ خزان
دریغا یکے از محبانِ خاص	نہان گشتہ از چشمِ ما ناگہان

دریغا حکیمے مسیحا نفس | بحکم قضا و قدر داد جان
دریغا گذشت آنکه بودی ببزم | نوا سنج چون بلبل بوستان
دریغا که رفت آنکه در دهر بود | بهر سو ز اوصاف او داستان
دریغا چه شد آنکه مدحش کنند | چه خرد و کلان و چه پیر و جوان
طبیبی حبیبی لبیبی ادیب | دریغا سفر کرد ازین خاکدان
دریغا بتدبیر و تشخیص او | پزشکے نبود از کران تا کران
دریغا عقیلے نموده رحیل | بدانایئش متفق عاقلان
دریغا ازان ناثر خوش کلام | دریغا ازان ناظم خوش بیان
دریغا ازان شخص اخلاقمند | دریغا ازان مرد آداب دان
دریغا ازان پر فراست دبیر | سخنها رنا گفته پیشش عیان
دل از بزم او اینچنان مے شگفت | که نه شگفتی از تختۂ زعفران
ز بس بود مسعود در طالعش | تو گوئی که سعدین کرده قران
فرایض سنن واجب نافله | همه عمر مانده مواظب بران
ببزم مشایخ نشستی اگر | مشیخت شدی از جبینش عیان
بفن طبابت کتابے عجیب | کربا شد ریاض احمدی نام آن
نوشت است علم و عمل را بهم | بیاراسته فی المثل بوستان
ز اسباب علامت بشرح تمام | قوانین حکمت نموده عیان
طبابت نیاز در تالیف او | علالت گریزد ز تعلیم آن
ازان حال صدق و صواب اشتمال | قلم مے طرازد کنون داستان
کسی یا بد اینگونه دولت بارث | اگر این سعادت بود در جهان
شنیدی مایا جان این حال را | به تفصیل کن گوش ای نکته دان

مرکب کن اعداد را با حسین | سپس نام نامئے او را بخوان
دریغا نماند آنکه در شهر بود | بگفتار طوطئے شیرین زبان
دریغا بمرد آنکه میکرد زیست | بعز و بشان و بنام و نشان
دریغا کجا آنکه علم و فنش | نگنجد به تفصیل و شرح و بیان
دریغا نیارد طبیبی چو او | بصد سال هم گردش آسمان
دریغا ز نسخه نگاری که بود | پئے عمر بیمار کلکش ضمان
دریغا فهیمی ز دنیا گذشت | ندارد کسے درک و فهمی چنان
دریغا ازان خوش خط خوش قلم | بقرطاس از خامه گوهر فشان
دریغا ازان خوش سلیقه سفیر | جهات آفاق را در میان
خجل از سخنهار نگین او | گل و سنبل و لاله و ارغوان
وجاهت ثقاهت نبابت همه شان بود گی | باد در اخلاق کون و مکان
عبادات آن نیک کردار را | توان گوش فرمود ای سامعان
باورا و د اشغال و اذکار هم | سرو کار او همچنان جاودان
مرتب اورا د او نسخه | نگردد فراهم دگر همچنان
ز تالیف ایما نده بُد نا تمام | تمامش نمود آن بلاغت بیان
بدانند او را ریاض حیات | طبیبان دانشور و عالمان
به تشخیص و تدبیر امراضها | کتابے نباشد دگر مثل آن
همه حال مرحوم منظوم شد | بجز یک که باقی بود نظم آن
که در خاندانش ز چار پشت | سپرده همه در نماز اند جان
چه خوش طالع اند این خشکان | توان رشک بردن بر احوال شان
که نصر الله خان فرجد امجدش | فضیلت نشان قابلیت قران

برای ادای نماز عشا / شد ایستاده آن پیرو راستان
همانده گلگشت باغ بهشت / شده روح پاکش ز قالب روان

چو فتح الله آن جد مغفور او / بعلم و ادب انتخاب زمان
درآمد بتحریر فرض فجر / شده واصل زمرهٔ قدسیان

بگردید فوت آن همایون خصال / هزار و دو صد سی و سه بیگمان
ازان پس پسر دوی عنایت حسین / حکیمی سرافراز با عز و شان

بورد و وظیفه بصوم و صلوٰة / شمارش توانگر و از عابدان
بفن شریفه طبابت چو او / ندیده نه بیند کسی در جهان

بحسن تدابیر او خلق را / رسوخی بدل اعتقادی بجان
شدی بر طبیبان چو مشکل علاج / کشادی گره آن حذاقت نشان

ز بعد نود بالا شده عمر او / قوایش صحیح و قوی همچنان
ز بهر عدای صدر الصدور / دو منزل ز ما بهره گشته روان

بجای رسیده که در روز شعر / نگنجد زکاو کیش نام آن
در انجا ز انفاس او فیضها / بصدر الصدور دیگر کسان

شبی درمیان نماز عشا / ز مسجد بفردوس شد ناگهان
ز هجرت هزار و دو صد شصت پنج / سن رحلتش را بیابی نشان

تصانیف معدود خوب و لطیف / ازو مانده خوش یادگار جهان
چو پور کمالات گنجور او / کزو شد رقم حال صدق اقتران

در آخر بماه صیام و بصوم / شد آماده کوچ ازین خاکدان
چو فر جد و اب در نماز عشا / بگردید راهی به سوی جنان

چنین فوتها درمیان نماز / خدا کرده مخصوص این خاندان
برادر اجملهٔ دارد نزول / ز درگاه حق رحمت جاودان

عنایات او تا بروز جزا / شود شامل اینهمه دودمان
دریغا صفتها ربسیار او / نگنجد درین ظرف اندک بیان

دریغا ازین حادثی پس دراز / کمیت قلم بازپیچد عنان
دریغا کنون خامه با درد و غم / نماید رقم حال وابستگان

ضعیفه نحیفه عفیفه زنش / ستوده ترین زنان جهان
ز مرگ چنین شوهر نامور / فتادش بسر طرفه کوه گران

به تسلیم و صبر و سکون و رضا / فرو بسته لب را از آه و فغان
ز بعد پدر سایهٔ او شواد / شرف بخش اولاد طول زمان

دریغا ز غمها را نبائی و بنت / نه حد و حساب است نه حصر آن
ز فریاد و زاری آن الحذر / ز آه و ز افغانشان الامان

خدایا بده صبر آنجمله را / بیفزای بر صبرشان اجرشان
بماناد تا حشر نسل همه / خوش و خرم و شادمان کامران

دعا میکنم بهرشان بر زمین / ملایک بر افلاک آمین کنان
دریغا ز حال قریبان او / الم سفته در سینه شان سنان

کند شرح غمهای آنها رقم / قلم را چه یارا چه تاب و توان
دریغا ملال و الم صد حیا / ز فوت چنین زبدهٔ دوستان

که مثلش نیارد فلک در وجود / امینی بصدق و صفا توامان
فغانم بخیزد ز سینه چرا / سرشکم نریزد ز دیده چسان

دریغا که رفت از کف روزگار / چنین گوهر بی بها رایگان
کنون تا که باقیست او را حیات / بود یاد او مونس ما بجان

زیاران مارہرہ و بلگرام	روان شد بسوی عدم کاروان	فراہم کنند ماہمہ را بخلد	رب مستغاث وحق مستعان
قلم سال این یار مارہروی	۸۲ ھ ۱۲ رقم زد عجیب یار خلد آشیان	زرضوان شنیدیم تاریخ او	۸۲ ھ ۱۲ گلے نو بیامد بباغ جنان
رفت آنکہ زلب شکرفشاندے	گفتے شیرین کلام ہرگاہ	تاریخ جز این کسے چہ گوید	شخصے گویا نماند صد آہ

وادریغا شد روان از دار فانی ناگہان	آنکہ در طب بود بروے اعتقاد خاص و عام
سال تاریخ از سر یاس است صوری معنوی	یکہزار و دو صد و ہشتاد و دو ماہ صیام

ایضاً از تراوش خامہ چودہری عبد الغفور سرور مارہروی

زبیداد از حد زیاد فلک	عجب واقعہ داد رو یا نصیب
بہ مارہرہ پیش آمد آن حادثہ	کہ شد غمزدہ ہر قریب و بعید
باندوہ و درد و بہ رنج و غم اند	شریف و رذیل و امیر و غریب
ز دار فنا رفت وا حسرتا	ہمایون معالج خجستہ طبیب
بہم آور امداد را باحسین	گل تام او تاکند نشر طیب
باخلاق و آداب خوب و خوشش	کجا در زمانہ خلیق و ادیب
بہفتاد و یک سال عمر عزیز	بسے کردہ طے از فراز و نشیب
خردمند عہدے کہ مانند او	نبود و نباشد عقیل و ادیب
بعلم و ہنر ہم بنام و نسب	در امثال و اقران حسیب و نسیب
مسیحا دمے کش توان وصف کرد	کہ او بود نایب مسیحا منیب
ز قیمت فتادہ پس از مرگ او	چہ مشک و چہ عنبر چہ عود صلیب
جگر خون حنا را ز غم بر زمین	بخون غرقہ بر چرخ کف الخضیب (نام ستارہ)
بہ بستم ز ماہ صیام آنجناب	بعزم سفر کرد پا در رکیب
مہ صوم شد چون مہ فوت او	بفردوس اعلی رود بے حسیب

سرورِ حزین راز سوزِ غمش	جگر پرشرار است و دل پرنہیب
بیاد عنایات و الطافِ او	کشد ہر زمان نالہ چون عندلیب
نداند درین درد و غم چارہ را	بلب باشدش النصیب النصیب
قلم بہر تاریخ چون برگرفت	رقم زد دریغا طبیبِ لبیب
دعا میکند بہرِ او بر زمین	دعایش اجابت بکن یا مجیب

ولہ

دریغا ازین دار ناپایدار	فلاطون سفر کرد و سقراط رفت
سنہ عیسوی گفت کلکِ سرور	کہ در جنت از دہر بقراط رفت

ولہ

جنابِ قبلۂ امداد حسین آہ	بماند و فخر ناقد فات گفتم
سن فصلی بتاریخ وفاتش	طبیبِ حاذقے ھیہات گفتم

حکیم صاحب نے پانچ فرزند دانشمند چہوڑے سب صاحبِ اولاد ہین۔ طبابت کا سلسلہ انکے خاندان مین ابتک موجود ہے۔

حکیم ابو صالح انکے پوتے خلف حکیم احمد سعید جوان خوش فہم خوش تقریر روشن ضمیر علم طب مین نکتہ رس مرجع و معتمد علیہ خواص و عوام ہین اور فیض خاندانی انسے جاری ہے۔ مناسبت طبیعت امداد فطرت تہی اپنے قابل ہوشمند دانشور چچون سے تعلیم فن پائی ازل آورد شوق سے مشق مطب بڑہائی۔ ذیعلم معمر تجربہ کار ونامور طبیبون نے مثل حکیم (اعظم خان) رامپوری طبیب ریاست پٹیالہ مولف رموز اعظم و اکسیر اعظم وغیرہ و حکیم (اصغر حسین) فرخ آبادی جو علوم و فنون مین صاحب تالیفات رشیقہ اور ہر قسم کی قابلیت مین مشہور و معروف شخص ہین اس نوجوان ہونہار کی تشخیص و تجویز کو بعد امتحان و تجربہ خوب جانچ کر بنظر اعتبار دیکہا ہے۔ حکیم اصغر حسین تو یہانتک بہروسہ کرنے لگے تہے کہ اپنے ایک عزیز خاص کے معالجہ مین خود انکو بلاکر

انکی رائے وشوری پسند کرکے اوسکے انمول اور پیاری جان انکے ہاتھ مین دیکر خود دست کش ہو بیٹھے اور اخیر تک انکی تدبیر کے پابند رہے تقدیر نے تدبیر کے ساتھ مساعدت کی اور خدانے شفا دی۔ حکیم صاحب بعض موقعون پر یکجا ہونے کی وجہ سے انکی طبیعت وفکر کا اندازہ کر چکے تھے۔ حکیم اعظم خان نے اول ہی ملاقات کے ایک معرکہ مین ہر طرح علمی وعملی ٹٹول کے بعد بکمال انصاف پسندی بے اختیار اپنی چھاتی سے لگالیا نہایت خوش ہوکر اپنی تصنیف کی ایک جلد ہدیہ دی اور ازانتہا تپاک ظاہر فرمایا خداوند تعالی اس یادگار سلف کی عمر وعلم واقبال مین برکت دے۔

حکیم الطاف احمدؒ حکیم امداد حسین مارہروی کے پہلے بیٹے عالی ہمت فراخ حوصلہ پُر مذاق زندہ دل خوش تحریر خط عربی ونستعلیق مین شیرین رقم طبیب حاذق معتمد روزگار پابند صوم وصلوۃ وورد ووظایف تھے۔ طب اپنے قابل باپ دادا سے پڑھی تھی۔ ابتدا نواب جعفری بیگم صاحبہ کی سرکار مین انتظام علاقہ پر مامور رہے۔ پایان عمر مین وہان سے قطع تعلق کرکے طبابت پیشگی مین بعزت بسر کی ماہ ربیع الاول ۱۲۳۰ ہجری مین پیدا ہوئے **فضل الرسول** اسم تاریخی ہے شب دہم جمادالاخر روز چارشنبہ سن تیرہ سو ہجری ۱۳۰۰ھ آدھی رات کیوقت بعد ادائے نماز عشا تسبیح پڑھتے ہوئے بحیلہ مرض تپ انتقال کیا۔ **قطعہ تاریخ وفات ریختہ قلم اندوہ رقم منشی بہادر علی صاحب کنبو مارہروی جو انکے اور اونکے اخوان باصفا کے حالات کا فوٹو ہے** درج کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔

چرا نخون جگر گرد داز دو دیدہ روان	چرا شود نہ دل مضطرب بسینہ طپان
چرا تحمل وصبر وتوان ز دل نرود	چرا زبان نکند آہ ونالۂ وافغان
چرا ز آتش اندوہ وغم نہ سوزد دل	چرا جگر نشود چون کباب بریان
چرا زغم نشود سوزش جنون پیدا	چرا نہ جیب شود تارتار تا دامان
چرا نہ خاک شود جان زار از تپ دل	چرا ز سینہ نہ برخیزد آہ شعلہ فشان

که بود آنکه چنین زار و سوگوارم کرد
که بود آنکه مراد او درد بے درمان

که بود آنکه وفاتش ز سر ربود خرد
که بود آنکه ز تن رحلتش ربود توان

که بود آنکه فراقش نمود زار و حزین
که بود آنکه ز هجرش شکسته گشت روان

شنو که نام بد الطاف احمدش مشهور
رواست اینکه برین نام جان کنم قربان

اجل رسیدش و کرد از جهان سفر افسوس
برفت خرم و خندان روان و دل بجنان

دریغ رفت مسیحائے دهر از عالم
دریغ عیسیٔ دوران گذشته شد ز جهان

به فن طب چو خود در جهان نظیر نداشت
صفات اوست در ینباب خارج از امکان

گرفته بد ز اب وجد خویشتن تعلیم
که بود یکییک ازین هر دو بوعلیٔ زمان

بسا کسان که در امراض مهلکه بودند
بمثل فالج و لقوه تپ دق و خفقان

بسا مرض که به فهم کسے نمے آمد
که بود در رائے اطبا بدرک آن حیران

علاج آن همه کرد آنچنان برائے سلیم
که از مرض به تن کس نماند نام و نشان

بلطمه بازئے امواج بحر پیشهٔ طب
گذشت گوهر عمرش بآبرو و دیشان

مرا بخدمت او اتحاد صادق بود
هم او بمن نظر مهر داشت از دل و جان

صباح و شام شب و روز همد گر بودیم
بروئے مهر باحوال همد گر پرسان

بهم نشینئ و هم صحبتیٔ و همنفسی
بچشم خلق تو گوئی دو قالب و یک جان

کنون مگر که نیم آه من بهیچ شمار
بمانده ام به تن زار یاد و لخت روان

بصدمهٔ که شدم مبتلا ز مردن او
دلم بداند و یا من و یا خدائے جهان

بوصفهائے دگر بود متصف بشنو
رقیق قلب گدا دوست واقف عرفان

اگر به مجلس وعظ و نصایح بنشستی
بذوق و شوق شنیدی و میشدی نالان

کسے گدا چو به پیش آمدے دریغ نبود
ز کفش پا و ز پوشیدنے ز نقد و ز نان

نماز فرض و نوافل مدام کرد ادا
کهے نکرد قضا بود صاحب عرفان

در دو دورد دعاها مدام میخواندے
گہے نہ ترک نمودے تلاوتِ قرآن

شب وفات نماز عشا ادا فرمود
نمود نام خدا تا اخیر ورد زبان

رواست اینکہ ہمہ عمر ماتمش سازند
عزیز و یار و زن و مرد و طفل و پیر و جوان

زحالِ زار شنیدی بکن صفاتش گوش
کہ تا شود ہمہ حالش بخاطرِ تو عیان

بدانکہ پنج برادر بُدند نیک صفات
بہم چو پنج حواس اندرون جسمِ زمان

ہمہ شناور بحرِ فنونِ دانائی
ہمہ میاز رمیدان دانش و بُرہان

کنم بہ تیغ قلم جوہر جمیع رقم
دُر حقیقتِ ہر یک کشم بسلکِ بیان

چہار ازین بسن و ماہ و سال کم بودند
مراین خجستہ نفس بود از چہار کلان

چقدر بودند انستہ ام بہم الفت
یکے ز فرط محبت بدیگرے قربان

ضرورتًا چو فتادے یکے بہ مشکلہا
شدے شتاب ز امدادِ دیگرے آسان

چنانکہ بود باجماع پنجتن سرور
بخویش برد ہمان قدر حسرت و حرمان

کہ پیش او سہ برادر جوان برفتند
شگفتہ و تر و تازہ چو گل بباغ جنان

یکے ز پنج کہ بود او علی حسین بنام
کلان بہ عمر ز یک کہتر از دگر اخوان

برفتن او ز ہمہ پنجتن ربود سبق
کہ زد بگوے حیاتش مداخلِ چوگان

دوم کہ کرد وداع اینجہان فانی را
ز دو برادر خود بود خرد از دو کلان

بہ احمد و بہ سعید است نام او مشہور
تو باد دو او ز ہم کن جدا و نامش خوان

سوم کہ رفت ز دارِ فنا بدان نامش
حسین آخر او ہست و اولش سلطان

ز ہر چہار دگر بود این خجستہ صفات
بسن صغیر و پئے کار آزمودہ جہان

چہارم اینکہ کنون شد از و جہان خالی
پُر است از مئے خونِ غمش خمِ دوران

کنون ز پنج تنِ پاک ماندہ است یکے
بفعل ہمچو فلاطون بنطق چون سحبان

فہیم عاقل و دانا ذکی و دور اندیش
عدیل نیست مرا در اسکے درین دوران

به منتخاب قوانین عہد انگریزی | مقابلش وکلا ہمچو طفل ابجدان
بسوئے سہل شود رہنما بہ نیت نیک | بہ مشکلے کہ صلاحًا ازو شوی پرسان
بہ فن طب مراین راہمیتواند انست | کہ ہست رشک ارسطو و ثانئے لقمان
زواقعات وفات برادران چہار | بچار عنصر او راہ یافتہ نقصان
ز فرط رنج و الم گشتہ ناتوان و ضعیف | کہ یاد جان شدگان ہر دم است کاہش جان
کفیل حاجت پس ماندگان مرحومین | ہمین ستودہ صفت راہمی شمرد توان
مراین ستودہ کہ دلدار احمد است بنام | خدائے عزوجل داردش بحفظ و امان
اگرچہ صبر محال است اندرین حالت | بہیچ نوع نگردد بہر کسے آسان
بمقتضائے خرد لیکن این یگانۂ دہر | زبان کشادہ بشکر و بستہ لب ز فغان
دلا تو نیز بکن صبر و با قضا مستیز | زبان بہ بند و بآہ و فغان مشو گریان
بہ فاتحہ و درود و دعا بکن یادش | کہ مستزاد شود بر وے رحمت یزدان
پس اے بہادر غمگین نویس سال وفات | طبیب رشک مسیحا بحق سپرد روان ۱۳۰۰

حکیم دلدار احمد خلف دوم حکیم امداد حسین مارہروی بائیسوین رمضان المبارک ۱۲۳۹ھ بارہ سو انتالیس ہجری کو عالم شہود مین قدم رکہا لفظ (والا اختر) سے اس سال ہمایون کے عدد نکلتے ہین۔ علم و عمل طاعت و ریاضت مین ہم پہلوئے اسلاف ستودہ اوصاف تہے کبہی سخت سے سخت اضطراری حالت، اور جان گسل امراض مین بہی فریضہ قضا نہین کیا۔ مدت العمر تلاوت قران و ورد یمانی و تسبیح وغیرہ ناغہ نہین ہوا۔ فنون نظری و عملی طب مین جو اپنے باپ دادا سے حاصل کیا تہا طبیب عدیم النظیر اور معالج روشن ضمیر تہے نسخہ بہت کم قیمت کا لکہتے کوڑیون کی دوا سے روپیون کا کام لیتے قابل اوستاد وہمہ دان باپ باہمی یکجائی کے زمانہ مین علاج سے دستکش ہو جاتے اور نہایت شفقت سے فرمایا کرتے تہے کہ منجہلے میان کے آجانے سے ہمکو بہت آرام ملتا ہے وہ ہمارا سب بار اوٹہا لیتے ہین۔ خلقت کو بہی ان سے بیش از حد اعتقاد اور اس فن خاص مین انپر نہایت اعتماد

تہا۔ اسی پر منحصر نہیں دینی و دنیوی ہر کام مین فکر صائب اور ذہن رسا پایا تہا۔ قوانین عدالت انگریزی و ربط و ضبط معاملات مین اعلیٰ درجہ کی سوجھ بوجھ تھی عقلا آپسے صلاح لیتے بحسب اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ ہر شخص کو مشورہ نیک دیتے بحکم اَلصُّلْحُ خَيْرٌ ۔ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۔ وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۔ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۔ رفع خصومات و دفع مناقشات مین سعی بلیغ فرماتے تہے۔ دیانت صداقت سنجیدگی پر لوگونکو ایسا بہروسا تہا کہ فریقین متخاصمین بڑے بڑے پیچیدہ و سنگین معاملات مین منحصر علیہ حکم قرار دیکر آپکی تجویز و فیصلہ پر بخوشی راضی ہوجاتے تہے اور جو کچھ زبان اعجاز بیان و کلک معجز سلک سے نکلتا ہر فریق اپنے لئے نسخہ کیمیا سمجہتا تہا ؎

ہوگیا دلپہ نقش جو لکھا	قلم اوس کا تہا اور اوسکی دوات

انکے بعد کوئی ایسا نیکدل پاک نہاد با اثر معاملہ فہم اور مقبول پنچ شہر مین نہین پایا گیا جو گھر بیٹھے ہوئے آپس کے جہگڑے چکا کر قوم کو کشمکش عدالت و مصارف بیجا اور مصائب جانفرسا سے بچالے ؎

ملک یکسر ہوا ہے آئین	اک فلاطون نہین جو یونان مین
ختم تہی اک زبان پہ شیرین	ڈہونڈہنے کیا ہو سیب بستان مین

ہر نزاعی موقعون اور خستہ حالتون مین اس دانشمند مصلح اور مشفق طبیب کی یاد ہوتی ہے **شعر**

کوئی ویسا نظر نہین آتا	وہ زمین اور وہ آسمان نرہا

ہم انکی قانونی قابلیت و معاملہ فہمی کے نسبت کچھ زیادہ لکھنا نہین چاہتے فاضل حکام ہائیکورٹ کے چند فقرے نقلاً نذر ناظرین کرتے ہین جو ہمارے اثبات دعوی کی دلیل واضح و برہان ساطع ہین بابو بچی لعل ساہوکار جنکی سرکار مین حکیم صاحب کو مختارانہ تعلق تہا اونکی بیوی (مسماۃ چینی کنور) کی جانب سے بغرض رفع قضایا آیندہ و حق رسی مستحقین کی تقسیم و تحفظ جائداد کی ایک دستاویز تملیک نامہ ۲۱۔ جون ۱۸۸۶ء کو حکیم صاحب کی رائے و تجویز و دست و قلم سے لکھی گئی کچھ عرصہ کے

[1] ترجمہ مشورہ دینے والا امانت دار ہوتا ہے ۱۲ [2] ترجمہ صلح اچھی چیز ہے ۱۲ [3] ترجمہ صلح کرو آپسمین ۱۲ پارہ ۹ سورہ انفال۔ [4] ترجمہ اور اگر دو فرقہ مسلمانوں کے آپسمین لڑپڑین تو اونمین ملاپ کرادو مسلمان باہم بھائی ہین سو ملادو اپنے بہائیوں کو ۱۲ پارہ ۲۶ سورہ حجرات۔

بعد ایک فریق کی طرف سے دیوانی مین دستاویز مذکور کی منسوخی کا دعوی دایر ہوکر عدالت العالیہ ہائی کورٹ الہ آباد تک نوبت پہونچی اس مقدمہ مین ہمہ دان حکام نے نہایت بسیط وطولانی تجویز لکھی ہے لیکن ہم اونہین فقرات کا اقتباس کرتے ہین جس سے ہمارا مقصود ہے اور وہ حسب ذیل ہین

"اب ہم دستاویز مورخہ ۱۲- جولائی ۱۸۸۴ء کا ذکر کرتے ہین جج ماتحت کی اس راے سے کہ وہ کاغذ وصیت نامہ ہے ہمکو کلیتہً اختلاف ہے یہ دستاویز صریحاً نہایت دانشمندی وقابلیت کے ساتھ طیار کی گئی ہے اوس سے زیادہ عقل وہنر سے یہ دستاویز مرتب کی گئی ہے جیسی کہ معمولاً دستاویزات اضلاع بیرونی اس جزو ہند مین طیار کی جاتی ہین یہ دستاویز اسٹامپ قیمتی ۱۰ عـــہ پر تحریر کی گئی ہے وصیت نامہ کے لئے کوئی اسٹامپ ضرور نہین [۱]"

ہر چند کہ متاع دنیا سے خداوند تعالی نے بہرہ مندی دی تھی پھر بھی سادگی سلامت روی بے تکلفی آپکا شیوہ تھا دنیا کے عروج کو بڑی بات نہ سمجھتے تھے طلب مال وحب جاہ مین کبھی افزون طلبی نکی ہمیشہ قاعدہ کو فائدہ پر مقدم رکھا حفظ وضع وپابندی اوقات کا ہر حال مین خیال تھا کار امروز را بفردا مگذار پر پورا عمل رہا غربا اور اہل استحقاق کے ساتھ سلوک کرنے مین کشادہ دل تھے اپنے نفس پر تنگی کرتے مگر عزیزون ومستحقون کی کلفت دیکھ نہ سکتے داد ودہش مین اخفا مد نظر رہتا ہرگز نمایش نہ چاہتے متانت واستقلال ایسا کہ کبھی کسی مشوش حالت پر گھبراتے نہ تھے کوئی بدی کرتا تو بوجہ کمال وقار کے درپے انتقام نہوتے اور مراعات سابقہ بدستور مرعی رکھتے یہانتک کہ وہ خود بخود نادم وخجل ہوجاتا فرمایا کرتے تھے ہرگاہ بد اپنے افعال ذمیمہ سے باز نہین آتے نیکون کو نکوکاری سے کیون درگذر ہو۔

خیرے کن ای فلان وغنیمت شمار عمر	زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند
چنان بانیک وبد عرفی بسر کن کز پس مردن	مسلمانت بزمزم شوید وہندو بسوزاند

[۱] پتہ مقدمہ بابو گلزاری لعل وداکہا کنور اپیلانٹ بنام مساۃ چتی کنور وغیرہ رسپانڈنٹ نمبر ۵ ۱۸۸۸ء منفصلہ ۲۷- اپریل ۱۸۹۱ء اجلاس انریبل سرجان ایج صاحب نائٹ چیف جسٹس وانریبل جی ای ناکس صاحب جسٹس-

نزلہ حار کا دایمی خلش تہا اور بہی امراض جان گسل اکثر مخل صحت اور عافیت سوز رہے غذا قلیل
جسم نحیف کاروبار عدالت کا تعلق مریضون کا ہجوم اہل حاجت کی کثرت با اینہمہ سیر کتب اور تحریر کا
شوق تہا کسی حالت مین مطالعہ و تحریر کتب سے معطل نرہتے۔ دست و قلم مین زور تہا بڑی بڑی ضخیم
کتابین بہت جلد لکھہ لیتے تہے۔ تالیف کا بہی چسکا تہا۔ چنانچہ گلزار احمدی و گلشن احمدی فن طب مین
لکہی۔ عبارت خطوط بہت سلیس و متین قلم برداشتہ بے تامل فارسی مین لکہتے تہے۔ تہوڑے سے
رقعہ اس بندہ ناچیز نے یکجا جمع کر دئے ہین انشار فیض احمدی اوس مجموعہ کا نام ہے۔ سوائے ایک
سرکار کے دوسری جگہ آپکو اتفاق ملازمت نہین ہوا۔ آغاز شعور سے اتمام حیات تک نواب
جعفری بیگم صاحبہ بنت نواب فضل علی خان وزیر شاہ اودہ وکدبانوی نواب محمد علی خان عرف
نواب دولہ دہلوی جو رئیسہ شمس آباد ضلع فرخ آباد و مالک علاقہ وسیعہ و صاحب تجارت کثیرہ تہین اونکی
سرکار مین تعلق رہا بیگم صاحبہ ممدوحہ اور بابو چہوٹے لعل و بابو پنی لعل مدار المہام و کارپردازان
ریاست و شرکار تجارت کی طرف سے مختار عام تہے عدالت العالیہ صدر دیوانی و نظامت و ہائی
کورٹ کے مقدمات کی پیروی و نگرانی آپکے متعلق تہی۔ اسی غرض سے بلدۃ اکبر آباد دار القیام رہا
دیگر اضلاع کی عدالتون مین جو بڑے و اہم معاملے دایر ہوتے اور عقدہ ہائے مالاینحل پیش آتے
اونکی اصلاح و گرہ کشائی کیواسطے امداد اُجانا ہوتا تہا تمام عمر اعلیٰ درجہ کی عزت و اعتبار کے ساتھ
بسر ہوئی آپکی خیر خواہی نیک اندیشی راستی معاملہ شناسی کاردانی حق پسندی کا آقا کے دلون پر
سکہ جما ہوا تہا۔ نیز جس شخص کو آپ سے ذرا بہی تعلق ہوا وہ آپکی کمال نیک نیتی اور مجموعی قابلیتون
کی وجہ سے آپ پر پورا بہروسا رکہتا تہا۔ آخر عمر مین تعلقات دنیوی سے کراہت بڑہ گئی تہی عبادت
و مطالعہ کتب حقایق کی جانب زیادہ اشتغال ہوگیا۔ عزیز بہائیون کے بیوقت مرنے کا الم نیکبخت
بیوی کی موت کا صدمہ املال جسمانی اضمحلال قوی سوہان روح ہوگئی۔ فلیضحکو قلیلاً و لیبکو کثیراً
کا مضمون اثر کر گیا اور موتو قبل ان تموتو کی تصویر بن گئی تپ لاحق ہوئے چہہ مہینہ علیل رہے مرض
موت تہا علاج سود مند نہوا یکم محرم روز جمعہ سنہ ۱۳۰۱ ایک ہزار تیرہ سو ایک ہجری بعد ادائے نماز صبح تسبیح پڑہتے

اور نام حق لیتے ہوئے داعی اجل کو لبیک اجابت فرمائی اور واصل بوصال حق ہوئے۔ انا للہ
وانا الیہ راجعون۔ ایسا شخص جو ایک زمانہ کا ساز گار ہو جسکے غم مین اغیار اشکبار و ماتم دار ہون
اوسکے مرگ اور دائمی مفارقت کا وقت بدنصیب اولاد کے لئے کیسا بلاخیز و قیامت زا وقت ہے
کیا کہون کہ جان حزین پر کیا گذرے شعر

	آن دودکہ از سوز جگر بر سر مارفت		بر شمع نرفت از اثر آتش دل سوز	

اخیر مین دو خواہشین تہین ایک جمعہ کا دن دوسرے اس بندہ ناچیز کی موجودگی جو بپابندی ملازمت
التزاماً نہو سکتی تہی رحیم مطلق کی رحمت کاملہ سے دونو مرادین حاصل ہوگیئن مجکو آخری وقت
کی خدمات کی سعادت حاصل ہوتی تہی رحلت سے ایک روز قبل حاضری کا اتفاق ہوگیا اور اگلے
دن جمعہ کو انتقال ہوا۔ شدت مرض وضعف ونقاہت سے نشست وبرخاست کی طاقت
نرہی تہی الادم واپسین تک خیالات رفیع اور فکر وسیع بدستور تہی۔ آخری وقت تک تلاوت
قرآن مجید و نماز فریضہ و اوراد معمولی قضا نہوئی آخر مین چارپائی پر لیٹے ہوئے نماز پڑہی تہی۔ نصائح
شرعیہ و مواعظ حکمیہ سے حق شفقت پدری و اخوت اسلامی اولاد و عزیزون کے ساتھ ادا کیا اور براہ
مآل اندیشی نظر بحالات زمانہ واسطے رفع قضایا و منازعات بعد باہمی اولاد کے تقسیم ترکہ کرکے وصیت نامہ
لکھدیا اور حسب ضابطہ گورنمنٹ انگریزی رجسٹری سے اوسکی تکمیل کرادی چنانچہ اوسی پر عمل ہوا
ماہ شوال سنہ ۱۳۱۲ تیرہ سو ہجری مین نہر زبیدہ خاتون کی مرمت کے چندہ مین سو روپیہ
مکہ معظمہ زادہ اللہ شرفاً کو روانہ فرمائے۔ ایک پختہ کنوان اپنے خطیرہ مین لب سڑک تعمیر کراکر
اپنے مان باپ و بیوی کے نام پر وقف کردیا۔ جنگ روم و روس کے زمانہ مین سات سو تیرہ
روپیہ چندہ کرکے مجروحان و ارامل و ایتام ترکیون کی امداد کے واسطے قسطنطنیہ بہیجا یہ چندہ
تمام ہندوستان سے حسب مرضی گورنمنٹ بہیجا گیا تہا خود گورنمنٹ انگلشیہ اور یورپین لندن
نے امداد مجروحان ترک مین فیاضی و اولوالعزمی ظاہر کی تہی اکثر شریف لیڈیون نے براہ ہمدردی
انسانی زخمیون کی مرہم پٹی کی خدمت بخوشی خود اپنے ذمہ لی تہی۔ غرض حیات مستعار سے حظ

واشر او ٹہایا اور نام نیک صفحہ روزگار پر یادگار چہوڑا ایک زمانہ آپکا مرثیہ خوان اور یادکنان ہے اکثر اصحاب روزگار نے تواریخ وفات نظم کی ہین جس سے سچے اوصاف آپکے ظاہر ہوتے ہین۔

قطعہ تاریخ وفات از نتایج طبع منشی بہادر علی کنبو مارہروی

ورد دل باکہ توانگفت کہ دلدار نماند
آہ صد آہ طبیب دلِ بیمار نماند

یعنی از دارِ فنا رفت چو دلدار احمدؐ
ذرہ ہم کیفیتِ ماندنِ این دار نماند

پایۂ دل گشت زخارِ الم و رنج فگار
بہ سرِ مہر و محبت گلِ دستار نماند

حیف و صد حیف رفیقیٔ و شفیقیٔ و انیس
جان بحق داد کسے یار و مددگار نماند

خاست یکبار ہمہ لطف نشست و برخاست
مزۂ ہم سخنی لذتِ گفتار نماند

چون نیفتد بجہان غلغلۂ ماتم او
کہ درین دہر چو او عاقل و ہشیار نماند

از کہ پرسیم کنون رسم و رہ روی صواب
ہادیٔ راستی و قافلہ سالار نماند

اقربا را کہ از دبہرہ وری حاصل بود
رفت او بر سر شان حیف کہ غمخوار نماند

بزبان و بقلم سہل کُن مشکلہا
ہمچو او ہیچ کسے حیف کہ زنہار نماند

ماندہ با عزت و شان در ہمہ دربار مُدام
از خوش اطواریٔ خود پیش کسے خوار نماند

کردہ حاصل ہمہ اسباب بتائید سپہر
حاجتش بار دگر با زر و دینار نماند

بقوانین و بتقریر عدالت جائے
پیشِ او پرسشِ بار ستر و مختار نماند

بود علامۂ و دانا و طبیب حاذق
مستتر سرّے از ان ماہرِ اسرار نماند

ہر کرا کرد علاج از نظرِ شفقت و مہر
ور تن او اثرے ز زحمت و آزار نماند

ناگہان گشت چنان زار کہ سرو قد او
قابلِ خاستن و لایقِ رفتار نماند

شد مرض غالب و گردید طبیعت مغلوب
زیستن را بر خش ذرۂ آثار نماند

اندرین حال بسے مال بہ محتاجان داد
باز از جود و کرم دست گہر بار نماند

چاہ تعمیر نمودہ بہ سر رہ پئے وقف
تشنہ را راہروی مشکل و دشوار نماند

زر فرستاد پئے نہر زبیدہ خاتون ‏ — ‏ خیر جاری است مگر زبدۂ اخیار نماند

ورثا را بنمود از رہ دور اندیشی ‏ — ‏ آن وصایا کہ بہم خدشۂ تکرار نماند

ہر کرا انچہ بگفت از سر دانائی گفت ‏ — ‏ سامعان را پس او حجت و تکرار نماند

ہم نگہداشت درینوقت نماز و اوراد ‏ — ‏ از خداوند بجز عفو طلبگار نماند

روز ادینہ ادا کرد نماز سحری ‏ — ‏ شکر ایزد کہ ازین بار گرانبار نماند

تا دم فرقت جان سبحہ بدستش دیدند ‏ — ‏ یکدم از یاد خدا غافل و بیکار نماند

خاست فریاد بیکایک کہ روان شد روحش ‏ — ‏ طالب حق بر حق رفت و درین دار نماند

۳ . . ھ

ہاتف غیب بگفت از سر افسوس کہ حیف ‏ — ‏ آہ آن زبدۂ اخیار باین دار نماند

ایضاً از منشی اکرام الدین حسین خان منصف کنبو مارہروی

ہوئی رحلت حکیم باخدا کی ‏ — ‏ کہ جس سے ہوگیا مارہرہ خالی

بڑے عالی منش اور متقی نے ‏ — ‏ یکایک کردیا مارہرہ خالی

ہماری قوم کا ادبار ہے یہہ ‏ — ‏ کہ نیکون سے ہوا مارہرہ خالی

تاسف ہے کہ خاصان خدا سے ‏ — ‏ بسی جنت ہوا مارہرہ خالی

ہے بیماری کی کثرت ہائے افسوس ‏ — ‏ طبیبون نے کیا مارہرہ خالی

۱۲ ھ ۹۹

ہوئی تاریخ بہی از روئے بیمار ‏ — ‏ عمایدہ سے ہوا مارہرہ خالی

۱۳۰۱ ھ

ایضاً از نبی داد خان متخلص بہ فنا مارہروی

صفای دیکھ کر خلد بریں کی حور و غلمان نے ‏ — ‏ خدا سے عرض کی یون دست بستہ ہوکے حیرت مین

الٰہی کسکی آمد ہے جو یہہ ہر سو ہے آرایش ‏ — ‏ مصلّے وہ بچھائے ہین جو یکتا ہین نفاست مین

۱۳۰۱ ھ

ندای غیب یہ آئی پئے تاریخ ہاتف نے ‏ — ‏ پڑہین گے یہ جمع دلدار احمد آکے جنت مین

ولہ

عجب یہ بندۂ خاصانِ حق سے نیک بندہ تہے — ہمیشہ عمر کی اپنی بسر حق کی عبادت مین
نہایت اونکے دلکو شوق دیدارِ خدا کا تہا — زبس بیچین رہتے تہے نبیؐ کی وہ محبت مین
نہ آیا جب قرار اونکو تو پہ فرقت سے بستر پر — سفر کی کین ہزار ون فکر پہر اپنی طبیعت مین
پسند آیا جمعہ اکیسوین ۲۱ ماہِ محرم کی — انہین احسن سمجہہ داخل کیا سامان حلت مین
خدا کی شان پورا سب تمنا کے ہوا وعدہ — گئے دارِ فنا سے وہ تہا کر آب رحمت مین
ہر اک سے یہ پئے تاریخ کہتا تہا فنا او سدم — جمعہ دلدار احمدؐ نے پڑہا لو جا کے جنت مین ۱۳۰۱ ہجری

بدعات سیئہ اور مرسومات ناجایزہ سے جو تقریبات حیات و ممات و شادی غمی مین جاہلانہ رایج ہو گئے ہین ہمیشہ طبیعت نفور رہی اور حتی الامکان اوسکا قلع و قمع فرماتے رہے چنانچہ انتقال سے سولہ برس پہلے کسی مرض مین مبتلا ہونے کے وقت آپنے ایک وصیت نامہ لکہا تہا جو صندوقچہ مین رکہا ہوا ملا اوسکی نقل بجنسہ درج ذیل کیجاتی ہے۔ **وہو ہذا**

ہر شخص کو مرنا ہے اور امر ممنوعہ شرعی کے عدم ارتکاب پر وصیت کرنا ضرور ہے لہذا مین بندہ خدا دلدار احمدؐ اپنے بہائیون حکیم الطاف احمدؐ صاحب و احمدؐ سعید و علی حسین و سلطان حسین و برخوردار فیض احمدؐ خصوصاً احمدؐ سعید و سلطان حسین کو جو اکثر وطن مین موجود رہتے ہین تاکیداً وصیت کرتا ہون کہ بعد فوت میرے جو طریقہ ممنوعہ شرعی اجماع نسوان کا جاری ہے ہرگز ہونے نپاوے اور سر کوبی و سینہ زنی اور منہ ڈہانپ کر رونا اور بیان کرنا جیسا کہ ماتم مین عادت نسوان ہے نہو عوارت قریب و بعید سے جو ایکبار رسم تعزیت ادا کر جائے پہر وہ اوس صیغہ مین نہ آئے اور سوم و دہم و بستم و چہلم و سالیانہ و دوشنبہ و جمعہ و عرفات وغیرہ مین حسب طریقہ مروجہ اجماع نسوان نہونے پائے غرض کہ جملہ ممنوعات شرعی سے احتراز رہے اور جس کا قصور مجہہ سے سرزد ہوا ہو للہ معاف کرین اور حتی الوسع دعا و خیرات و کلمہ طیبہ درود و قرآن وغیرہ سے حسبۃً للہ مجکو مورد ثواب فرمائین فقط والسلام

بندہ خدا دلدار احمدؐ مرقوم ۲۵ - رمضان المبارک ۱۲۸۵ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

بندہ شرمندہ جامع اوراق ہذا گذارش کرتا ہے کہ والدین کے انتقال سے جسے ابتک سولہ برس کا عرصہ ہوا کبھی ایکدن کو بھی ہدیہ کلمہ و درود و تلاوت قرآن مجید ہمین ناغہ نہین کیا بلکہ کل اجداد و جدات مادری و پدری اور جمیع مومنین و مومنات کو اوسمین شامل کرلیتا ہون خداوند تعالی اپنے حبیب پاک کے صدقہ سے میرے اس ہدیہ محقر کو اونکے حق مین قبول کرکے اونکے لئے ثمر ثمرات نیک فرماوے واللہ مجکو اس بیان پر ذرا بھی فخر نہین نیک نیتی سے میرا صرف خیال یہہ ہے کہ شاید کوئی سعادتمند بچہ میرا ہو یا غیر کا ہدایت پاے اور ابلاغ تحفہ درود دعا و خیرات و مبرات سے اپنے بے بس اموات کے امداد کی اوسکو توفیق نصیب ہو۔ بالجملہ حکیم صاحب نے تین لڑکیان اور دو لڑکے چہوڑے سب صاحب اولاد ہین۔ لڑکون مین ایک ابوسعید احمدؒ دوسرا یہی بندہ ناچیز ہیچمدان **فیض احمدؐ** سراپا عصیان ننگ قوم و خاندان ہے جو اپنے نامہ اعمال کیطرح ان اوراق کے سیاہ کرنے مین دلیری اور اپنے جہل و کم مایگی سے بزم اعزہ مین کسی جگہ بیٹھنے کی قابلیت نہین رکہتا ہے

خجل ز انجمن و شرمسار از چمنم	نہ عندلیب نہ پروانہ کردہ اندمرا

مین اپنی ذات مین کسی قسم کا کمال اور اپنی واقعات حیات مین کوئی مضمون عزیب نہین پاتا جو اس صحیفہ مین قابل نگارش ہو۔ ہان بطور یادداشت عرض کرتا ہون کہ نوین ربیع الاخر دوشنبہ کے دن آدہی رات کیوقت ۱۲۶۲ھ بارہ سو باسٹہ ہجری مطابق ۶۔ اپریل ۱۸۴۶ء اٹھارہ سو چہالیس عیسوی نزہتگاہ ارواح سے کدورت کدہ آب و گل یعنی عالم ناسوت مین لایا گیا منشی کریم حسن کنبو مارہروی نے تاریخ ولادت کا یہہ قطعہ لکہا ہے جس کے اعداد سے سنہ ہجری نکلتے ہین

قطعہ تاریخ ولادت

بہ بخشید ایزد بجان عزیز	بوقت نکو طفلک خوش سرشت
خرد سال تاریخ آن نیک پئے	زہے نیر اوج عشرت نوشت

(۱۲ ـ ۵ ـ ۶۲)

نطق آشنا ہونے کے بعد حسب دستور مکتب نشینی کی رسم ادا ہوئی۔ آب سے تہوڑی مدت پہلے خصوصاً جبکہ میری مکتب نشینی کا زمانہ تہا ہندوستان کے مسلمان بالعموم انگریزی زبان سیکہنا

برے درجہ کا کفر سمجھتے تہے اور ہمارے قصبہ مین تو انگریزی کی ہوا بھی نہو گئی تہی - سوائے ایک پولس کی چوکی کے جسے پہلے تہانہ اور آج اسٹیشن پولس کہتے ہین نہ کوئی عدالت تھی نہ محکمہ نہ کچہری نہ ملکی سڑک نکلی - نہ ڈاک چلی - سب سے الگ تہلگ مثل خم فلاطون ایک گوشہ عافیت تہا جسمین چند نفوس قدسی بآسایش بیٹھے ہوئے تہے - یہ بھی معلوم نہ تہا کہ انگریزی ہے کیا چیز اوس کا پڑہنا کفر ہے یا مباح - ہر چند کہ سرزمین اب بہی وہی ہے پر آب و ہوا بدل گئی زمانہ کی ضرورتون نے چشم بصیرت کہولکر انگریزی کی حقیقت اور اوسکے فواید سے آگاہ کردیا ہے - لہذا وہی معمولی کتابین جو دیسی مکتبون مین رایج تہین جنہین ہمارے ملکی بہائی خوب جانتے ہین پڑہ لین - نہ ذہن رسا تہا نہ شوق رہبر - مولوی الہی خیر صاحب کو خدا جنت نصیب کرے اونکے نفس قدسی کا اثر تہا یا جوتیون کا صدقہ کہ رسمی لکہنا پڑہنا آگیا - اور کہنے کے لئے اچہے خاصہ منشی بنگئے - سن شعور تک مکتب کی مصیبتین سہین - جب شباب کا آغاز ہوا ۱۲۸۶ھ بارہ سو اسی ہجری مین حقیقی پہوپی کی لڑکی کے ساتھ شادی ہوگئی - مکتب کی قید میعادی تہی اب حبس دوام کا حکم ہوا - چودہری عبد الغفور سرور مارہروی نے اوسکی تاریخ مین یہہ قطعہ نظم کیا ہے -

قطعہ تاریخ عقد

زفرخندہ عقدے عزیزے سعیدے	غبار غم از خاطر خود برفتم	چو شدہ جلوہ گر سہرہ بر فرق نوشہ
چمن در چمن ہمچو گل بر شگفتم	الم را زدہ سر بتفتیش سالش	زہے شادی فیض احمد بگفتم ۱۲۸۶ھ

ایضاً

کہ خدا شد فیض احمد با عروس	ناکح و منکوح ہر دو نیک خو	لیکہ این تقریب شد بہجت فزا
عیش و عشرت گشت کردہ کو بکو	سال تاریخش چو جستم از خرد	گفت ہاتف شادی فرخندہ طوی ۱۲۸۶ھ

۳ - ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ بارہ سو پچانوے ہجری پہلی بی بی نے زچہ خانہ کے تپ مین مبتلا ہوکر حیات مستعار کی بیڑی کاٹ دی اور ہمیشہ کے لئے ساتھ چہوڑ دیا انکی تین اولادون مین سے ایک لڑکی شیر خوارہ مرگئی ایک لڑکا ایک لڑکی زندہ اور جوان ہین آزاد ہوجانے کے بعد پہر مقید ہونے کو جی تو نچاہتا

تہا پر شفیق و غمخوار والدین کے اصرار اور بمضمون سہ

حلقۂ ماتم و ہنگامۂ شیون صدبار		بہ زبزمے کہ درو انجمن آرای نیست

دنیا کی ضرورتون نے مجبور کیا نوین صفر روز دوشنبہ ۱۲۹۸ھ بارہ سو اٹھانوین ہجری و ۱۰ جنوری ۱۸۸۱ء اٹھارہ سو اکیاسی کو پہوپی کی پوتی کے ساتھ رسم مناکحت ادا ہوئی انکا مادری سلسلہ نواب خیر اندیش خان میرٹھی سے ملتاہے اونکی ماں نواب مبارک علیخان کی حقیقی نواسی ہین انکے بطن سے آٹھ اولادون یعنی پانچ لڑکون تین لڑکیون مین اب چار باقی ہین تین لڑکے ایک لڑکی یہہ سب ابہی خردسال ہین خداوند تعالی بطفیل چار یار کبار سعید و بختمند اور عمر و اقبال سے بہرہ مند فرمائے۔

مکتب چہوڑنے اور شادی ہوجانے کے بعد بائیسوین اکتوبر ۱۸۶۶ء کو گورنمنٹ انگلشیہ کے محکمہ کسٹم (ناردرن انڈیا سالٹ ریبنیو) مین ملازمت کا تعلق ہوگیا حکام سررشتہ نے وقتاً فوقتاً جو چٹہیان عنایت کین اونمین سے چند چٹہیات کا ترجمہ یہان درج کیا جاتاہے وہو ہذا

مضمون ذیل لکہنے سے مین بہت خوش ہون یعنی یہہ کہ فیض احمد محرر نے میرے ماتحت تین مہینہ تک نہایت خوبی سے کام انجام دیا اوران ایام تین ماہ مین اونکی کارگذاری سے مین بہت خوش رہا۔ فیض احمد اپنے کام مین بہت ہوشیار اور دیانتدار ہین۔ مختلف وقتون مین چار محرر میرے ماتحت رہے مگر کام اس چوکی کا جیسا اس محرر نے آسانی سے انجام دیا ہے کہ یقین ہے کہ کسی محرر سے ایسا نہین ہوسکا فقط

دستخط بروکس صاحب قائممقام پترول مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۸۶۹ء

فیض احمد نے پترولی بڈہپورہ مین تین برس چہہ مہینہ کارمحرری نہایت اچہا اور لایق اطمینان انجام دیا یہہ شخص کارمتعلقہ اپنے کو خوب سمجہتاہے اور اپنے سررشتہ کو نہایت ترتیب و تہذیب سے رکہتاہے اور کاغذات ضروری الرجوع کو بہت جلد پیش کرسکتاہے لہذا یہہ چند کلمہ بطریق سارٹیفکٹ یعنی سند کے عطا کئے گئے فقط ۲۶ اکتوبر ۱۸۷۲ء دستخط مسٹر ویر برس صاحب بہادر پترول بڈہپورہ

فیض احمد بہت برسون سے کلکٹری کسٹم اگرہ مین کارگزار ہے نومبر ۱۸۷۵ء سے مین بہی جانتا ہون کہ وہ نہایت محنتی شخص ہے ۔ پہلے اسی لحاظ سے اپنے دفتر کی نائب پیشکاری کے عہدہ پر اوسکو ترقی دی تہی اور اوسنے اپنے کام کے انجام دینے مین مجکو نہایت خوش رکہا اور اب بسبب تبادلہ انٹرنل برنچ کے دفتر کو چہوڑتا ہے ۔ دستخط مسٹر جی ایچ ہیکی صاحب کلکٹر کسٹم اگرہ ۱۵ - فروری ۱۸۷۹ء

فیض احمد سب انسپکٹر نے میری ماتحتی مین تین ماہ یا قریب تین ماہ کام کیا یہہ شخص عمدہ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار ہے کیونکہ اسنے چند سال تک بطور محرر کے کام کیا ہے مین یقین کرتا ہون کہ یہہ شخص قابل اطمینان اور سخت محنتی اور بہت باادب ہے فقط

مسٹر سی بی برون صاحب انسپکٹر پرمٹ شاہی مقام بدایون ۶ - اپریل ۱۸۸۱ء

شیخ فیض احمد نے بطور ہیڈ محرر کے پرمٹ علیگڈہ سرکل مین آٹھ مہینہ من ابتدا ۱۸۸۱ء لغایت اپریل ۱۸۸۲ء کام کیا زمانہ مذکور مین اوسنے کار متعلقہ اپنا بہت اچہی طرح انجام دیا میرے نزدیک وہ ایک محنتی اور ذہین اور فرمان بردار آدمی ہے ۔ درحقیقت وہ انٹرنل برنچ مین ایک اعلیٰ درجہ کا محرر ہے اور مین اوسکو جدا کرتے سے بہت رنجیدہ ہون چونکہ اب وہ اسسٹنٹ کمشنری پرمٹ اگرہ کے دفتر کو بدل گیا اسلئے مین اوسکو یہہ سارٹیفکٹ دیتا ہون ۲۰ - اپریل ۱۸۸۲ء

دستخط مسٹر آر ایف چامرس انسپکٹر پرمٹ علیگڈہ

فیض احمد سب انسپکٹر نے میرے زیر حکم حلقہ اٹاوہ مین قریب دو برس کے کام کیا مینے اونکو ہمیشہ مستعد - جفاکش - محنتی - اور کامل دیانت دار - اور عمدہ کام کے لایق پایا -

اٹاوہ یکم اکتوبر ۱۸۸۵ء مسٹر جی ڈی یینگ محکمہ نمک

پہر اوس سے سبکدوشی ہوئی اور راحت پائی ایکمرتبہ بحسب ع

دانہائے قسمتِ ما جا بجا پاشیدہ اند		از برائے چیدنش ناچار میگردیم ما	

ریاست رامپور مین بطریق تلاش معاش جانیکا اتفاق ہوا عالیجناب نواب حامد علیخان صاحب بہادر رئیس حال کی صاحبزادگی و تعلیم و تربیت اور جنرل اعظم الدین خان مرحوم کی نظامت کا

زمانہ تھا اپنی برات رزق وہان مقدر نہ تھی نوکری نہوئی اپر جنرل صاحب نے بیکاری وزیر باری پر نظر فرماکر براہ شرفانوازی واولوالعزمی ایک رقم معقول ومعتدبہ سے مدد کرنی چاہے - بندہ ناچیز نے باوصف تعطل وحاجتمندی بلاثبوت استحقاق ونہونے دست مزد اپنے کے محض استحساناً ایسی رقم کا لینا اپنے نفس کے واسطے ناجایز سمجھکر صاف انکار کردیا - ریاست مین بڑے بڑے عبا قبا شملہ ٹکہ والے چکنے چپڑے ہاتھ پھیلائے ہوئے چلے آتے تھے یہہ صدائے غیر مانوس حیرت کے کانون سے سُنی گئی - جنرل صاحب نے ایک جلسہ مین مذکور کیا اور فرمایا شکر ہے کہ مسلمانون مین اب بھی ایسے غیور ہمت والے موجود ہین بعض ارباب نے بحسب المرء یقیس علی قلبہ (آدمی اپنے دل پر قیاس کرتا ہی) دوسرے طور پر معنی لگائے جسکی جنرل صاحب نے تکذیب وتردید فرمائی - اور میرے نام اپنے خاص دست وقلم سے جو عبارت لکھی ہے بجنسہ نقل کیجاتی ہے - **وہو ہذا**

مشفقا آپکی ہمت بلاشک لایق تحسین ہے - اور مین ہمیشہ اسے یاد رکھونگا - یہ آپکی فراخ حوصلگی اور علو ہمت کی پوری دلیل ہے - مین اسقدر آپسے بلاخوف کہہ سکتا ہون - کہ جب اس ریاست مین آپکی خدمات کی ضرورت ہوگی - مین آپکو فراموش نکرونگا - اور وقتاً فوقتاً آپ یاد دہانی مجھے کرین - اور جو زحمت آپکو اس سفر مین ہوئی وہ سب میرے نامۂ اعمال مین قایم فرماکے مجھے معاف کرین - اعظم الدین خان ۹ - جنوری ۱۸۹۰ء

واللہ باللہ قلب سلیم کو اس حکایت کے لکھنے مین ذرا بھی نمایش وستایش مقصود نہین بلکہ اس مجموعہ کی ترتیب سے مطلب یہ ہے کہ آیندہ نسلین اپنی قوم کے حالات دیکھکر اوس سے زیادہ موثر ہون - مخصوص یہ نقل محض بغرض عبرت اپنی اولاد کے لکھی ہے تاکہ وہ دون ہمتی وپست فطرتی کے عادی نہون اور اپنے قوۃ بازو سے قوۃ لایموت حاصل کرکے آبرو کو قایم رکھنے کی کوشش کرین جو آدمی اسکے خلاف ناجایز وغیر مطبوع دوسرے طریقہ سے شکم پری کرتے ہین وہ ہرگز سچی عزت کے مستحق نہین ہوتے

منید از خود را چو روباہ شل	بروشیر درندہ باش اے دغل

بچنگ آرد یا دیگران نوش کن	نہ بر فضلہ دیگران گوش کن

بہرحال وہان سے مراجعت کے بعد ہی دوسری جگہ بسبیل جائز حیلہ رزق پیدا ہوگیا اور بفضلہ تعالی اب بہی ہے۔

اسوقت کہ مین یہ مختصر سرگذشت لکہہ رہا ہون ۱۹-جمادالثانی ۱۳۱۵ ہجری اور ۱۵-نومبر ۱۸۹۷ء روز دوشنبہ ہے ۹-ربیع الاخر ۱۲۶۲ ہجری یہی دوشنبہ میری پیدایش کا دن تہا قمری حساب سے دنیا مین آئے ۵۳ برس دو مہینہ گیارہ دن گذرے۔ پنجاہ کے پنجہ سے چہٹکر شصت کی شست مین آگیا جسکی نسبت کوئی کمر شکستہ کہہ گیا ہے **مصرعہ** جو شصت آمد نشست آمد بدیوار۔

ہرچند کہ اس مدت زندگی مین غیر ملکون کا کوئی دور ودراز سفر پیش نہین آیا پہر بہی صغر سنی وطفولیت کے بعد جو بیفکری اور فی المثل سچی بادشاہت کا زمانہ ہے ایک جگہ نچلا بیٹہنا نصیب نہین ہوا- قسام ازل نے جہان جہان دانہا رزق مقدری بکہیر دئے تہے اونکے چننے کو دور ونزدیک آباد وویران شہر وبیابان جہان کی خوب خاک چہانی آب (میرٹھ) دارالقرار ہے- اور ہزاران حسرت وناکامی ایک بڑے سفر کا انتظار ہے **غرض** باغ عالم کی بہار وخزان سب دیکھ لی- فراق ووصال کے مزے چکھ لئے **ع**

وصل بہی دیکہا جدائی دیکھ لی	حق نے جو قدرت دکہائی دیکھ لی

رباعی

چندے بہوا ر گلعذاران بگزشت	لختے در بند روزگاران بگزشت
برنامدہ کام دل شباب آخر شد	نشگفتہ گلی دو نوبہاران بگزشت

دنیا کی زندگی مین ماں باپ سے زیادہ عزیز- بیوی سے زیادہ محبوب- بچون سے زیادہ پیارا کون ہوسکتا ہے- ان سبکے- نغمہ مسرت- زمزمہ شادی- ہنگامہ شیون- نوحہ ماتم سن لئے- اب تلخئ مرگ چہکنی باقی ہے- **شعر**

ہوچکین غالب بلائین سب تمام	ایک مرگ ناگہانی اور ہے

اغوشِ گُل کشودہ برائے وداع ہے	اے عندلیب چل کہ چلے دن بہار کے

والدین کا بدل تو خدا نے پیدا ہی نہین کیا الا خدائے رحیم کی بندہ نوازیون کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھ جیسے ناچیز کو اپنے فضل عمیم سے باقی اور نعمتون کا ہمیشہ نعم البدل دیا ہے اور تنگئے رزق جسکو الفقر سواد الوجہ فی الدارین[1] کہا ہے اوسکی سخت امتحان سے اپنی حفظ و امان مین رکھا ہے - آیندہ بھی اوسکے فضل پر بھروسہ ہے - ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاٰتنا وتوفنا مع الابرار[2] رباعی

یارب کرمیکہ شرمسار آمدہ ایم	سرمایۂ ناکسی بیار آمدہ ایم
شایستۂ دوزخیم وجویای بہشت	دریاب کہ پُر امید وار آمدہ ایم

حکیم نجم الدین بن غلام معین الدین قاضی محمد یسین دھولپوری کی اولاد مین چوتھی پشت مین تھی انکے والد نے غلبہ حکومت روہیلون کے زمانہ مین قصبہ (آنولہ) ضلع بدایون کی سکونت اختیار کرلی تھی انھون نے مارہرہ مین اپنی شادی کی اور یہی وہان کی بود و باش کا سبب ہوا - فن عملی طب مین مہارت تھی - علاج اچھا کرتے تھے۔

حکیم قمر الدین و حکیم شمس الدین حکیم نجم الدین کے بیٹے بلند حوصلہ زندہ دل خوش مزاج ظریف طبع عیش پسند اور متاع دنیا سے بخشند تھے ایک وقت راجہ اٹاوہ کی سرکار مین اونکا اقتدار تھا اونکی اولاد قصبہ مارہرہ مین آباد ہے **محمد راضی** حکیم قمر الدین کے پوتے عدالت مال ضلع اٹاوہ مین مختار سند یافتہ سرکار مین شعر و سخن کا مذاق ہے چند تاریخین انکی طبعزاد اپنی اپنی محل پر اس مختصر تذکرہ مین درج ہین

حکیم لطف الدین مفتی محمد اکرم عالمگیری کی اولاد مین نہایت خوش صحبت قیافہ شناس اداب دان اور بالا دست طبیب تھے - دہلی سے - مارہرہ آکر قیام کیا - کریم الدین محمد یہ ایک ذی رتبہ رئیس اور ہمقوم تھے اونکی لڑکی کے ساتھ شادی ہوئی انکی نسل باقی نہین رہی پیدایش اور وفات کا ٹھیک وقت معلوم نہین ہوا لیکن کریم الدین محمد انکے خسر نے ۱۱۹۶ھ

[1] ترجمہ محتاجی منہ کی سیاہی ہے دونون جہان مین ۱۲ [2] ترجمہ - اے رب ہمارے بخش گناہ ہمارے اور اتار ہماری برائیان اور موت دے ہمکو نیک لوگون کے ساتھ ۱۲ پارہ ۴ سورہ ال عمران رکوع ۲۰ -

گیارہ سو چہانوے ہجری مین انتقال کیا ہے اس سے جان سکتے ہین کہ یہ قابل شخص بارہ سو صدی ہجری کے آغاز تک بقید حیات ہوگا۔

حکیم نجف علی ابن اشرف علی باشندہ مارہرہ خواجہ حسن ملتانی مارہروی سے نوین پشت مزاج مین خلق و مروت کوٹ کوٹ کر بہرا تہا طب اور سیاق اچہا جانتے تہے علاج شفقت سے کرتے تہے پینتالیس چہالیس برس انکے انتقال کو گذرے ہونگے۔

حکیم بندہ علیخان احسان علیخان وقایع نگار کشمیر کے بیٹے اور محمد مسیح الملقب نواب خیراندیش خان ثانی کے پوتے تہے طبیب ماہر اور معزز مین عصر سے تہے روہیلکنڈ بریلی مین سکونت پذیر رہے۔

حکیم طالب علیخان رئیس بانس بریلی عماید زمانہ سے تہے علماً و عملاً طب مین دستگاہ کامل تھی اور عمل یدیعنی دستکاری جراحی چیڑ پہاڑ مین جو طب علی کا شعبہ ہے دست اعجاز تہا اونکے فرزند رشید **حکیم غالب علیخان** بھی معزز روزگار اور طبیب تجربہ کار تہے۔

حکیم امان علیخان اور اونکے بیٹے **حکیم اکبر علیخان** بریلی مین نامور اور با نام و نشان طبیب گذرے ہین ان سب حضرات بریلی کا جدی سلسلہ نواب خیر اندیش خان میرٹھی کے ساتھ ملتا ہے الطاف علیخان حکیم غالب علیخان کے پرپوتے بریلی مین اسوقت بہی نامی گرامی رئیس ہین جنکی سالانہ آمدنی زمینداری کی قریب اسی ہزار روپیہ کے ہوگی۔

حکیم سلامت علیخان المخاطب بہ حکیم حذاقت خان طبیب کامل و علوم عقلی و نقلی مین فاضل اور شاہی طبیبون مین شامل تہے امراو سلاطین کے دربارون مین امتیاز و اعتبار تہا بوجہ قابلیت فن شاہ عالم بادشاہ کے دربار سے حکیم حذاقت خان کا خطاب پایا اصل فرمان عطا خطاب جو ہماری نگاہ سے گذرا ہے اوسکی عبارت مین نقل کیا جاتا ہے پیشانی فرمان پر بخط طغرا معلا یہ الفاظ لکہے ہین (باسمہ سبحانہ و تعالیٰ شانہ) اور نیز یہہ عبارت طغرا معلا زیب ناصیہ فرمان ہے۔

(فرمان ابوالمظفر جلال الدین محمد شاہ عالم بادشاہ غازی)



درینوقت میمنت اقتران فرمان والاشان واجب الطاعت والاذعان صادر شد کہ بمقتضائے وفور مراحم خاقانی و فرط تفضلات خسروانی کہ نمونہ افضال یزدانی است خداقت انتباہ حکیم سلامت علیخان را بخطاب خداقت خان بین الاعیان والارکان وفی الامثال والاقران سرفراز و ممتاز فرمودیم باید کہ فرزندان کامگار والا تبار و وزرائے ذوی الاقتدار و امرائے عالیمقدار وجمیع ارکان دربار جہان مدار و حکام ممالک خلاقت انتباہ مذکور را از جناب فیضمآب بادشاہی مشمول این خطاب برگزیدہ والقاب پسندیدہ معزز و مباہی دانستہ انظار عنایت ما بدولت نسبت باحوال فرخندہ مآل خان مذکور یوماً فیوماً متزاید و منہایت. تصور نمایند تاریخ پانزدہم شہر جمادالاول سال سی و ہفتم از جلوس ابد مانوس والا مرقوم شد۔

بعد تباہی خاندان شاہی دہلی وطن آبائی سے ہجرت کی بنارس آئے۔ انگریزی عملداری شروع ہوگئی تہی۔ بوجہ تبحر علمی وہان کورٹ اپیل کے قاضی و مفتی ہوگئے۔ حکام انگریزی نہایت

عزت کرتے تھے - طبابت وفضیلت وحکومت کے سبب شہر مین اول درجہ کا اعزاز تہا۔ کہتے ہین کہ ایک مرتبہ بمقام بنارس ہندو مسلمانون مین کسی امر پر نزاع ہوگیا۔ جہالت سے ایک دوسرے کے مذہبی امور مین دست انداز ہوکر اونکے معابد کو منہدم کرنے لگا۔ نئی عملداری تہی کمپنی کو تشویش ہوئی۔ حکیم صاحب ہی شہر مین ایک ایسے با اثر شخص تھے جنکی بات ہر طبقہ اور گروہ کے آدمیون مین مانی جاتی تہی اور یہی دونون فریقون مین باہم صلح وموافقت کے باعث ہوئے حکام نے غنیمت سمجہا اور قدر افزائی کی بالآخر پنشن پاکر خانہ نشین ہوئے۔
انکے پسری اولاد نہ تہی۔ دختری اولاد مین محمد اسحاق منشی ہادی علی لکھنوی مارہروی کے بیٹے (مارہرہ) مین آباد ہین۔

خاتمہ کتاب

سر شکم رفتہ رفتہ سبیل دریا شد تماشا کن	بیا در کشتی چشم نشین و سیر دریا کن

امید نہ تھی کہ یہہ مرقعہ دلنشین وصحیفہ نگارین اس وسعت وتزئین کے ساتھ مجھ جیسے متشتت الحال پریشان احوال شکستہ قلم کج مج رقم کے ہاتھون قابل سیر ناظرین باتمکین مرتب ہوجائے گا۔
قومی کتاب لکھنا آسان نہین یہہ کام تہا ایک جماعت کے کرنے کا سب ملکر تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ پر عمل کرتے ہو۔ لیکن قوم کو اپنے مشاغل سے چھٹکارا کہان اور فرصت کب کہ توجہ کرتی۔ مین بہی نکما نہ تہا۔ **مصرعہ** فکر معاش وذکر بتان یاد رفتگان۔ وہ کونسی مشوش کن عافیت سوز بات تہی کہ نہ تہی۔ مگر کیسا ہی امر اہم ہو ممکن نہین کہ انسان چاہے اور کر نسکے۔ ہان شوق طلب دامنگیر ہو پائے تنزلزل وتلون مین ہمت واستقلال کی زنجیر ہو **ع**

بہر کار کہ ہمت بستہ گردد	اگر خارے بود گلدستہ گردد

خدا کے بہروسہ پر شروع کردیا تہا اوس کا شکر ہے کہ اوسیکی عنایت سے بلا اعانت دیگرے تمام ہوگیا اور محنت ٹہکانے لگی۔ **شعر**

۱ ترجمہ آپس مین مدد کرو نیک کام پر ۱۲ پارہ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۱

شکرِ خدا کہ ہرچہ طلب کردم از خدا	بر منتہائے ہمتِ خود کامران شدم

میرا نہ پہلے خیال تہا نہ اب دعوے ہے کہ قوم کی پسند کے قابل مین لکھ سکون گا یا لکھ لیا۔ بلکہ حق یہہ ہے کہ میری خواہش و طبیعت کے موافق سرمایہ مہیا اور سامان دستیاب نہونے سے مین خود اپنی تمنا پوری کرنے مین قاصر و معذور رہا۔ مین جیسا آغاز مین جانتا تہا اب یہی سمجہتا ہون کہ جو کچھ قوم کے سامنے پیشکش کیا گیا ہے اپنے بے بضاعت بساط کے موافق ہے نہ ہنرمندان قوم کے موافق۔ امید ہے کہ بزرگان قوم میرے عذر نادانستگی کو بشکرانہ دانائی خود پذیرا فرماکر فروگذاشت کو معاف فرماینگے۔ پر ظاہر ہے کہ جتنا اور جیسا لکھا گیا ہے آج اس طرز و انداز کا دوسرا مجموعہ قوم کے ہاتھ مین نہین ہے۔ گو کلہ اس سے بہتر ہو جائے۔ اور خدا کرے کہ ہو۔

میرے پیارے بہائیو نام و نمود کے لئے یا ستایش کی تمنا اور صلہ کی توقع پر ان اجزا کی ترتیب نہین کی گئی۔ بلکہ فطرتاً حبِ قومی کا اثر انسان کی طبیعت مین ودیعت کیا گیا ہے اور کم و بیش ہر سنجیدہ دماغ اور پاک دل مین ہونا چاہئے اور ہوتا ہے وُہی اس تحریر کا باعث ہوا

قطعہ

چو من بخیر کنم یاد رفتگان قدیم	امید آنکہ مرا ہم بخیر یاد کنند
چو شاد میکنم ارواح دیگران شاید	کسان رسند و مرا نیز روح شاد کنند

قوم کے لئے یہہ ایک عمدہ آئینہ خانہ ہے جسمین اونکے مقدس بزرگون کی پاکیزہ صورتین نظر آتی ہین۔ اونکی نیک سیرتون پر وقوف حاصل ہوتا ہے۔ آئندہ نسلون مین اگر ذرا بھی صلاحیت تدبّر و قوت تفکر باقی ہو۔ بالکل مصداق ثُمَّ قَسَتْ[1] نہ بن جائین۔ اور خَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ[2] ذُرِّیَّت کی شمار مین نہ آجائین اور بمضمون فِی قُلُوْبِهِم مَّرَضٌ[3] اونکے کمزور دل آزار جہل و غفلت سے مضمحل و مُردہ نہوگئے ہون۔ تو وہ جان سکینگے کہ اونکے نامور اسلاف شریعت کے

[1] ترجمہ۔ پہر سخت ہوگئے اونکے دل ۱۲ [2] ترجمہ۔ پہر اونکے پیچہے آئے ناخلف وارث ۱۲ پارہ ۹ سورہ اعراف رکوع ۲۱
[3] ترجمہ۔ اونکے دلمین آزار ہے ۱۲ پارہ اول رکوع ۲۔

حاکم طریقت کے پیشوا سیف کے مالک قلم پر قادر دولت پر قابض ہر صنعت مین کامل ہر کمال مین اوستاد تہے علم و دولت ہمارا ورنہ تہا سچ ہے۔ شعر

از رہگذرِ خاکِ سرِ کوی شما بود	ہر نافہ کہ در دستِ نسیم سحر افتاد

نظم

کبھی تم ہی موجد تہے علم و ہنر کے	علم اور قلم اور تیغ و سپر کے
نہ بہوکے تہے تم سیم کے اور زر کے	یہ خدام تہے سب تمہاری ہی گہر کے
تمہین مرکزِ علم دنیا و دین تہے	تمہین مالکِ ملک و سیف و نگین تہے

اسکے مطالعہ سے بجوش خون حمیت اونکے دل و دماغ مین عمدہ تحریک پیدا ہو سکتی ہے اور اونکی اخلاقی و تمدنی حالت پر اچہا اثر پڑنے کی امید کیجاتی ہے۔ ان اوراق کے فراہم کرنے کی اصلی غرض یہی ہے۔ اللہ اوسمین برکت دے۔ وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ[1] میرا خیال ہے کہ انسان سے جو نیک کام بن سکے زندگانی کو فانی اور فرصت حیات کو غنیمت سمجہکر کرگذرے۔ شعر

اگر شراب خوری جرعۂ فشان بر خاک	ازان گناہ کہ نفعی رسد بغیر چہ باک

فرجام کار خواب و خموشی کے سوا رکہا کیا ہے۔ خاک کا ڈہیر ہے۔ یا اندوہ ناکامئے جاوید کا انبار شعر

چہ مقدار خون در عدم خوردہ باشم	کہ بر خاکم آئے و من مردہ باشم

اور تعطلِ اعضا کے بعد کوئی کر کیا سکتا ہے۔ شعر

فریاد ازان لحظہ کہ در دولم آن شوخ	پرسد زمن و قوتِ گفتار نباشد

اب مین اس مجموعہ کو اس دعا پر ختم کرتا ہون۔ اے میرے مہربان خدا اپنے حبیب پاک حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے صدقہ سے میری قوم اور

[1] ترجمہ۔ اور یہ کہاوتین ہم سناتے ہین لوگون کو شاید وہ دہیان کرین ۱۲ پارہ ۲۸ سورہ حشر رکوع ۳

میرے ساری بہائی مسلمانون مین اتحاد اتفاق وہمدردی عطا فرما - اونہین اون علوم سے بہرہ مند کر جو دنیا و اخرت مین اونکو نفع پہنچا ئین اور گمراہی سے بچائین - اونکو ایسی دولت دے جو ہم آغوش سعادت ہو - اونکے دلون مین ہمت ہتون مین استقلال - ارادونمین مضبوطی - خیالون مین روشنی بخش - میرے مان باپ اجداد وجدات - اور جمیع مومنین ومومنات کو اپنے جوار رحمت مین جگہ دے - میری اولاد کو سعید وبختمند کر مجہے اپنے حبیب پاک کی اطاعت اور اپنی محبت مین لگالے - شعر

الہی سینۂ دہ آتش افروز		دران سینہ دلے وان دل ہمہ سوز	

مین نہایت عاجزی سے کہتا ہون - فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والاخرة ج توفنی مسلما والحقنی بالصالحین ۵

نظم تاریخی از فکر رسا بندہ خدا انوار احمد متخلص بہ شرر خلف مؤلف المشاہیر

الہی یہہ پیش نظر آج کیا ہے	کہ جس نے مجہے محو حیرت کیا ہے
نگارش نئے اور عنوان نیا ہے	یہہ منظر عجیب دلکش ودلکشا ہے
طبیعت پہ میری جو پرتو پڑا ہے	نکلتا ہر اک قافیہ چلبلا ہے
مضامین کی آمد کا تانتا بندہا ہے	کہ ہر شعر مین ایک نیا چہچلا ہے
کہان مین کہان نظم اللہ میرے	مجہے شوق میرا کدہرے اوڑا ہے
الہی رہے قوم مین فیض احمد	کہ جسکے سبب آج یہہ دن ہوا ہے
انوکہے ہین جملے نرالی ہے بندش	مورخ کا زور قلم بھی بلا ہے
وہ فقرے لکہے کلک جادو رقم سے	دبیر فلک جن سے چکرا گیا ہے
جو اوسکی زبانکو کہون سہل مشکل	بہت سچ ہے بیشک روا ہے بجا ہے

لہ ترجمہ - اے پیدا کرنے والے آسمان وزمین کے توہی میرا سازکار ہے دنیا واخرۃ مین موت دے مجکو ایمان کے۔ اور ملا مجکو نیک بختون مین ۱۲ پارہ ۱۳ سورہ یوسف رکوع ۱۱

وہ کھینچے ہین اسلاف عالی کے نقشے | پتہ اصل مقصد کا جن سے ملا ہے
کسی صفحہ پر اصفیا جلوہ گر ہین | کسی جا مشایخ کا رنگ آرہا ہے
کہین ہے ادیبون کی صحبت کا منظر | فقیہون کا جلسہ کہین جانفزا ہے
کہین ہین حکیمانِ قومی کی بزمین | نیوٹن جنہین دیکھہ سر دھن رہا ہے
کہین ہے مشاہیر کی شان ایسی | کہ جن سے گبن کا بھی رنگ اُڑ رہا ہے
کہین شعر وہ فرد ہین شاعرون کے | کہ جنکا مزہ چٹکیان لے رہا ہے
عجب ڈھنگ سے قوم کو ہے سنبھالا | مولف کا انداز ہی کچھ جُدا ہے
خبردار ہوجائین تا آنے والے | کہ ہم کیا ہین اور پہلے کیا ہو چکا ہے
ستا کر دبیران قومی کے نکتے | طبیعت کو قابو سے باہر کیا ہے
کسی نے نہ دیکھی تھی ایسی سوانح | خیالات نے تیرے ششدر کیا ہے
زمانے نے گو صورتین وہ مٹا دین | پتہ اب بھی کچھ کچھ مگر مل رہا ہے
بسی ہے جو نظرون مین قومی وجاہت | ان آنکھون مین کیا کیا سمان پھر رہا ہے
یہہ جاری ہے قانون قدرت کا فتویٰ | بگاڑا انہین ہمنے جو گھر بنا ہے
مٹایا مذاقِ سخن قوم تونے | جسے (قرطبہ) آجتنک رو رہا ہے
گیا شوق علمی لگاوٹ کا تجھسے | ممالک مین یورپ کے جا کر بسا ہے
کبھی تخت یاور تھا اے قوم تیرا | زمانہ نے اب کیسا پلٹا لیا ہے
مقدر مین جب عیش تھا اب الم ہے | الٰہی زمانہ کو کیا ہو گیا ہے
مدارِ مقدر تو سب مانتے ہین | مگر یہ سبب بھی کہین کچھ ہوا ہے
ڈرو اور سمجھو وقتِ بد سے عزیزو | مصنف نے ہر طرح سمجھا دیا ہے
جہان تھی اخوت سے علمی مشاغل | اوسی قوم کے ہاتھ پالا رہا ہے
زبانون پہ ابتک ہین اوصاف اونکے | جن اسلاف کا بول بالا رہا ہے

نہ تھی ہسٹری قوم مین کوئی ایسی — کہ جسکی ضرورت ہر اک جانتا ہے
یہ ہے قوم کی ایک تاریخ نادر — مشاہیر کا حال اسمین لکھا ہے
دکھا کر بزرگانِ ماضی کی حالت — نصیحت کا پیرایہ اچھا لیا ہے
نپوچھو جو ہین حالتین آج کل کی — بس اسے بندہ پرور خموشی کی جا ہے
یہ افلاس سے قوم کی گت ہوئی ہے — نہ کوڑی ہے پلے نہ پیسا ٹکا ہے
اونہین کے سپوتون کے اوضاع ہین یہ — جن اسلاف کا تذکرہ ہو رہا ہے
زیادہ نہ دے طول بس اب دعا کر — کہان تجھ مین طاقت ہی احمق ہوا ہے
پہلے اور پہولے مری قوم یارب — ترا فضل جیسے سدا سے رہا ہے
وہ دے اسکو عزت کہ حاسد بھی کہدین — خدا دی جسے اوس سے کسنے لیا ہے
ترقی کے ساتھ علم کی روشنی ہو — زمانہ کہے دیکھکر مرحبا ہے
جو تو دینا چاہے تو اک پل مین دیدے — تری ذات کا تو بڑا آسرا ہے
رہین میرے والد مرے سر پہ قایم — کہ سایہ مجھے اونکا ظلِ ہما ہے
ہمیشہ رہین راضی و شاد و خرم — خدایا یہی میری تجھ سے دعا ہے
مجھے دے لیاقت کرون اونکی خدمت — اونہین دی محبت کہ اسمین بھلا ہے
رضامند مجھ سے رہین وہ ہمیشہ — کہ اونکی رضا سے رضائے خدا ہے
اٹاوہ پہونچکر یہ کچھ جی مین آیا — مشاہیر کا تذکرہ چھپ رہا ہے
اگر نظم تیری بھی ہو اوسمین شامل — تو بہتر ہے موقع بھی اچھا ملا ہے
تقاضہ کیا دل نے تاریخ لکھدے — کہ اسوقت تیری طبیعت رسا ہے
اگرچہ نہ تھی نظم لکھنے کی قدرت — مگر ہو گئے شعر فضلِ خدا ہے

شرر لکھدیا سال ناگاہ مینے
مشاہیر کا ذکر کیا دلکشا ہے
سنہ ۱۹۰۱ع

قطعہ تاریخ ریختۂ کلک جواہر سلک منشی محمد راضی صاحب مارہروی متخلص بہ راضی مختار عدالت اٹاوہ

جدا ڈھنگ سب سے ہے اس ہسٹری کا
مورخ کا رنگِ طبیعت نیا ہے

ابھی قوم مین ایسے ہین لوگ باقی
کہ ہر کان کو جنکی بہاتی صدا ہے

یہ ایک چشمۂ فیض احمد ہے جاری
چمن قوم کا جس سے پھولا پھلا ہے

سدا نور ہے شاد اے لکھنے والے
کہ تیرا سخن نسخۂ کیمیا ہے

تیری ذات معدن بنی جوہرون کی
سنی اپنے صاحب کی حق نے دعا ہے

لکھا سال تاریخ راضی نے تیری
یہ شاداب گلشن مشاہیر کا ہے

ایضاً

نظر کے سامنے ہے المشاہیر
عجب دلکش ہے فیض احمد کی تحریر

فصاحت گھر کی لونڈی ہو رہی ہے
عمل ایسا پڑھا ہے بہر تسخیر

بنی ہے نثر عالی نسر طائر
جہان کی آنکھ مین از روے توقیر

کشش ہے کہکشان حرفون کی اوسکی
وہ ذرہ ہیکے سب ہین بدر تنویر

لگا کر کمیرہ بزم سخن مین
مصور نے اوتاری خوب تصویر

اگر شہباز خان اسوقت ہوتا
صلے مین بخشدیتا اسکی جاگیر

تجسس وہ مورخ نے کیا ہے
کہ شہرت جسکی ہے تا روم و کشمیر

اگر اس تذکرہ کو دیکھ لیتا
نہ لکھتا ہسٹری اپنی جہانگیر

پڑھو تم غور سے اے نوجوانو
یہ بھولے خواب کی اچھی ہے تعبیر

اوٹھو کوشش کرو حالت سنبھالو
بنو مت اپنے ہاتھون آپ نخچیر

بہت پچھتائین گے ذیعلم اصحاب
خریداری مین کی گر کچھ بھی تاخیر

سن تالیف راضی اب شاد سے
لکھی اچھی یہ تاریخ المشاہیر